دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب .... زیبائش نسواں

مؤلف .... محمد بن عبد العزیز المسند

ترجمہ .... سلیم اللہ زماں

اعداد و اضافہ .... محمد طاہر نقاش

اشاعت اول .... جون ۲۰۰۵ء

قیمت .... روپے

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

[illegible]

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

مسلمان عورت کی زیب و زینت
قرآن و حدیث اور جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں

زیبائشِ نسواں
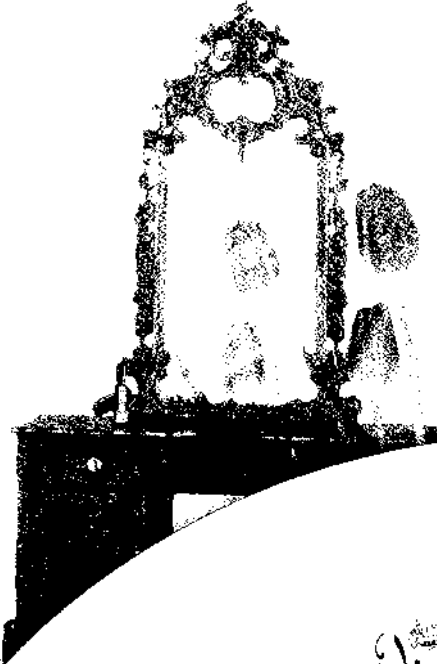
تالیف
محمد بن عبد العزیز المسند

ترجمہ : سلیم اللہ زمان

نظرثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
لاہور پاکستان

آئینہ

زیبائشِ نسواں

باب : ۱

جذبہ نمائشِ حُسن کی تسکین کے لیے

باب : ۲

عورت اور زیب و زینت

باب : ۳

جدید سامانِ زینت کے متعلق

شریعت اور جدید میڈیکل سائنس کے فیصلے

باب : ۴

عورت اشتہارات اور اعلانات

باب : ۵

قدرتی نعم البدل

باب : ۶

حسین وجمیل بننے کے یہ انداز......

❀❀❀

حرف تمنا

موجودہ دور میں پل بھر میں خوبصورت بن جانے کے مرض اور فتنہ سے شفاء، نجات اور حقیقی خوبصورتی حاصل کرنے کے لیے یہ کتاب دارالابلاغ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ کتاب اگرچہ عربی میں ہے لیکن اردو قالب میں ڈھالتے وقت اس میں بعض جگہوں پر مزید مفید اضافے کیے گئے ہیں۔ خاص طور پر راقم نے دو ابواب کا اضافہ کیا ① ''جذبہ نمائش حسن کی تسکین کے لیے'' اور ② ''حسین بننے کے یہ انداز ......شریعت کیا کہتی ہے؟''...... میں سمجھتا ہوں اس موضوع پر یہ کتاب موضوع کی نوعیت کے اعتبار سے پہلی کوشش اور اچھوتی مثبت فکر کی حامل ہے۔ یہ کتاب مسلمان عورت کی ہمدرد اور اس کی محافظ و معاون ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں ترجمہ کی ذمہ داری فاضل استاذ جناب سلیم اللہ زماں صاحب نے سرانجام دی اور اس کی نظرثانی کے لیے محترم ابویحییٰ محمد ذکریا زاہد صاحب نے تعاون کیا ہے۔ اس پر میں ان بزرگوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ یہ کتاب یقیناً خاتونِ اسلام کو حقیقی خوبصورتی حاصل کرنے کے لائحہ عمل کی رہنمائی فراہم کرے گی۔ اور اسے ایسی خوبصورتی کے حصول کے لیے مستعد کرے گی جو کہ اس کو دنیا میں اور آخرت دونوں جہانوں میں خوبصورت و حسین بنا دے۔ ان شاء اللہ۔ ایک مؤمنہ کا مقصد زندگی بھی یہی ہوتا ہے۔ اللہ کریم سے دعاء گو ہوں کہ وہ دارالابلاغ کو ایسی مزید مفید اور حقیقت پر مبنی کتب منظر عام پر لانے کی توفیق بخشے۔ آمین

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۸ مارچ ۲۰۰۵ء لاہور

مقدمہ

میں ایسا کر دکھاؤں گا!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَفَرِّدِ بِالْجَلَالِ وَالْجِمَالِ وَالْكَمَالِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ:

۱۹۶۹ء کی بات ہے کہ میک اپ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ (بیوٹیشن) اپنے ایک دوست کے ہمراہ چڑیا گھر میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ اس کے دوست نے ایک ایسا بندر دیکھا۔ جس کی گردن پر سبز' نیلے اور خاکستری رنگوں کے گول گول نشانات بنے ہوئے تھے۔ (اپنے دوست کو بندر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے) وہ ادھر اشارہ کرتے ہوئے ہنسنے لگا۔ بیوٹیشن نے اسے دیکھتے ہوئے کہا: ''کیا خیال ہے اگر ۱۹۸۰ء تک عورتوں کو بھی ہم اسی شکل وصورت میں بنا دیں تو!؟ دوست بولا: ''یہ ناممکن ہے۔ کونسی خاتون اس (چہرہ بگاڑنے والے) قبیح عمل کو قبول کرے گی؟''

''میک اپ کے بادشاہ'' (بیوٹیشن) نے اس کی تردید کرتے ہوئے جواب دیا: ''میں اس کام کی طاقت رکھتا ہوں۔ بلکہ ایسا بھی کر سکتا ہوں کہ عورت اس شکل کو اختیار کرنے کے لیے پیچھے پیچھے ہانپتی کانپتی پھرے اور ماری ماری پھرتی رہے''۔

ان دونوں کے درمیان شرط لگ گئی...... پھر خواتین کے مجلات و رسائل' اخبار و جرائد' ٹیلی ویژن و ریڈیو سمیت تمام نشر واشاعت کے اداروں نے اس ضمن میں عورتوں کی بھرپور خواہشات پر مشتمل (مضامین' اشتہارات' فیچرز اور ڈراموں کے ذریعے) زوردار فکری حملے شروع کر دیے۔ یعنی وہ اس بیوٹیشن کے مؤقف کے حق میں پروپیگنڈا کرنے لگے۔ ابھی ۱۹۸۰ء کا سال پورا بھی نہ ہوا تھا کہ عورتوں نے اپنی آنکھوں کے اردگرد ''قوس قزح'' کی

مثل مختلف رنگوں کی دھاریاں بنانا شروع کر دیں۔ اور یوں ''میک اپ کا یہ بادشاہ'' (بیوٹیشن) شرط جیت گیا۔[1]

میری قابل احترام بہنو!

عصر حاضر میں فتنوں کی بھرمار ہے۔ اور اس زمانے میں سب سے بڑا فتنہ ''خوب صورت بننے والا' مصنوعی آرائش اور یورپی وصلیبی ممالک سے درآمد شدہ ملبوسات کے پیچھے دوڑنے والا فتنہ ہے۔ جب کہ عورت کو اپنے وجود ہی میں فتنہ ہے' جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)) (متفق علیہ)

''میں نے اپنے پیچھے مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر نقصان دہ فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا۔''

تو جب یہ عورت ایسے کاموں میں پڑ جائے جو فتنے میں اضافہ کرنے والے اور جذبات کو برانگیختہ کرنے اور بھڑکانے والے ہوں تو پھر اس فتنے کا کیا حال ہوگا؟ جناب زرین حبیش ؒ فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ نے ''عورت ذات'' کی تخلیق فرمائی' تو ابلیس نے اس سے کہا: تو میری قاصد' میرا آدھا لشکر' میرے رازوں کی آماجگاہ اور میرا وہ تیر ہوگی کہ جسے میں جب پھینکوں گا تو کبھی خطاء نہ جائے گا۔''

عصر حاضر کے آغاز میں ''آزادیٔ نسواں'' کے نام سے اس تحریک کو شروع کیا گیا تھا۔ برائی کی ساری قوتیں یہ بات اچھی طرح جانتی ہیں کہ پوری امت کو تباہی کے دھانے پر لانے کے لیے ''عورت کی آزادی'' سے بڑھ کر اور کوئی راستہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ یعنی اس عورت کو مردوں کے راستے میں لا کھڑا کیا جائے۔ تا کہ یہ انہیں فتنوں میں مبتلا کرے اور اس کے اخلاق وکردار کو تباہ کرنے کا باعث بنے۔ ان کا نظریہ ہے ''کہ عورت کو ہر قیمت

[1] رسالہ الی حواء محمد العوید ۳/ ۴۹

پر گھر سے باہر لایا جائے۔"

وہ اقتصادی آزادی کے بہانے سے باہر نکلے' زندگی میں اپنے فنون میں مہارت پیدا کرنے کے بہانے سے نکلے!......علم حاصل کرنے یا جاب (نوکری) کرنے کے بہانے سے نکلے......بہرحال اسے نکلنا چاہیے۔ لیکن ان سب میں سے اہم یہ ہے کہ وہ "جذبات بڑھکانے والے انداز" سے نکلے۔ کیونکہ اگر وہ پیکر شرم و حیاء بن کر باپردہ اور اپنے اخلاق کی نگہداشت کرتے ہوئے باہر نکلے گی......تو انسانیت کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کرنے کے سلسلے میں سب اقدام اور تمام کوششیں اکارت چلی جائیں گی۔ پھر تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔

عورت کو تو ایسی شکل وصورت میں باہر نکلنا چاہیے۔ جو مرد کو فتنے میں مبتلا کر سکے اور اسے غلط راستے پر لا سکے۔ لیکن اس کے لیے سبیل کیا نکالی جائے؟ (شیطانوں نے سوچا) طریقہ یہ ہے کہ ہر اس کام کے لیے مکمل ومنظم منصوبہ بندی کے بعد ہر ممکن ذریعے سے دعوت دینا ہوگی اور وہ یوں کہ:

① مضمون نگار بھی لکھیں۔ صحافی حضرات بھی لکھیں اور قصہ گو افسانہ نویس ادیب و شاعر......سب اس کے ہیجانی پہلوؤں کے حق میں لکھیں۔

② سینما بھی اس کا ذریعہ بنے ...... مطلوبہ تباہی اور آزاد خیالی کے حصول کی خاطر ابھارنے والی فلمیں ریلیز کی جائیں......

③ ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹی وی کے ذریعے سے ...... اور مخصوص اخبارات و رسائل کے ذریعے بھی۔

④ ملبوساتی شورومز کے ذریعے اور میک اپ کے (مصنوعی کیمیاوی سامان کی تباہی کے) ذریعے سے اس طرز عمل اور فکر کو عام کیا جائے۔

⑤ ہر عیب دار ذریعے سے جیسے کہ مخلوط سوسائٹی کی صورت پیدا کرنا جو فتنہ پرور عورتوں سے خالی نہ ہو۔

چنانچہ بہت سے ممالک میں بالفعل ایسے ہی رواج پایا گیا ہے[1] ان ظالموں کی جدوجہد کا نتیجہ کیا نکلا؟ میری مسلمان بہن! اس کا جواب میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ آئندہ سطور میں تو اپنی گم شدہ متاع کو پا ہی لے۔ اے میری صاحب عقل مسلمان بہن!...... اللہ سے ڈر جا' ابلیس کے ہاتھوں اور اس کے انسانی و جناتی شیطانی لشکروں کے ہاتھوں میں فرماں بردار آلہ کار مت بن۔ تیری اصلاح کے ساتھ بشریت کی اصلاح ہو۔ تیری بیدار مغزی اور خبرداری کے ساتھ فساد برپا کرنے والے جتھے اور شر کے لشکر شکست کھا جائیں گے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

أُخْتَاهُ دِيْنُكِ مَنْبَعٌ يَرْوِي بِهِ
قَلْبُ التَّقِيِّ وَتُشْرِقُ الْأَنْوَارُ

وَدُعَاؤُكِ الْمَيْمُوْنُ فِي جُنْحِ الدُّجَى
سَهْمٌ تَذُوْبُ أَمَامَهُ الْأَخْطَارُ

فِي كَفِّكِ نَشْءُ الَّذِيْنَ بِمِثْلِهِمْ
تَصْفُو الْحَيَاةُ وَتُحْفَظُ الْآثَارُ

هُزِئَ لَهُمْ خِدْعُ الْبُطُوْلَةِ رُبَّمَا
أَدْمَى وُجُوْهَ الظَّالِمِيْنَ صِغَارُ

غُذِّيَ صِغَارُكِ بِالْعَقِيْدَةِ أَنَّهَا
زَادٌ بِهِ يَتَزَوَّدُ الْأَبْرَارُ

لَا تَسْتَجِيْبِي لِلدَّعَاوِي أَنَّهَا
كِذْبٌ وَفِيْهَا لِلظُّنُوْنِ مَثَارُ

''میری بہن! تیرا دین تو ایسا سرچشمہ ہے کہ جس سے ایک پرہیزگار آدمی کا دل سیراب ہوتا ہے۔ اور اس سے روشنیاں بھی پھوٹتی ہیں''

---

[1] دیکھئے: محمد قطب کا رسالہ التطور والثبات فی حیاۃ البشریۃ ص ۸۵

''رات کی تاریکیوں میں تیری مبارک اور بابرکت دعائیں تو ایسے تیر ہیں جن کو دیکھتے ہی ہلاکتیں اور مصیبتیں پگھل جاتی ہیں''

''تیرے ہاتھوں میں ایسی نسل کی پرورش (کی ذمہ داری) ہے کہ جن عالی ہمتوں کی وجہ سے زندگی صاف ستھری رہتی ہے اور باپ دادا کی چھوڑی ہوئی عزتوں اور مقامات عالیہ کی حفاظت کی جاتی ہے''

''دلیری اور شجاعت کے تنے کو ان کے سامنے ہلاتی رہ' بسا اوقات ایسے بھی تو ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے بھی بڑے بڑے ظالموں کے چہروں کو لہولہان کر دیتے ہیں۔

''اپنے نونہالوں کو خالص عقیدے کی غذا فراہم کرتی رہ۔ کیونکہ یہ ایسی خوراک ہے جس سے نیکوکار اپنا ''زادِ راہ لیا کرتے ہیں''

''شیطانی پراپیگنڈے کی پیروی نہ کر۔ اس لیے کہ یہ نرا جھوٹ ہوتے ہیں۔ بلکہ ان میں تو صرف شک کی بنا پر ہی بدلے لے لیے جاتے ہیں۔''

کتاب ھذا المسمی بہ ''زیبائش نسواں'' (زینة المرآة فی الطب و لشرح) میں میں نے بعض اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کی' نئے اور پرانے سامان زیبائش برائے خواتین کی اشیاء کے متعلق آراء اور اقوال کو اکٹھا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے جلیل القدر علماء کرام کے فتاویٰ جات کو بطور تائید کے ذکر کر دیا ہے۔ جیسے کہ سماحة الشیخ شیخنا العلامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اور ہمارے محترم الشیخ شیخنا محمد بن عثیمین اور عبداللہ بن جبرین کے فتاویٰ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین)

اولاً تو میں ڈاکٹروں کے اقوال کا تذکرہ کروں گا۔ پھر ان کے بعد عالی رتبہ علماء کرام کے فتاویٰ کو پیش کروں گا۔ اور کہیں کہیں' موضوع کی مناسبت سے' کچھ سچے الم ناک اور انوکھے نادر واقعات بھی آئیں گے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بعض شر پسند ٹولیوں

اور کچھ مصلحت کیشوں کی طرف سے اس کتاب کو معارضہ کا سامنا بھی کرنا پڑے گا مگر وہ ان واضح اور قاطع دلائل کے سامنے جم نہ سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے امر پر غالب ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اس سے آشنا نہیں۔ آخر میں...... یہ بات کہیں مجھ سے نہ رہ جائے کہ میں اپنے والد محترم عبدالعزیز المسند کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جن کی توجہات اور ان کے ملاحظات سے میں نے اس ضمن میں بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اسی طرح میں ان تمام بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی طرح کا بھی میرے ساتھ اشتراک کیا اور جنہوں نے اپنی آراء و تاثرات اور اپنے اقوال و مشاہدات ہمیں فراہم کیے۔ ان میں سے بالخصوص دو فاضلہ اور معزز بہنیں ام اسامہ اور ام یاسر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

المؤلف

محمد بن عبدالعزیز المسند

الریاض المملکۃ العربیۃ السعودیہ

تقریظ

حقیقی اور دیرپا خوبصورتی

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول جناب محمد ﷺ' آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر' اور ہر اس شخص پر جو آپ کی سنت مبارکہ کو اختیار کرتا اور آپ کی سیرت طیبہ کو مشعل راہ بناتا ہے...... اس کے بعد:

بھائی محمد عبدالعزیز المسند نے کتاب ھذا کا نہایت ہی خوب اہتمام کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کو بنظر غائر دیکھا ہے۔ میں نے اسے ایک ایسی قیمتی کتاب پایا ہے جو سلیس اور آسان فہم اسلوب میں وقت حاضر کے فتنوں سے آلودہ معاملات کا علاج پیش کرتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتاب علماء کرام اور اطباء عظام کے اقوال وفتاویٰ کا حسین امتزاج ہے اور یہ کتاب اس واقعیت اور حقیقت کو نمایاں تر بیان کر رہی ہے کہ جس کے مطابق عصر حاضر میں خاتون مسلم کو زندگی گزارنی چاہیے۔

یقیناً ایسی خاتون جو میک اپ کے پوڈروں اور کریموں کو مبالغہ کی حد تک استعمال کرنے میں مگن رہتی ہے بلاشبہ اس نے اپنے آپ کو ایک حقیر ترین اور معمولی ترین مشغلے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنے وجود کے لیے صرف اور صرف ''خوبصورت شکل'' کو ہی اپنا مقصود ومطلوب بنا رکھا ہے جس طرح کہ پلاسٹک کی بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی گڑیاں ہوتی ہیں' اس لیے کہ ان کی کوئی خاص قدر و قیمت نہیں ہوتی ماسوائے ان کی ظاہری شکل وصورت اور جسمانی اعضاء کی وضع قطع کے۔

اور جو خاتون صرف اپنی شکل وصورت بنانے سنوارنے کا اہتمام کرنے میں ہی

مصروف رہتی ہے وہ تو اس سیف (الماری) کی مثل ہے جس کے دروازوں کی چمک دمک' جس کی دیواروں کی پالش' جس کے نقش و نگار کی زیبائش' جس کی چادر کی عمدگی اور جس کی دستیوں کی بناوٹ آپ کو ورطہ حیرت میں ڈال رہی ہوتی ہے مگر جونہی آپ اس کو کھولیں تو اسے اندر سے خالی پائیں گے۔ اس کی ساری قیمت اس کی بیرونی چمک دمک کی ہوتی ہے۔

اور جو خاتون اپنے باطن کا اور اپنے اخلاق اور اپنی روح کو خوبصورت بنانے کا اہتمام کرتی ہے وہ بالکل اس سادہ سی الماری کی مثل ہے جو ظاہری زیبائش و آرائش سے تو بالکل محروم ہے مگر سادہ سے دروازوں اور مروجہ سی دستیوں پر مشتمل ہے۔ لیکن جب آپ اسے کھولیں تو ہیرے' جواہرات اور موتیوں سے بھرپور پائیں تو واقعی یہ الماری نمایاں حیثیت کی حامل اور قابل دید ہوگی اور جب کوئی عورت ظاہری جمال اور باطنی حسن کو اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ حدود میں رہتے ہوئے' انہیں کو جمع رکھنے کی کوشش کرے تو یہی دین اسلام اور شریعت مطہرہ کا مطلوب ہے۔

یقیناً ایک جاہل عورت...... اور جہالت سے مراد یہاں لکھنے' پڑھنے کا علم نہ ہونا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ایسی خاتون مراد ہے جو اپنے حاصل علم سے استفادہ نہ کرتی ہو اگرچہ اس نے اعلیٰ تعلیم کی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہوں...... کو آپ بہت زیادہ زیب و زینت اختیار کرنے والی پائیں گی۔ ان کے چہروں پر چھٹانکوں کے حساب سے مختلف قسم کے رنگ چڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ البتہ ایک تعلیم یافتہ عورت...... کہ جو اپنے علم سے فائدہ اٹھانے والی ہو...... اسے آپ بہت کم زیبائش کرنے والی' کھلے اور بڑے لباس والی' اور اپنی زندگی کے ہر معاملے میں تکلف سے دور رہنے والی پائیں گے۔

عورتوں میں سے بہت سی خواتین ایسی بھی ہیں جو بہت سارے ایسے خلاف حقیقت مصنوعی وسائل تزئین پر زیادہ اعتماد کرتی ہیں جو کھرے کو کھوٹا کر دیتے اور حقیقت کو جھوٹ' بہتان کے ذریعہ چھپا دیتے ہیں۔ ان مصنوعی اسباب تزئین میں سے غالب اکثریت ایسے

مصنوعی کیمیاوی مواد پر مشتمل ہوتی ہے جو انسانی شکل وصورت یا نسوانی بدن کے دوسرے اعضاء پر برے اور مہلک اثرات چھوڑتے ہیں۔ قطعی علمی دلائل سے جو باتیں سامنے آچکی ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں ہوں گی۔ ان کیمیائی مادوں اور امراض سرطان اور کیکڑہ نما جلدی دانوں اور جلدی امراض کے مابین بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جیسا کہ مؤلف نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ ایسی ایسی امراض کہ جن کا ہمارے اسلاف میں وجود تک نہیں تھا۔

یہی اسباب ہیں کہ ایسی عورت جب بڑھاپے میں قدم رکھتی ہے تو آپ اس کے بدن کو بڑی حد تک (ان امراض سے) متاثر پاتی ہیں اور وہ بہت جلد قبر کے گھڑے میں جا گرتی ہے۔ جبکہ ''اعتدال کی زندگی گذارنے والی خاتون اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے ہاں ''خوبصورتی کا حصول'' بکثرت پانی کے استعمال' غسل اور وضوء کرنے سے ہوتا رہتا ہے۔ اور اس طرح بدن اپنے طبعی حال پر قائم رہتا ہے۔ وہ جب کبھی اپنے وجود میں کوئی شکن یا اپنے چہرے پر کوئی زردی وغیرہ ملاحظہ کرتی ہے تو وہ بیماری کے اسباب کی معرفت اور مناسب دوائی کے ذریعے صحت بخش علاج کروانے کی سعی کرتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی ''معتدل خاتون'' کو کچھ پوڈر وغیرہ کبھی ''حالت مجبوری'' میں استعمال کرنا پڑے تو وہ بھی بقدر ضرورت۔ اور اس شکل میں کہ وہ اس میں لت پت نظر نہ آئے۔ چنانچہ اتنی مقدار میں یہ پوڈر وغیرہ اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ اسی لیے آپ ایسی ''معتدل خاتون'' کو بڑھاپے میں نہایت پرسکون اور مطمئن دل والی پاؤ گی اور اس کے وجود کو آپ صحیح حالت میں محفوظ پائیں گی۔

جسمانی حسن و جمال زائل ہونے والا ہے۔ یہ ہمیشہ باقی نہیں رہے گا۔ یہ لازماً بڑھاپے سے زائل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی بیماری جسم میں اپنے آہنی پنجے گاڑھ لے۔ تو بھی یہ جلد زائل ہو جاتا ہے' اور لوگوں میں سے کون ایسا ہے جو بیماری سے سلامت و محفوظ رہنے کی ضمانت دے سکتا ہو؟ بلکہ یہ تو کسی پیش آنے والے حادثے کے سبب بھی زائل ہو جاتا ہے۔ کہ بسا اوقات یہ حادثہ چہرے کو ہی جھلس دیتا ہے اور بعض اوقات پورے بدن کو ہی۔

یا پھر کچھ اعضاء جسمانی کو۔ جیسے کہ آگ میں جل جانا اور اس طرح کے دیگر حادثات۔

جب معاملہ ایسا ہے۔ تو پھر ہر وہ آدمی جو اپنی زندگی میں ''جسمانی حسن و جمال'' پر بھروسہ رکھنے اور نازاں رہنے والا ہے' وہ لامحالہ نقصان اٹھا رہا ہے۔

اس کے برعکس باقی رہنے والا تو صرف روح کی شگفتگی' طبیعت کا نکھار طبع اور اخلاق و کردار کا حسن و جمال ہے۔ یہ ایسی خوبصورتی اور وجاہت ہے جو حادثات' غموں' بیماریوں' یا عمر رسیدہ ہونے سے متاثر نہیں ہوتی۔ بلکہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید نکھار' گہرائی' اور علم وعقیدہ میں راسخیت حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ حوادث و کارثات تجربہ اور عزت و شرف عطاء کرتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا ہی سچ کہا ہے

يَا خَادِمَ الْجِسْمِ كَمْ تَسْعٰى لِخِدْمَتِهٖ
أَتَطْلُبُ الرِّبْحَ مِمَّا فِيْهِ خُسْرَانٌ
أَقْبِلْ عَلَى النَّفْسِ فَاسْتَكْمِلْ فَضَآئِلَهَا
فَأَنْتَ بِالرُّوْحِ لَا بِالْجِسْمِ اِنْسَانٌ

''اے جسم کے خادم! تو امید کی خدمت گذاری میں کہاں تک کوشاں رہے گا؟
کیا تو اس سے نفع کی اُمید لگائے ہوئے ہے جس میں خسارہ ہی خسارہ ہے؟''
''ذرا تو روح کی بھی فکر کر اور اس کے اعلیٰ درجات کو حاصل کر لے' کیونکہ تو روح کے ساتھ انسان ہے' جسم کے ساتھ نہیں۔''

''جسمانی حسن و جمال'' کو باقی رکھنے کی خواہش کے باوجود اس کے زوال پزیر ہونے کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اس سے میری مراد دلوں سے اس کے اثر کا ختم ہو جانا ہے۔ یقیناً ایک ''صاحب جمال خاتون'' جتنی بھی حسن و جمال کی منزلیں طے کر لے۔ اس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اس کے ساتھ زندگی گذارنے والا' اس کی محبت و الفت اور حسن معاشرت کے عوامل سے بے خبر ہی رہتا ہے۔ چنانچہ جب وہ خاتون ''ابتدائے سفر'' میں اپنے حسن و جمال کی وجہ سے اپنے ''دولہا'' پر فائق و غالب ہوتی ہے تو ''مرور ایام''

کے ساتھ وہ خاوند بھی اس سے اور اس کے حسن و جمال سے غیر مانوس ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر اس کا ظاہری حسن و جمال اپنے خاوند کے دل سے اپنی تاثیر کھو بیٹھتا ہے۔ اس لیے ہم بہت سے وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی توجیہہ و توضیح میں یہ بات دیکھتے ہیں کہ جو مرد (خفا ہو کر ایک سے زیادہ) شادیاں کرتے ہیں۔ ان کی سابقہ بیویوں کی نسبت بعد والی بیویاں ''روحانی خوبصورتی' حسن معاشرت'' اور'' کامیاب زندگی گذارنے کے انداز'' میں بڑھی ہوئی ہوتی ہیں کہ جو فانی حسن و جمال پر مندرجہ بالا خوبیوں اور عوامل کے ساتھ فوقیت حاصل کر لیتی ہیں' جن میں سب سے بڑی اور واضح خوبی محبت و الفت اور اچھی عادات کا خوگر ہونا ہے جبکہ ظاہری حسن و جمال والی میں غالب طور پر فخر و غرور' خود پسندی اور خود بلندی جیسے رذائل موجود ہوتے ہیں۔

بالکل اسی طرح بدصورتی کا حال ہے۔ بعض جوڑوں کو تو ایسا بھی پائے گی کہ ان میں سے ایک بدصورت ہے اور دوسرا خوبصورت۔ اس فرق کے باوجود وہ دونوں خوشحالی کی کامیاب زندگی گذار رہے ہوتے ہیں۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ اچھی عادات کا خوگر ہونے اور الفت و محبت کا پیکر ہونے نے ان دونوں کا ایک دوسرے کی ظاہری شکل و صورت کو بھلا دیا ہوتا ہے۔ اور وہ دونوں اپنی عمدہ صفات اور بہترین طبیعتوں سے مستفید ہو رہے ہوتے ہیں۔ روایت کیا جاتا ہے کہ ایک بار امام اصمعی رحمہ اللہ کا گزر صحراء نوردوں کے پاس سے ہوا۔ وہاں انہوں ایک نہایت خوبصورت خاتون کو پایا جو ایک نہایت ہی قبیح اور بدصورت آدمی کے ساتھ زندگی گذار رہی تھی۔ امام اصمعی نے خاتون سے اس کا راز پوچھا۔ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

((لِقُرْبِ الْوِسَادِ وَطُوْلِ السَّوَادِ))

''تکیہ کے قریب ہونے اور بوقت مباشرت راز دارانہ گفتگو کے لمبا ہونے کی وجہ سے''

تو اس نے گویا اس بات کی گواہی دی کہ اکٹھے ساتھ رہنے اور لمبی حسن معاشرت

نے اس کے خاوند کی بدصورتی کو بھلا کر رکھ دیا ہے۔ اور وہ خاتون اپنے خاوند کی حسن طباعت وحسن اخلاق پر راضی رہتی ہے۔

ایسے واقعات تو ہماری روز مرہ زندگی میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ تم اس طرح بھی پاؤ گی کہ ایک آدمی کی بیوی بدصورت ہے اور وہ نباہ کر رہا ہے' تب تو تمہیں واقعی تعجب ہو گا۔

وہ کس طرح اس پر راضی اور اسے اپنے گھر میں آباد کیے ہوئے ہے؟ باوجودیکہ وہ اس سے کئی درجے اچھی اور خوبصورت عورت سے شادی کر سکتا ہے مگر تم اس معاملے کی تہہ تک پہنچ کر اگر نتیجہ اخذ کرو تو حیران ہو گی کہ اس بیوی سے یہ خاوند الفت رکھتا ہے اور وہ اس کی جملہ صفات سے یوں راضی ہے کہ یہ صفات وخوبیاں اس کے نزدیک جسمانی حسن و جمال کے نہ صرف یہ کہ مساوی ہیں بلکہ اس سے بھی اعلیٰ ہیں' اسی لیے وہ دونوں پر سکون اور ناز والفت سے معمور زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا باتوں سے یہ بات آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ حقیقی' دیرپا اور ہمیشہ قائم ودائم رہنے والی خوبصورتی صرف ''روحانی خوبصورتی'' ہی ہے۔

رحمت الٰہی کی امید وار

ام اسامہ

باب : ۱

جذبہ نمائشِ حسن کی تسکین کے لیے

- اے امت محمد ﷺ کی بیٹی!
- اے قوموں کو اپنی آغوش میں تربیت دے کر پروان چڑھانے والی ماں!
- اے میری بہن!

آپ میک اپ (Makeup) میں مصروف ہیں...... یہ کیا؟ ...... یہ آپ کے ہاتھوں میں (سرخی) لپ اسٹک ہے...... شائد آپ اپنے ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانا چاہتی ہیں!!؟ ...... آپ اپنے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر بیوٹی بکس کھولے بیٹھی ہیں...... جہاں میک اپ کی اور بھی بہت سی چیزیں نظر آ رہی ہیں ...... وہاں مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں میں نیل پالش بھی پڑی نظر آ رہی ہے ...... اور شائد آپ اس نیل پالش سے اپنے ناخن رنگنے کا ارادہ رکھتی ہیں...... ٹھہریے ...... ٹھہریے ٹھہریے' ذرا ٹھہریے...... ان چیزوں کے استعمال سے قبل ذرا ناخن کے متعلق جان لیں کہ یہ ہے کیا؟ ...... ان کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے بعد آپ کو اختیار ہوگا۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا کہ جو چاہیں کریں۔

اے میری بہن! یاد رکھ کہ:

انفرادی سطح پر ہر کسی میں خواہ وہ مرد ہو یا عورت! حسین بننے اور حسین کہلانے کا جذبہ ہمہ گیر اور بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ یہ پاؤڈر' یہ کریمیں' یہ پرفیومز' یہ شیمپوز' یہ ابٹن' یہ کاجل' یہ مسکارا' یہ آرسی یہ عطر اور تیل' یہ چمک دمک' زرق برق او رھڑ کیلے لباس اور

ہیروں اور جواہرات سے مرصع زیورات' سب اسی جذبہ کی کرشمہ سازیاں ہیں..... لیکن جو عظمت اور وقار باحیاء رہتے ہوئے احسن الخالقین کے عطاء کردہ قدرتی حسن میں ہے وہ مصنوعی اشیاء اور غازے پوڈر کے محتاج حسن میں کہاں......

آیئے! اب پہلے ہم آپ کا لپ اسٹک سے تعارف کرائیں گے۔

عام طور پر ہمارے ہاں پائی جانے والی لپ اسٹک دو طرح کی ہے۔ ہم آپ کو دونوں طرح کی لپ اسٹک کا تعارف کروائے دیتے ہیں۔

1 کیمیاوی تیزاب والی لپ اسٹک (Lip Stick)

جب آپ ہونٹوں پر لگانے والی لالی یا سرخی استعمال کرتی ہیں تو کیا آپ کو اس امر کا علم ہوتا ہے کہ آپ دراصل کیمیاوی اجزاء کا مرکب استعمال کر رہی ہیں؟..... یہی نہیں بلکہ مچھلی کے سنے تک اپنے ہونٹوں پر لگا رہی ہیں؟..... کیا آپ ان خواتین میں سے ہیں جو محسوس کرتی ہیں کہ ہونٹوں پر لگائی جانے والی سرخی زندگی کے لوازمات میں سے ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو ''سیکرٹ ہاؤس'' ''خفیہ گھر'' نامی کتاب کا یہ اقتباس یقیناً آپ کی توجہ کا مستحق ہے' اس لیے کہ اس کتاب میں گھروں میں استعمال ہونے والی اشیاء کے بارے میں خاصی حیران کن اور انکشاف انگیز تفصیلات درج ہیں' ملاحظہ ہو:

اس دلکش رنگین ٹیوب میں کیا کیا اشیاء شامل ہیں جو آپ اپنے ہونٹوں پر ملتی یا لگاتی ہیں۔ اس میں وہ تمام ''بہترین'' اجزاء شامل ہیں جو بیسویں صدی کی کاسمیٹک سائنس اب تک ایجاد اور وضع کر سکی ہے۔ جدید لپ اسٹک کے مرکز میں تیزاب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور شے کے ذریعے رنگ کو ہونٹوں پر کافی گہرائی تک جمایا یا قائم نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ تیزاب کے باعث شروع میں نارنجی رنگ آتا ہے۔ پھر وہ جلد کے ذی حیات (زندہ) خلیوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور نارنجی رنگ کو گہرے سرخ رنگ میں تبدیل کر دیتا ہے جو ہونٹوں پر چپک جاتا ہے۔ لپ اسٹک میں ہر دوسری شے صرف اس لیے ہوتی ہے کہ تیزاب اپنی جگہ بنا لے۔ پہلے تو اسے پھیلنا ہوتا ہے۔ غذا کو چکنا اور ملائم کرنے والا

بناسپتی تیل بڑی آسانی سے پھیلتا ہے اور اسی لیے وہ بازار میں فروخت ہونے والی تمام لپ اسٹکوں میں ایک لازمی جزو کی حیثیت سے شامل ہوتا ہے۔ صابن بھی اچھی طرح ملا جاتا ہے۔ اس لیے کچھ صابن بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے نہ تو صابن اور نہ ہی بناسپتی تیل' تیزاب کے اثر کو قبول کرنے کے لیے اچھے ہیں جو رنگ لانے کے لیے ضروری ہے۔ صرف ایک ہی شے کسی حد تک ایسا کرسکتی ہے اور وہ شے ارنڈی کا تیل ہے۔ اچھا اور سستا ارنڈی کا تیل جو ورانش اور قبض کشا ادویات میں استعمال ہوتا ہے' تیزاب ارنڈی کے تیل میں ڈوب جاتا ہے۔ ارنڈی کا تیل صابن اور بناسپتی تیل کے ساتھ ہونٹوں پر پھیل جاتا ہے' یہاں تک کہ تیزاب وہاں تک پھیل جاتا ہے جہاں اس کے پہنچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر لپ اسٹک ارنڈی کے تیل کی بوتلوں میں فروخت ہوسکتی تو اس دوسرے بڑے جزو کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن اس کے مکسچر کو ایک دوسری (دیدہ زیب) شکل میں فروخت کرنا مقصود ہوتا ہے' تاکہ حساس صارفین (خواتین) کے ہاتھ فروخت کیا جا سکے۔ اس لیے اس کو ایک سخت اسٹک میں منتقل کرنا ہوتا ہے' اور اس کام کے لیے بھاری پٹرولیم سے بنی موم سے بہتر اور کوئی شے نہیں ہے۔ یہ وہ شے ہے جو لپ اسٹک کو اسٹک کی شکل فراہم کرتی ہے۔ بلاشبہ ان اشیاء کو یک جا کرنے میں کچھ احتیاطیں برتنی ہوتی ہیں۔ اگر لپ اسٹک استعمال کرنے والی کسی خاتون کو علم ہوجائے کہ لپ اسٹک کے اندر کیا کچھ شامل ہے تو لپ اسٹک کی فروخت اور قبولیت کے مسائل پیدا ہوجائیں گے۔ اس لیے لپ اسٹک کی تیاری کے مرحلے میں قبل اس کے کہ تمام قسم کے تیل جمنے پائیں' خوشبو ڈال دی جاتی ہے جب کہ وہ ابھی پگھلے ہوئے سیال مادہ کی شکل میں ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی غذا کو تحفظ فراہم کرنے والی اشیاء اس مادہ میں شامل کر دی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ علاوہ تیل کی بدبو کے' ان تحفظ فراہم کرنے والی اشیاء کے بغیر تیل قابل استعمال ہی نہیں رہے گا۔ (کیا آپ نے کبھی کوئی پرانی لپ اسٹک سونگھی ہے؟ وہ خوفناک بدبو جو اس میں سے

آرہی ہوتی ہے' ارنڈی کے تیل کی ہے' جو خراب ہو گیا ہے)

اب لپ اسٹک میں جس شئے کی کمی رہ گئی ہے وہ ''چمک'' ہے۔ جب غذا کو تحفظ فراہم کرنے والی اشیاء اور خوشبو ڈالی جاتی ہے۔ اس وقت کچھ چمکدار اور رنگین شئے بھی جو زیادہ قیمتی بھی نہیں ہوتی' لپ اسٹک کے مکسچر میں ڈال دی جاتی ہے۔ یہ چیز مچھلی کے سنے ہوتے ہیں۔ یہ مچھلی کے سنے مچھلی مارکیٹ سے با آسانی دستیاب ہو جاتے ہیں۔ ان سنوں کو امونیا میں ڈبو دیا جاتا ہے اور پھر ہر شئے کے ساتھ لپ اسٹک کے مکسچر میں ان کو شامل کر دیا جاتا ہے۔ تو کیا لپ اسٹک یہی ہے!!؟؟ یعنی بناسپتی تیل' صابن' ارنڈی کا تیل' پیٹرولیم پر مبنی موم' خوشبو' غذا کو محفوظ کر دینے والی اشیاء اور مچھلی کے سنے؟ مکمل طور پر ایسا نہیں ہے۔ ابھی ایک چیز کی کمی ہے اور وہ چیز رنگ ہے۔ ''نارنجی ایسڈ'' جو ہونٹوں سے ملتا ہے تو ہونٹوں پر لگ کر سرخ ہو جاتا ہے۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک اور رنگ کو لپ اسٹک میں شامل کرنا باقی ہے' یہ تسکین پہنچانے والا رنگ ''سرخ رنگ'' ہے' تاکہ جو چیز ٹیوب میں آپ دیکھتی ہیں وہ ہونٹوں کے رنگ کے مشابہ ہو...... اور سنگترے کے عرق کا خوفناک نارنجی رنگ نہ معلوم ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ غور کریں کہ جو سرخ رنگ آپ ٹیوب میں دیکھتی ہیں۔ اس کا بہت کم تعلق اس رنگ سے ہے جو آپ کے ہونٹ پر نظر آ رہا ہے...... کیا آپ کا خیال ہے کہ آپ کے ہونٹ اس کیمیائی تیزاب کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو آپ کے ہونٹوں میں جل رہا ہے؟...... سبزی خور خواتین بھی یاد رکھیں کہ لپ اسٹک سبزیوں کی پیداوار نہیں ہوتی۔ خوب سوچ لیں!...... ہر بار جب بھی آپ اپنے ہونٹوں پر سرخی لگائیں گی تو مچھلی کے سنے کے ساتھ ساتھ تیزاب بھی ساتھ میں کھائیں گی!! [۱]

لپ اسٹک میں موجود تیزاب کی نشاندہی اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق چند سال قبل ایک قومی اخبار نے رپورٹ دی کہ ایک تقریب میں سب مہمانوں کے سامنے ایک عورت کہ جس نے گہری سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگا رکھی تھی۔ ایک تتلی

۱۔ ماہنامہ خواتین میگزین اگست ۱۹۹۵ء ص ۸

اچانک آئی اور (شائد پھول سمجھ کر) اس کے ہونٹوں پر بیٹھ گئی۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ زمین پر گری اور تڑپ تڑپ کر مرگئی۔

کیا آپ جانتی ہیں کہ خواتین نے لپ اسٹک کا استعمال کب اور کیوں شروع کیا؟ ماہرین کے مطابق قدیم زمانے میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ اگر خواتین اپنے ہونٹوں پر سرخ رنگ لگالیں تو ان کی روح ان کے جسم میں (ہی) رہے گی اور کوئی شیطانی قوت ان کے اندر داخل نہیں ہو سکے گی۔[1]

۲ سؤر کی چربی کی ملاوٹ والی لپ اسٹک LIPSTICK

لپ اسٹک کی دوسری قسم وہ ہے جس میں سؤر کی چربی شامل ہوتی ہے۔ یہ بات اٹل حقیقت ہے اور اس میں ذرہ برابر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ ہونٹوں پر استعمال کی جانے والی لپ اسٹک میں سؤر کی چربی کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ خواہ وہ رجسٹرڈ کمپنی کی تیار کردہ ہی کیوں نہ ہو۔ سور کی چربی ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسانی جسم پر نہیں پگھلتی اور باقی تمام چربیاں انسان کے جسم پر لگانے سے پگھل جاتی ہیں۔ بمبئی یونیورسٹی کے ریسرچ سکالر جناب عارف علی کی تحقیق ہے کہ سؤر کی چربی انسانی جسم پر نہیں پگھلتی ہے۔ اس لیے لپ اسٹک بنانے والے اس کا استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔[2]

ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہم نے لپ اسٹک اور نیل پالش کے جتنے فارمولے دیکھے ہیں ان میں سے کم ہی ایسے فارمولے ہوں گے جن میں الکوحل کو شامل نہ کیا گیا ہو، جبکہ الکوحل کے حرام ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں۔ میری بہن! ...... کبھی تو نے سوچا ہے کہ اسی سور کی چربی۔ جو کہ سراسر حرام ہے، کو تم اپنے ہونٹوں کی زینت بنا کر عبادات کے فرائض سرانجام دیتی ہو۔ اسی کو لبوں کی شان بنا کر تم نماز پڑھتی ہو، اور اسی کی تہہ کو اپنے لبوں پر چڑھا کر تم قرآن حکیم کی تلاوت کرتی ہو ...... کیا تو نے کبھی غور وفکر کیا

[1] ماہنامہ آنکھ مچولی "حیرت ناک نمبر" ۶ جولائی ۱۹۹۱ء ص ۱۰۲

[2] روزنامہ فیصل جدید دہلی ۳۰ نومبر ۱۹۹۲ء

ہے کہ اس طرح کہیں تمہاری نمازیں اور دیگر عبادات کہ جن کی ادائیگی کے لیے تو خاص طور پر اہتمام کرتی ہے ضائع تو نہیں ہو رہیں؟...... اور کہیں ایسا تو نہیں کہ ثواب کی بجائے عذاب کا موجب بن جائیں۔ کس بنا پر؟ صرف لپ اسٹک کے استعمال کی بنا پر۔ کیونکہ اس میں الکوحل اور سؤر کی چربی کی ملاوٹ نجاست کا حکم رکھتی ہے اور نبی آخر الزماں ﷺ کے حکم کے مطابق نماز کی ادائیگی کے لیے نجاست دور کرنا ضروری ہے۔[1]

میری معزز بہن!...... اگر اس پہلو پر آج تک نہیں سوچا تو آج ہی غور و فکر کر لے اور ہم آپ سے پرخلوص اپیل کرتے ہیں کہ آپ لپ اسٹک کے حرام و ناپاک ہونے میں ذرہ برابر شک نہ کریں۔ یہ حرام و ناپک اور غلیظ چیز ہے کیونکہ اس میں سؤر کی چربی کی ملاوٹ کی تحقیق سامنے آچکی ہے۔ لہٰذا جب حق بات سامنے آجائے تو امت محمد ﷺ کی بیٹی کا یہ شیوہ نہیں کہ حیلے بہانے تلاش کر کے راہ فرار اختیار کرے' بلکہ اتنی گھناؤنی اور حرام چیز سے ان کو نفرت ہونی چاہیئے اور اس کا طرز عمل تو یہ ہونا چاہیے کہ اللہ احسن الخالقین اور محمد رحمت العالمین ﷺ کی محبت اور اطاعت میں اس حرام اور ناپاک غلیظ چیز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آج سے ہی ہونٹوں پر لگانا ترک کر دیں۔ ہاں! اس کی جگہ اگر چاہیں تو دنداسہ استعمال کریں کہ جو طبی طور پر بھی مفید ہے اور اس میں کراہت اور حرمت والی بھی کوئی علامت نہیں۔ اس کے علاوہ اس میں اینٹی سپٹک (Anti Septic) جراثیم کش اثرات بھی ہیں' جو منہ میں موجود جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ دنداسہ منہ سے ریشہ' گندے مادے اور فالتو پانی کو بھی خارج کر دیتا ہے۔ اس طرح منہ اور دانتوں کی صفائی ہونے کے بعد منہ صاف ستھرا اور دانت کثافتوں اور گندے مادوں سے پاک ہو کر چمکدار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہونٹوں پر ایک خوبصورت قدرتی لپ اسٹک بھی ہو جاتی ہے' کہ جس کا اپنا ذاتی رنگ ہوتا ہے جو ہونٹوں میں سرایت کر جاتا ہے نہ کہ ان پر تہہ کی صورت میں جم جاتا ہے۔

---

[1] روزنامہ پاکستان ۱۲ فروری ۱۹۹۵ء

نیل پالش (Nail Polish)

عام طور پر بہنیں نیل ''پالش بھی اپنے ناخنوں پر اس جذبہ سے لگاتی ہیں کہ وہ خوبصورت نظر آئیں۔ اس کے لیے وہ بازار سے بہت مہنگی مہنگی Imported (بیرون ملک سے درآمد شدہ) نیل پالش لاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام اقسام کی نیل پالش ناخنوں کے قدرتی حسن کو تباہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انگلیوں میں ناخنوں کے نیچے چھوٹی چھوٹی آرٹریز کا ایک جال بچھا دیا ہے' جن میں خون روانی سے دوڑتا ہے تو اس کے اوپر ناخن کی سکرین آرٹریز میں دوڑنے والے خون کی وجہ سے سرخ سفید اور سیب کی طرح نظر آتی ہے لیکن جب اس ناخن کو ایک عرصہ تک نیل پالش کا کوٹ کیا جاتا ہے تو وہ بھدا اور بے رنگ کھردار ہو جاتا ہے۔

میڈیکل سائنس کی نظر میں نیل پاش کی حقیقت

آپ کسی بھی مرض کے علاج کے لیے ڈاکٹر کے پاس جائیں تو وہ کہے گا ''ذرا منہ کھولئے'' مگر کچھ ڈاکٹر ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ذرا اپنے ناخن دکھایئے۔ کیونکہ انہیں علم ہے کہ ناخنوں کی مدد سے بھی بیماری کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ احسن الخالقین رب العالمین نے ناخنوں میں کچھ ایسی علامتیں رکھ چھوڑی ہیں جو مختلف پیچیدہ اور مہلک بیماریوں کی نشاندہی کرتی ہیں۔ قدیم زمانے میں بھی اس بنا پر ناخنوں کی ظاہری حالت اور بناوٹ سے علاج معالجہ میں مدد لی جاتی تھی۔ یہ طریقہ کار آج بھی رائج ہے مگر بہت کم۔ کتنی ہی بیماریاں ہیں کہ جن کی تشخیص ناخن کی علامات سے ہو جاتی ہے لیکن جب وہ نیل پالش سے لت پت ہوں گے تو تشخیص کس طرح ہوگی۔ ناخن کیمیائی طرز پر بالوں کی مانند

ہوتے ہیں اور ان میں پروٹین کیراٹین کی مقدار زیادہ پائی جاتی ہے جو گندھک کا اہم جزو ہے۔ ناخنوں کے بڑھنے کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ ایک ہفتہ میں اعشاریہ پانچ سے ایک اعشاریہ دو ملی میٹر تک بڑھتے ہیں۔ ہاتھ کے ناخنوں کے بڑھنے کی یہ رفتار پاؤں کے ناخنوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ ہے۔ ناخن گرمیوں میں زیادہ تیز رفتاری سے بڑھتے ہیں۔ سرد علاقوں کے مقابلے میں گرم علاقوں میں بھی ان کے بڑھنے کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ جب کہ رات کے مقابلے میں یہ دن میں زیادہ بڑھتے ہیں۔

ہماری خواتین اور طالبات کو اپنے ناخن درندوں کی طرح خوب بڑھانے اور پالنے کا شوق ہے۔ اس کے لیے وہ بہت پاپڑ بیلتی نظر آتی ہیں۔ ان کے اس فضول شوق کو دیکھتے ہوئے مختلف کمپنیوں والے خوب پیسے کما رہے ہیں۔ انہوں نے مختلف رنگوں میں ''مصنوعی ناخن'' تیار کیے ہیں جو اصلی حقیقی ناخنوں پر فٹ ہوجاتے ہیں۔ اب خواتین اور طالبات ان کو بازار سے خرید کر اپنے ناخنوں پر فٹ کر کے اپنا جاہلانہ شوق پورا کرتی نظر آتی ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان خاتون کو یہ زیب نہیں دیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ناخن کاٹنے کو فطرت کی دس چیزوں میں شمار کرتے ہوئے ان کے کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ ناخن بڑھانا مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ چنانچہ سب سے بڑے ناخن رکھنے کا ریکارڈ ایک ہندوستانی باشندے کے پاس ہے جس نے ۳۵ سال میں اپنے ناخن ۳۲ انچ لمبے کیے۔ اسی طرح ایک امریکی خاتون لی ریڈ مونڈ نے اپنے ہاتھوں کے ناخن ۲۰ انچ تک لمبے کیے۔ (۲)

نیویارک یونیورسٹی میڈیکل سنٹر کے علم الابدان کے ماہر ڈاکٹر پال کچھی جین نے بتایا کہ ''نیل پالش کے استعمال سے ناخن سخت ہوجاتے ہیں۔ ریموور انہیں مزید سخت بنا دیتا ہے اور اس کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ناخن ریزہ ریزہ ہونے لگتے ہیں۔ ایسے محلول کے استعمال سے بھی یہ کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جو لگانے کے ساتھ ساتھ ہوا لگتے ہی خشک ہوجاتے ہیں۔ خون کی گردش کم ہونے کی صورت میں ناخن پتلے' بے تکے اور پیلے ہوجاتے ہیں۔

اب فطرت کی دس چیزوں میں پیارے رسول ﷺ نے ناخن کاٹنے کو شمار کیا ہے۔

اس لیے کہ ایک مسلمان کا ایمان ہونا چاہیے کہ اسی میں برکت ہے اور حقیقت میں برکت بھی اسی میں ہے۔ لیکن جو خواتین اور خاص طور پر طالبات اس کے الٹ کرتی ہیں' ان کے متعلق بھی سن لیں۔ ڈاکٹر رانا سعید صاحب کے مطابق جو خواتین لمبے ناخن رکھنے کی عادی ہیں' ان کے ناخن سے علیحدہ شدہ حصے میں پانی کے ساتھ جراثیم داخل ہوتے رہتے ہیں جو کہ ناخن کے علیحدہ ہونے کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔ اس قسم کے ناخن تیزی سے بڑھتے ہیں اور ان کا اگلا حصہ علیحدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ نیل پالش اتارنے کے محلول کا بار بار استعمال بھی ناخن کی سطح کو خراب کرتا رہتا ہے' اس پر سے باریک چھلکے اترتے رہتے ہیں۔ یہ نیل پالش اور ریموور وغیرہ ناخن کی چمک دمک کو ختم کر کے اس کو بدرنگ اور کھردار بنا دیتے ہیں۔

آپ کب سے لپ اسٹک لگا رہی ہیں؟

بہت سی عورتوں کو صرف نیل پالش کے استعمال کی وجہ سے کئی بیماریاں لاحق ہیں لیکن ان کو اس کا علم نہیں اور وہ آج بھی مختلف ڈاکٹروں کے پاس ماری ماری پھر رہی ہیں۔ ایک مثال آپ سن لیں:

حکیم طارق محمود لکھتے ہیں کہ ''ناخن بھی جسم انسانی کی طرح زندہ ہیں۔ انہیں بھی آکسیجن اور ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ پانی کے طلب گار رہتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تمام جسم ان سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک خاتون کے ہاتھوں پر دانے خارش اور پیپ دار پھنسیاں بھی تھیں۔ بہت علاج کرائے مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر ایک ماہر امراض جلد کے پاس گئیں' موصوف عمر رسیدہ اور بہت ماہر جانے جاتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب مریضہ کا معائنہ کر کے فرمانے لگے ''آپ ناخن پالش کتنے عرصے سے استعمال کر رہی ہیں؟ مریضہ کہنے لگی ''گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں سے'' اور مرض کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟ مریضہ نے جواب دیا ''پانچ سال سے مسلسل مرض موجود ہے'' ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ''آپ ناخن پالش لگانا چھوڑ کر پھر مناسب مختصر علاج کریں۔ مریضہ کا کہنا ہے کہ صرف تیسرے ہفتے

میں مکمل صحت یاب ہو گئی......

انسانی صحت اور تندرستی کے لیے ہر رنگ کا ایک منفرد مزاج ہوتا ہے۔ موجودہ فیشن نے مختلف ناخن پالش کے استعمال کی ترغیب دی ہے۔ ان مختلف رنگوں کی الرجی جو عام آدمی کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ تو کیا ایک مریض برداشت کر سکے گا؟ ناخن پالش، ناخن کے مسامات کو بند کر دیتی ہے۔ مزید چونکہ پالش میں رنگدار کیمیکل ہوتے ہیں اس لیے یہ کیمیکل بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں۔ خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارمونزی سسٹم پر بہت پڑتا ہے۔ جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔[1]

حلال لپ اسٹک کا شوشہ

بعض لوگوں نے چند ایسی کتابیں چھاپی ہیں جن میں چند ایسے فارمولے درج کیے گئے ہیں کہ جن میں یہ حرام چیزیں شامل نہیں ہیں۔ اس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس طرح کے فارمولے پر بنی لپ اسٹک صحیح ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف نسخوں یا فارمولوں کی حد تک ہی زبانی جمع خرچ ہے کیونکہ ان فارمولوں کے مطابق کوئی شخص لپ اسٹک تیار نہیں کرتا اور اگر بالفرض کوئی تیار کر بھی لے تو وہ مارکیٹ میں موجود کوالٹی کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے فیل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایسے فارمولے یا کتابوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں اس کے باوجود اگر کسی بہن کو ۱۰۰ فیصد یہ یقین ہو یا اس نے آنکھوں سے دیکھا ہو کہ جو لپ اسٹک میں خرید رہی ہوں اس میں کوئی مشتبہ اور حرام چیز شامل نہیں کی گئی تو وہ اس کو استعمال کر سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ذہن میں رکھے کہ آپؐ نے فرمایا:

''حلال صاف اور واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے...... اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو دونوں طرف ملتی جلتی ہیں پھر جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کے حرام ہونے میں شبہ ہو تو وہ واضح (صاف) گناہ کو ضرور چھوڑ دے گا اور جس نے شبہ کی

---

[1] سنت نبوی اور جدید سائنس ص ۲۵-۳۲۴

چیز پر دلیری کی وہ قریب ہے واضح (طور پر) حرام میں پھنس جائے اور گناہ اللہ کے رہے (چراگاہیں) ہیں جو چراگاہ کے آس پاس (اپنے مویشی) چرائے گا وہ چراگاہ میں بھی گھس جانے کے قریب ہوگا"[1]

ناخن کاٹنا سنت نبوی بھی اور علاج بھی

ناخن کاٹنے کے آداب میں یہ شامل ہے کہ

① آدمی ناخن (مستقل طور پر) کاٹتا رہے۔ (صحیح مسلم)

② ناخن کاٹنے میں دائیں طرف سے ابتدا کرے (صحیح بخاری و مسلم)

③ ناخن کاٹنے میں چالیس دن سے زیادہ وقفہ نہ کرے (صحیح مسلم)

④ ناخن سے ذبح نہ کرے' اس لیے کہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (صحیح مسلم)

نبی مکرم ﷺ باقاعدگی سے اپنے ناخنوں کو کاٹتے تھے اور صحابہؓ کو بھی ناخن کاٹنے کو کہتے۔ اس پر ہمارا عمل' سنت پر عمل کرنا بھی ہے اور علاج بھی۔

میڈیکل کے اصول اور قانون کے مطابق پیٹ کے کیڑوں کے انڈے انسانی ناخن میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسان جب کھانا کھاتا ہے تو یہ انڈے "کھانے" میں شامل ہو کر پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اندر ہی اندر پھلتے پھولتے رہتے ہیں......

جدید تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ایسی خواتین نفسیاتی امراض کا زیادہ شکار ہوں گی حتی کہ ایک ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان کو اتنا نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے کہ انسان خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔[2]

طبی ماہرین اور ڈاکٹر حضرات نے خواتین کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ "نیل پالش مت لگائیں" کیونکہ نیل پالش میں مضر کیمیکل (تیزاب) ہوتے ہیں

---

[1] تیسیر الباری شرح صحیح بخاری مترجم جلد ۹ کتاب البیوع صفحہ ۳۵۳۔

[2] سنت نبوی اور جدید سائنس ص ۴۵۰

اور خود کھانے پینے اور بچوں کو کھلانے پلانے کے وقت وہ مضر کیمیکل مع جراثیم کے اندر چلے جاتے ہیں جس کے باعث بیماری کا شدید خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے ناخنوں کو (مصنوعی اور عارضی طور پر) دلکش نہ بنائیں تو بہتر ہے۔[1]

اے میری بہن! ...... طبی ماہرین' ڈاکٹرز اور حکماء کے یہ انتباہ جو ابھی تو نے پڑھے ہیں' یہ صرف جسمانی نقصان اور بیماری سے متعلق ہیں کہ جس میں نیل پالش کی دلدادہ اور شوقین فیشن ایبل خواتین کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر آپ اپنی اور اپنے بچوں کی صحت و تندرستی چاہتی ہیں تو نیل پالش کی یاری اور دلداری سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اس کو استعمال کرنا چھوڑ دیں۔ جب کہ اس کا ایمانی' روحانی اور دینی نقصان جسمانی نقصان سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لحاظ سے جو خواتین اور بہنیں نیل پالش سے اپنے ناخنوں کو سجاتی ہیں تو اس کی تہہ ناخنوں پر جم کر پردہ بن جاتی ہے اور خواتین اس جمی ہوئی نیل پالش کی تہہ کی وجہ سے طہارت سے محروم رہتی ہیں۔ کیونکہ نیل پالش کی تہہ جم جانے کے باعث جسم کے حصے "ناخنوں" پر نہ تو پانی ہی بہایا جا سکتا ہے اور نہ طہارت حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایسی عورتوں کا وضوء بھی نہیں ہوتا کیونکہ پانی ناخنوں تک پہنچ نہیں پاتا' درمیان میں نیل پالش کی تہہ رکاوٹ بن جاتی ہے اور یوں تمام انگلیوں کے ناخن خشک ہونے کی بنا پر ان کا وضوء نہیں ہوتا۔ نبی مکرم ﷺ نے ایک صحابی کو صرف ایک ناخن برابر جگہ خشک رہ جانے کی بنا پر کہہ دیا کہ "لوٹ جا (دوبارہ) اچھی طرح وضوء کر" یعنی تمہارا وضوء نہیں ہوا۔[2] جب کہ یہاں ایک نہیں بلکہ دس ہیں اور اگر پاؤں کی انگلیاں بھی شمار کریں تو بیس انگلیوں کے ناخن خشک رہ رہے ہیں۔ اسی بنا پر ان نیل پالش لگانے والی بہنوں کا نہ وضوء' نہ غسل اور نہ ہی نماز ہوتی ہے۔

اے معزز و محترم بہن!...... اگر ایسی فیشن پرست عورتوں کو پلیدی کی حالت میں موت آ جائے تو ان کا ٹھکانہ جہنم نہیں تو اور کہاں ہوگا!!...... کیونکہ جنت تو توبہ کرنے اور

---

[1] جنگ میگزین لاہور ۳ دسمبر ۱۹۹۳ء

[2] سنن ابو داؤد مترجم جلد اول ص ۱۰۴ کتاب الطهارة

صاف ستھرا رہنے اللہ سے ڈرنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے والوں کے لیے ہے۔صد افسوس ہے ان دیندار والدین پر جو حج کرتے' زکوٰۃ دیتے اور نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن اپنی بچیوں کی شادی کے موقع پر ان کو میک اپ کیلئے بیوٹی پارلر کی بے حیاء فضاؤں میں لے جاتے ہیں اور نفسیاتی طور پر ان کی آئندہ زندگی کی عمارت کی بنیاد ہی "میک اپ" مصنوعی ٹیپ ٹاپ رکھ دیتے ہیں۔ اور پھر ان کی نئی زندگی کی ابتداء میں ہی ہندوانہ اور مسرفانہ رسم جہیز پر عمل کرتے ہوئے جہیز میں "میک اپ" کا سامان "بیوٹی بکس" بطور خاص دیتے ہیں۔ والدین کی اسی تربیت کے باعث وہ ساری زندگی نیل پالش وغیرہ لگانے کی وجہ سے پلید اور بے نماز رہتی ہیں۔ اگر نماز پڑھیں بھی تو (نیل پالش کی وجہ سے) وضوء نہ ہونے کی بنا پر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور یوں ان کی عبادت ثواب کی بجائے الٹا عذاب کا باعث بنتی رہتی ہے۔

میری بہن سن!...... اسلام ہمیں یہ بتاتا ہے کہ نہ درندوں کی طرح ناخن بڑھائے جائیں اور نہ ہی نیل پالش لگائی جائے۔ عورتیں ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی لگائیں تاکہ نہ پلید و غلیظ اور آوارہ کافرہ اور فیشن ایبل' بے پردہ عورتوں کے ساتھ مشابہت ہو' نہ فضول خرچی اور نمائش ہی ہو۔ اور نہ غسل' وضوء اور طہارت اور نماز میں کسی قسم کا خلل اور رکاوٹ ہو۔ مہندی سے عورتوں کو زینت بھی حاصل ہوتی ہے' اس لیے کہ مہندی کا اپنا رنگ جسم (ناخن) میں جذب ہو جاتا ہے۔ نیل پالش کی مانند اس کا اپنا الگ وجود نہیں ہوتا جو ناخن پر تہہ جم جانے کی صورت میں نظر آتا ہے اور اکھیڑنے پر یہ موٹی تہہ صاف اترتی ہوئی ہاتھ میں آجاتی ہے اور نیچے سے اصل ناخن نظر آنے لگتا ہے۔ حیرت ہے' مہندی وغیرہ ایسا صحیح فطری' اسلامی' مسنون اور پاکیزہ ضابطہ زینت ہونے کے باوجود خواہ مخواہ فرنگی اور ہنود و یہود کے رائج کردہ "میک اپ" کی روش کو اختیار کر کے' دولت کے ضیاع کی صورت میں' دنیا اور دین کی بربادی کی صورت میں آخرت کو خراب کیا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت اس صلیبی' یہودی اور ہندوانہ روش اور غلط کلچر سے مؤمنات طیبات کو بچائے رکھے آمین۔ ثم آمین یا رب العالمین

ل سنن ابوداؤد مترجم جلد نمبر ا کتاب الصلوٰۃ ص ۲۹۰

باب : ۴

عورت اور زیب و زینت

سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ زینت اور حصول زینت سے محبت پر عورت کو ملامت کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ بلکہ شرعی طور پر یہ اس سے مطلوب و مقصود ہے اور اسے اس بات کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمان نبوی (ﷺ) ہے:

((اِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ))

"اگر (خاوند) اس کی جانب دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے"

اور اگر یہ زیبائش و آرائش والی اجازت نہ ہو تو ہم میں سے کوئی بھی آدمی اپنی زوجہ کی طرف راغب نہ ہو۔ اس سے کوئی عورت یہ بھی نہ سمجھے کہ میں زینت کے ترک کرنے اور بالکل اس سے اعراض کرنے کی طرف دعوت دینے والا ہوں۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ میں تو اسے سمجھ داری، اعتدال پسندی اور میانہ روی کی دعوت دیتا ہوں اور مزید اس کے ساتھ ساتھ نقلی جعلی اور جھوٹی زینت سے دور رہنے کی دعوت دیتا ہوں کہ جس سے سوائے دشمنانِ امت اور صاحبانِ شر و فساد کے کسی اور کو ذرا بھر بھی فائدہ نہیں ہو رہا۔[1]

---

[1] ملبوسات کے بڑے بڑے شو رومز یہودیوں کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح "بیوٹی پارلز" اور میک اپ کے سامان کے بڑے کارخانے اور فیکٹریاں بھی یہودیوں اور صلیبیوں نے ہی قائم کر رکھی ہیں وہ لوگ ان سے دگنی چوگنی کمائی کر رہے ہیں۔ ایسی کمائی جو دوسری مصنوعات بنانے والے نہیں کر رہے۔ مزید برآں وہ ان اشیاء کے ذریعے معاشرے کی دیگر امتوں (غیر یہودیوں) میں فتنہ و فساد کا زہر بھی پھیلا رہے ہیں۔ (دیکھئے محمد قطب کی مذاهب فكرة ص ۱۵۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ''تنزیل محکم'' یعنی قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۝﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۱۰)

''لوگوں کے (فائدے اور اصلاح کے) لیے جتنی اُمتیں پیدا ہوئیں۔ ان سب میں تم بہتر ہو''۔

دوسرے مقام پر یوں فرمان الٰہی موجود ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا ۝﴾ (البقرۃ : ۲/ ۱۴۳)

''اور اسی طرح ہم نے تم کو (اے مسلمانو!) ایک اُمت معتدل بنایا ہے''۔

جب ہم ''امت وسط'' ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم ہر معاملے میں آسان تر پہلو کو اختیار کریں اور جو پہلو عقل و دانشمندی اور فطرت سلیمہ کے قریب ہو اسی کو اپنائیں...... عورت کی زیب وزینت مطلوب تو ہے لیکن افراط وتفریط سے بچ کر۔ خوبصورتی اور زینت کے حصول میں مبالغہ آرائی زیب وزینت کے معاملہ کو ہی لیجیے تو یہ ایک مذموم فعل ہے کہ جس میں حلال وحرام' نقصان دہ اور فائدہ مند دونوں پہلو پائے جا سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح کلیتًا زینت کر ترک کر دینا یا جان بوجھ کو چھوڑ دینا بھی مذموم فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ خود وضاحت فرما رہے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝﴾

(الاعراف : ۷/ ۳۲)

''اے پیغمبرؐ! ان سے پوچھوں تو سہی اللہ تعالیٰ نے جو بناؤ (زیبائش و آرائش) اپنے بندوں کے لیے بنایا ہے اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں' ان کے لیے پیدا کی ہیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟ اے پیغمبرؐ! (ان سے) کہہ دیں کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں مؤمنوں کے لیے ہیں (اور کافروں کے لیے بھی) اور قیامت کے دن تو صرف مؤمنوں کے لیے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ))[1]

"اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہیں اور خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں"

تو میری مسلمان بہن! تجھ سے بھی اس معاملے میں اعتدال اور میانہ روی ہی مطلوب ہے۔

((خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا))

تمام معاملات میں بہترین راستہ اس میں سے درمیان والا ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

وَلَا تَغْلُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْاَمْرِ وَاقْتَصِدْ
کِلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ

"کسی بھی معاملہ میں غلو اور مبالغہ سے کام نہ لے۔ بلکہ میانہ روی اختیار کر۔ کیونکہ "میانہ روی" کی دونوں جہتیں ہی ناپسندیدہ ہیں" (یعنی افراط بھی اور تفریط بھی)

اے میری خواہر مسلمہ! ...... یہ بھی جان لے کہ تقویٰ کا لباس ہی بہترین لباس ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَ رِیْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیْرٌ ۭ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝﴾

(الاعراف: ۷/ ۲۶)

"اے اولاد آدم! ...... ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت زینت کا ذریعہ بھی بنے اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان ح ۹۱۔ وابن ماجۃ کتاب الدعاء۔ ومسند احمد: ۳/ ۱۳۳

شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں"۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو لباس اور سامان زینت پیدا فرمایا ہے۔ تو اس کا وہ یہاں بطور احسان و انعام ذکر فرما رہے ہیں۔ چنانچہ لباس تو "شرم گاہوں" کی پردہ پوشی کے لیے ہے اور "ریش" لباس سے علاوہ "سامان آرائش" ہے۔ اول الذکر تو ضروریات میں سے ہے۔ جبکہ ثانی الذکر زائد اور مکمل کرنے والی اشیاء میں سے ہے...... اور "تقویٰ کا لباس" سے مراد اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی خشیت، عمل صالح اور اچھی ہیئت و حالت کا نام ہے اور یقیناً یہی لباس تقویٰ ہی انسان کا سب سے بڑا "پردہ پوش" اور "محافظ" ہے۔ جیسے کسی شاعر نے بھی کہا ہے ؎

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَلْبَسْ ثِيَابًا مِّنَ التُّقٰى
تَجَرَّدَ عُرْيَانًا وَإِنْ كَانَ كَاسِيًا

"جب تک کوئی آدمی "لباس تقویٰ" زیب تن نہ کرے گا۔ وہ خواہ کپڑے ہی پہنے ہوئے ہو۔ پھر بھی وہ ننگا ہی ہوگا"۔

وَخَيْرُ خِصَالِ الْمَرْءِ طَاعَةُ رَبِّهٖ
وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ كَانَ لِلّٰهِ عَاصِيًا

"کسی آدمی کی خوبیوں میں سے بہترین خوبی اپنے رب کی اطاعت کرنا" ہے۔

اور جو آدمی اپنے اللہ ہی کا نافرمان ہے اس میں بھلائی ہرگز نہیں ہو سکتی۔

موجودہ دور میں لوگوں کا زیادہ اہتمام...... خصوصاً عورتوں کا...... حسن و جمال کے اظہار اور خوبصورت لباس زیب تن کرنے، جو کہ ضرورت سے زائد چیزیں ہیں۔ ہی میں ہو رہا ہے...... اور یہی "ریش" ہے۔ "لباسِ تقویٰ" ہے مگر جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ لوگوں کی اس حالت زار پر افسوس صد افسوس! ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

جھوٹی زینت

یہ جھوٹی زینت عصر حاضر کی ہی پیداوار نہیں ہے۔ امام مسلمؒ نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بنی اسرائیل میں ایک کوتاہ قد خاتون تھی' جو دراز قد والی دو عورتوں کے درمیان چلا کرتی اور اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں بنوالی تھیں۔ (ہمارے زمانے میں اونچی ایڑی والی عورتوں کے جوتے ہیں جنھیں پہن کر وہ اونچا بننے کی کوشش کرتی ہیں) اور ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی جس پر مٹی سے بنا ہوا غلاف چڑھایا۔ پھر اس میں اعلیٰ قسم کی خوشبو بھری۔ پھر وہ ان دراز قد والی عورتوں کے درمیان چلتی ہوئی لوگوں کے سامنے سے گزری۔ جسے وہ پہچان نہ سکے۔ تو اس نے اپنے ہاتھ کو یوں ہلا کر دکھا دیا.....'' مسلم شریف کے علاوہ دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے ''کہ جونہی اس کا مردوں کی محفل کے پاس سے گزر ہوتا وہ اپنے ہاتھ کو یوں حرکت دیتی۔ جس سے خوشبو پھیل جاتی''۔

امام عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ جناب عروہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات نقل فرمائی ہے۔ ''کہ بنی اسرائیل کی عورتیں لکڑی کی ٹانگیں بنوا کر مسجد میں مردوں کے سامنے اونچی ہو ہو کر چلا کرتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا مسجدوں میں داخلہ حرام قرار دے دیا اور ان پر ''حیض کے چیتھڑے مسلط کر دیے گئے''۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ ہلاک ہونے والے یہود و نصاریٰ اور دیگر امتوں کی راہوں پر چلنے سے خبردار فرمایا ہے۔ ایک ایمان دار' عقلمند خاتون یہ بات جانتی ہے کہ وہ زینت کیسے حاصل کرے' کب زیبائش اختیار کرے اور کس کے لیے!!؟؟

❀❀❀

---

[1] امام حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ مزید ملاحظہ فرمائیں محمد المقدم کی: عودۃ الحجاب ۲۱/۳ جو ایک نہایت ہی عمدہ اور پائیدار کتاب ہے۔

باب : ۳

جدید سامانِ زینت کے متعلق
شریعت اور میڈیکل سائنس کے فیصلے

حسن و جمال کے حصول کے انداز اور مصنوعی آرائش کے اسباب و سامان ویسے تو بکثرت ہو چکے ہیں۔ لیکن میں یہاں صرف خاص خاص اور مشہور و معروف اشیاء کے بیان پر ہی اکتفا کروں گا۔ جیسے کہ:

''مختلف آرائش کے پوڈرز ہونٹوں کو سرخ کرنے والی سرخی (لپ سٹک) رنگین ملون عدسے (کلر آئی لینزز) بالوں کو رنگین بنانا' بالوں کو ڈرائی کرنا' ناخنوں کو نیل پالش لگانا' مصنوعی ناخن لگانا' آنکھوں کے گرد مختلف رنگ استعمال کرنا' مصنوعی پلکیں لگانا' مصنوعی سرے لگانا' بالوں کے سٹائل بنانا' بال اکھیڑنا' جسم کو گودنا' دانتوں کو تیز کرنا' مصنوعی بال لگانا' تنگ کپڑے پہننا' باریک کپڑے پہننا' اونچی ایڑی کا استعمال کرنا' بے پردہ پھرنا' کھلے چہرے پھرنا...... اور دیگر مختلف اظہار زینت کے انداز وغیرہ۔''

اب ہم مذکورہ اشیاء اور مذکورہ رنگوں کے بارے میں اطباء' ڈاکٹرز' میڈیکل پروفیسرز اور ماہرین جلد' میڈیکل سپیشلسٹ اور متعدد اور علماء کے اقوال و آراء اور فیصلوں کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

آرائش کے پوڈر

ان پوڈروں کے اجزائے ترکیبی کون سے ہیں؟

کیا تم اس بات کو سچ جانو گی کہ بین الاقوامی مشہور ومعروف آرائش کے پوڈر زندہ انسانی جنین (شکم مادر میں موجود بچہ) کی بافتوں سے بنائے جاتے ہیں؟ کیا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ متحدہ امریکہ کی ریاستوں میں تقریباً چار ہزار جنین اس مقصد یا اسی طرح کے دوسرے مقاصد کے حصول کے لیے جنین مافیا کے ذریعے داخل ہو رہے ہیں؟ وہ ان رنگین پوڈروں کو بنانے کے لیے بے دریغ انسانی قتل کر رہے ہیں۔

جُرم کا پھندا

براعظم افریقہ کے ایک بین الاقوامی پررونق اور گنجان آباد ایئر پورٹ پر ایک جرمن سفید فام خاتون کو گرفتار کیا گیا جو مذکورہ بین الاقوامی ایئر پورٹ پر ایک سیاہ فام بچے کو ''واکر'' میں لیے جا رہی تھی۔ لیکن بچے کو دی گئی مدہوش کرنے والی اس ''دوائی'' کا اثر ختم ہو گیا جو اسے اٹھاتے ہوئے دی گئی تھی۔ قریب تھا کہ قتل کی سازش کامیاب ہو جاتی اور طیارہ پرواز ہو جاتا مگر اچانک بچے کی چیخ و پکار نے سازشی منصوبہ ناکام کر دیا۔ ایئر پورٹ کے ارباب بست وکشاد مکمل تحقیقات کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ بچہ اغواء کیا گیا ہے اور ایسے ہی کتنے ہی بچوں کو یورپ کی چند کمپنیوں کے ہاتھوں ''لپ بھر'' ڈالروں کے عوض فروخت کیا جاتا تھا۔ بعد میں ان کے بدن کے حصوں کو قیمہ کر کے گردے، دل، آنکھوں کی پتلیوں، لبلبے، ہڈیوں اور جگر کو بلکہ خون اور جلد تک کو بھی فروخت کیا جاتا تھا۔

بعض جدید تحقیقات نے جو امریکہ اور مغربی یورپ کی ریاستوں میں بڑی بڑی

''آرائشی پوڈر بنانے والی کمپنیوں'' نے جاری کی ہیں۔ آرائشی پوڈروں کی صنعت سازی میں انسانی جنین کی بافتوں کے بڑھا چڑھا کر فوائد بیان کیے ہیں۔ یہاں سے ایک نئے انداز سے جرائم کی راہیں کھل گئی ہیں۔ کہ جن میں کئی ایک جہتیں شریک جرم ہو رہی ہیں (اور یہ جرم مختلف صورتوں میں مسلسل بڑھتا جا رہا ہے) ان میں سے ایک ''انسانی اعضاء کی تجارت کرنے والا مافیا'' بھی شامل ہے۔ ان میں سے بعض افراد نے ''جنین کی چوری'' کرنے کے لیے سپیشل کورسز بھی کر رکھے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس جرم کو ''قانونی جرم'' ہی قرار دے دیا جائے۔

مذکورہ جرم میں اس گینگ کے بعض افراد' عورتوں کے حمل گروانے میں' شکم مادر کے بچے حاصل کرنے اور پھر انہیں خاص قسم کے برتنوں اور تھیلوں میں محفوظ کرنے (جو خاص اس مقصد کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ پھر جنہیں انسانی جلد کو خوبصورت بنانے والے خاص صابن بنانے والے اداروں کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ یا انسانی جلد کو غذا دینے والی بعض کریموں اور پوڈروں کو تیار کرنے والے اداروں کو بیچ دیا جاتا ہے) کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے اس گروہ کے ساتھ بعض ڈاکٹرز بھی ملے ہوتے ہیں۔

جنرل سیکرٹری کی رپورٹ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ''قبل از ولادت بچوں کے حقوق کی نگہداشت کرنے والی بین الاقوامی انجمن'' کے جنرل سیکرٹری ''فلاڈ دیمیر'' نے اسی معاملے کے ضمن میں چند ماہ کی محنت سے ایک خفیہ رپورٹ تیار کی۔ اور اس میں اس بات کی بڑی اچھی طرح وضاحت کی کہ کس طرح انسان وحشی بن بیٹھا ہے کہ تجارتی مقاصد اور مکروفریب (نسوانی میک اپ کے سامان) کے اغراض کے لیے اس نے اپنے ہی وجود کو خود قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔

اس جرم کے آثار اور خدوخال تو اب عالمی سطح پر ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور اس موضوع پر طبی حلقوں میں بھی چہ مگوئیاں شروع ہو چکی ہیں۔ جب سے ۱۴۰۵ھ/

۱۹۸۵ھ میں "الصیحۃ الصامۃ" (خاموش چیخ) کے نام سے ایک فلم سینماؤں میں چلائی گئی ہے۔ عالمی سطح پر "حمل گرانے" کے حامیوں کی طرف سے ایک ہنگامہ برپا کر دیا گیا۔ انہوں نے اس فلم کے ریلیز کرنے والے پر اعتراض کیا کہ وہ خود "حمل گرانے" میں ایک حجت تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی نگرانی میں تقریباً ٦۰ ہزار کیس ڈیل کیے اور بذات خود اس نے ۵ ہزار کیس کیے ہیں۔

یہ فلم بذریعہ الٹرا ساؤنڈ لی گئی ایک "صحت مند جنین" کی تصویر دکھانے سے شروع ہوتی ہے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ یہ فلم اس کے سر کو تن سے جدا کرنے اور اس کے جسمانی اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر ختم ہوتی ہے۔ وہ بچہ رحم مادر میں ایک "محیط سیال" میں تیرتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ جسے حمل گرانے والے جدید آلے جیلوٹین کے ذریعے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ہے۔ اس فلم میں اس بات کو بھی واضح طور پر دکھایا گیا ہے کہ شکم مادر کا وہ بچہ زندہ ہے لیکن ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ جسے "حمل گرانے" کے عمل کے دوران بہت سے آلام و مصائب سے دو چار ہونا پڑا ہے۔ اور فلم اس بات کو بھی بخوبی بیان کرتی ہے کہ رحم مادر میں بچے کی تڑپنے اور پھڑکنے کی حرکات و سکنات اس حالت کو واضح کر رہی ہیں کہ وہ رنج و الم اور دکھ درد کی کن جان لیوا کیفیات کو محسوس اور برداشت کرتا ہے۔ اسی طرح وہ "حمل گرانے والے (نشتر نما) آلے" سے کہ جو اس کے لیے موت لانے کا سبب بن رہا ہے دور بھاگتا ہے۔ اس کے ننھے سے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو رہی ہیں۔ اور وہ ایسی شدت سے چیخ و پکار کر رہا ہے جیسے کوئی پانی میں ڈوبنے والا چیخ و پکار کرتا ہے۔

اس "فلمی ریل" نے یہ بھی نمایاں کیا ہے کہ جونہی وہ "جنین" موت کے خطرات کا سامنا کرتا ہے۔ اس کے دل کی دھڑکنیں انتہائی زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے دل کی دھڑکنیں فی منٹ ۲۰۰ تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور تمام ڈاکٹری طبی مراجع کے اعتبار سے یہ تعداد غیر فطری تعداد ہے۔ جب کہ ابھی اس بچے کی عمر صرف ۱۲ ہفتے بتائی گئی ہے۔

یوگوسلاویہ کی ایک صحافی خاتون "بادوریدا" نے یہ بات تحریر کی ہے "کہ زندہ انسانی

جنین سائنسی تجربات کرنے اور زیب و زینت کے آرائشی سامان بنانے میں استعمال کیے جاتے ہیں۔"

اس رپورٹ کے آخر میں انگلستان کے حوالے سے یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ لندن کا ایک "امراض نسواں اور زچہ بچہ کا مشہور سپیشلسٹ" صابن بنانے والی ایک خاص کیمیائی کمپنی کو جنین فروخت کرتا ہے۔[1]

جھینگر سے بھی

یہ ایک دوسری خبر ہے' وہ کہتا ہے "کہ زیب و زینت کا سامان بنانے والی ایک ہندوستانی فرم کی...... جو چہرے پر لگانے والی کریم تیار کرتی تھی...... خفیہ نگرانی کی گئی۔ جس کے بارے میں گاہکوں کو معلوم ہوا تھا کہ کریم میں جھینگر بھی ملایا جاتا ہے۔ (جھینگر ایک قسم کا کیڑا ہے جو نمی کی وجہ سے کونوں' کھدروں میں پیدا ہو جاتا ہے اور کپڑوں کو کاٹ دیتا ہے)

اس فرم نے اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا ہے کہ وہ چہرے پر لگانے والی کریموں میں پروٹین کی مقدار کو بڑھانے کے لیے پسے ہوئے جھینگرے بھی استعمال کرتے ہیں۔ شاید کہ ان کے لیے "انسانی جنین" کا حصول قدرے مشکل ہوا ہو تو انہوں نے جھینگر استعمال کرنے شروع کر دیے۔

یہ چند خود غرضی پر مبنی شرمناک حقائق ہیں اور یہ ان گندے' قبیح اور بدصورت چہروں سے خوشنما پردوں کو ہٹا رہے ہیں جو ان تہذیب وتمدن کے دعویداروں نے اوڑھ رکھے ہیں۔ درحقیقت یہی لوگ تو انسانیت کا خون چوسنے والے ہیں......

میری مسلمان بہن!...... تو کس طرح ان کی بنائی ہوئی چیزوں کو قبول کر کے ان کی تیار شدہ کریمیں اور پوڈرز استعمال کر رہی ہے؟ جو انہوں نے گندے حشرات یا انسان کے جنین (یعنی رحم مادری میں قبل از ولادت معصومین سے جو ابھی میت کے حکم میں ہوتے ہیں بنائے ہیں۔

---

[1] مجلہ "اقرأ" شمارہ: ۸۶۲

ڈاکٹرز کی آراء وتجاویز

زیبائشی پوڈرز ''جوانی دانے'' زیادہ پیدا کرتے ہیں۔

مصر کی ''لیڈی ڈاکٹر وفاء رمضان'' جو ایک پروفیسر اور ''طنطا ہسپتال'' میں جلدی امراض کے شعبے اور ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ ہیں۔ اپنی تحقیق کا خلاصہ بایں الفاظ تحریر کرتی ہیں:

''میک اپ کے بعض پوڈر انسانی جلد میں سوزش اور سوجن پیدا کرتے ہیں۔ اور کچھ کریمیں ایسی ہیں جو ''جوانی دانے'' زیادہ کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ کیونکہ ان کریموں کے بکثرت استعمال سے ان دانوں کو غذا ملتی رہتی ہے...... پھر یہی ڈاکٹر چہرے کو صاف رکھنے' ریاضت کرنے اور جسمانی حرکات سے فطری علاج کرنے اور ان میک اپ کے پوڈروں کے استعمال کو چھوڑنے کی نصیحت کرتی ہیں جو آجکل کی نوجوان لڑکیوں میں تیزی سے پھیل رہے ہیں۔''

آرائشی پوڈرز...... بڑھاپا جلد لانے کا سبب

جدید تحقیقات اور معلومات اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ بڑھاپا جلد لانے میں موروثی عوامل کے ساتھ ساتھ کچھ خارجی اسباب بھی پائے جاتے ہیں۔ متذکرہ بالا ڈاکٹر یہ بھی بیان کرتی ہیں:

''ان خارجی اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان آرائش و زیبائش والے سازوسامان کو بکثرت استعمال کرنا۔ کیونکہ انسانی جلد کے مسام آہستہ آہستہ اس مواد کو جذب کرتے رہتے ہیں۔ جو بالآخر انسانی جلد میں سوزش اور بیماری سے جلد متاثر ہونے والی کیفیات کو پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں شامل ثقیل معدنیات مثلاً سیسہ اور پارہ وغیرہ کو ''کاکاؤ کے درخت کے آئل'' میں پگھلا کر تیار کیا جاتا ہے۔[1] اور یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ جلد بڑھاپے کا آجانا کتنے ہی نفسیاتی امراض مثلاً دلی افسردگی' طبعی ملال اور حزن وغم وغیرہ کا

---

[1] جریدۃ ''المسلمون'' شمارہ ۳۹۹

پیش خیمہ ہے۔

خون، جگراور گردوں پر ان کے مہلک اثرات

جلدی امراض کے پروفیسر ڈاکٹر ''وھبہ احمد حسن'' کہتے ہیں:

انسانی جلد پر میک اپ کرنے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ کیونکہ یہ سامان آرائش ثقیل معدنیات مثلاً سیسہ اور پارہ وغیرہ کے مرکبات سے تیار کیے جاتے ہیں اور پھر انہیں ''کوکو آئل'' میں پگھلا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ رنگین مواد کی تیاری میں پٹرول کے مشتقات بھی ملائے جاتے ہیں اور یہ سب آکسائیڈ انسانی جلد کے لیے ضرر رساں اور نقصان دہ ہیں۔ انسانی جلد کے مساموں کا ایسے مواد کو آہستہ آہستہ جذب کرتے رہنا بہت سی کمزوریوں اور احساسات کو جنم دیتا ہے۔ اگر ان میک اپ والے زیبائش کے سامان کو تا دیر اور بکثرت استعمال کیا جائے تو اس کا جگر، گردوں اور خون کی وریدوں اور شریانوں کو بنانے والی بافتوں پر بڑا برا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ اس سامان کی تیاری میں شامل اجزاء کی خاصیت ہے کہ باہمی تعاون اور اشتراک سے بربادی اور تباہی لانا۔ پھر انسانی جسم ان کے اثرات سے جلد چھٹکارا بھی نہیں پا سکتا۔[1]

میک اپ کے لیے پیش کردہ تمام چیزوں کے خطرناک اثرات

مشیر خاص برائے امراض جلد و سپیشلسٹ برائے امراض اعضائے مخصوصہ ڈاکٹر محمود ماجد البیار یوں کہتے ہیں:

یہ سب ''سامان آرائش و تجمیل'' کیمیائی مادوں سے تیار کیے جاتے ہیں۔ جو بعض استعمال کرنے والوں کے حق میں نہایت ہی ضرر رساں ہو سکتے ہیں۔ یا تو براہ راست جلد انسانی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یا پھر غیر معمولی طور پر مختلف انواع کے امراض جلد کے لیے اسے ہموار بنا دیتے ہیں۔ خاص طور پر حساس

---

[1] ''المسلمون'' شمارہ ۳۴۳

جلد کے مریضوں کے لیے۔ سورج کی شعاعوں میں یہ ضرر رساں تاثیر پیدا کرتے ہیں۔ انسانی جسم پر ایسے مواد کی موجودگی میں ان شعاعوں کا انتہائی برا اثر ہوتا ہے۔''[1]

میں نے اپنے بعض ''طبی مقالہ جات'' میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ چہرے پر لگائے جانے والے پوڈر بدن کے مساموں کو بند کر دینے کا سبب بنتے ہیں اور جسم میں سوزش وغیرہ بھی پیدا کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ ان میں اُتھلین کا رنگ بھی ہوتا ہے۔[2]

جناب ڈاکٹر ''سمیر زمو'' جو کہ امراض جلد وامراض اعضائے مخصوصہ کے مشیر خاص ہیں اور جامعۃ الملک عبدالعزیز (جدہ سعودی عرب) میں شعبہ ''الدراسات والابحاث العلمیہ'' کے نگران ہیں۔ عورت کی توجہ اس سوال کی جانب مبذول کروا کر اس سے یوں دریافت کرتے ہیں:

تجھے اس خطرناک حد تک ان میک اپ والی اشیاء کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے؟ کیا تجھے اتنی زیادہ مقدار میں استعمال کرنے کی واقعی حاجت ہے؟ کیا یہ تجھے تیری جوانی سے بڑھ کر کوئی اور جوانی اور تیری خوبصورتی سے بڑھ کر کوئی اور خوبصورتی دے سکتی ہیں؟

پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے یوں کہتے ہیں:

''تیرا چہرہ تو ان چیزوں کو آزمانے کے لیے ایک معمل یعنی تجربہ گاہ اور لیبارٹری بن چکا ہے۔ میں تجھے یہ بات بھی کہے دیتا ہوں کہ کبھی ذرا اپنے شوہر کے چہرے کی رنگت پر بھی نگاہ ڈال۔ تاکہ تیرے اوپر انکشاف ہو کہ دونوں کے چہرے کی رنگتوں میں کوئی فرق نظر آتا؟ شاید تو اس کے بعد اپنے چہرے کی رنگت کی حفاظت کرنے کی خاطر ان اشیاء سے رک جائے اور اپنے ہی ہاتھوں

---

1. مجلہ ''اقرأ'' شمارہ ۸۵
2. جریدہ ''المسلمون'' شمارہ ۳۴۳

اپنے چہرے سے یہ "سلوک بد" چھوڑ دے۔"[1]

چہرے کو سفید بنانے والی کریموں کی حقیقت سمجھنے کیلئے ذرا اس واقعے کو غور سے پڑھ لے:

(ف ٬ ع) کہتی ہے کہ: میں ایک گندمی رنگ کی نوجوان لڑکی ہوں۔ مجھے یہ رنگت کچھ پریشان رکھنے لگی تو میں نے اپنے اہل خانہ کی لاعلمی میں ان کریموں کو استعمال کرنا شروع کر دیا[2] ایک لمبے عرصے تک انہیں مسلسل استعمال کیا۔ ابتداء میں تو مجھے نئی رنگت کی جھلک بڑی بھلی بھلی لگی۔ لیکن صرف تین سال کے لگا تار استعمال کے بعد ہی یہ بات ملاحظہ کی کہ میرے چہرے کی رنگت کچھ عجیب وغریب سی ہی بنتی جا رہی ہے۔ چہرے پر سیاہ اور بھورے رنگ کے داغ دھبے پھیلتے جا رہے ہیں۔ تو مجھے لیڈی ڈاکٹر نے اس امر سے آگاہ کیا کہ یہ صرف میرے مذکورہ کریموں کا استعمال کرنے سے تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ اس نے مجھے ان کے دوسرے بھی خطرناک نتائج سے خبردار کیا کہ یہ کریمیں اور بھی خطرناک امراض کا باعث ہو سکتی ہیں۔ تب سے اب تک میں زیر علاج ہوں۔ میرے چہرے کی رنگت مزید سیاہی مائل ہی ہوتی جا رہی ہے۔ بلکہ یوں لگ رہا ہے جیسے کسی کپڑے میں پیوند لگا دیا گیا ہو۔[3]

---

[1] جریدہ "عکاظ" شمارہ ۹۹۵۲

[2] اکثر الھڑ جوانی والی لڑکیاں ان لوگوں کے گمراہ کن دعووں کا شکار ہو جاتی ہیں جن کا سوائے مال بٹورنے کے کوئی اور مقصد نہیں ہوتا اگرچہ انہیں صحت اور دین کی تباہی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

[3] بعض عورتیں یوں بھی کہہ دیتی ہیں ہم تو اتنے عرصے سے یہ پوڈر اور اشیاء وغیرہ استعمال کر رہی ہیں لیکن ہمیں تو کبھی کچھ نہیں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان اشیاء کا اثر بد ضروری تو نہیں کہ ایک دن ٬ ایک رات یا ایک ماہ یا دو ماہ میں ہی ظاہر ہو جائے۔ اس میں زیادہ مدت بھی تو لگ سکتی ہے۔ جیسا کہ اس واقعہ میں ہوا ہے۔ اور اس سے کم مدت بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن دوسرا نقصان تو صرف ان چیزوں کو خریدتے اور استعمال کرتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ انسان جس قدر صحت مند و توانا ہو گا اس کی جلد ان کریموں کے خلاف اتنی دیر تک ہی قوت مدافعت کرتے ہوئے اس کے برے اثرات قبول کرنے میں رکاوٹ بنی رہے گی۔ ایک وقت آئے گا کہ جلد کی قوت مدافعت کمزور پڑ جائے گی اور وہ دفاع کرنا چھوڑ دے گی۔ یوں ان کریموں وغیرہ کے برے اثرات غالب آ کر جلد کو نقصان پہنچانا شروع کر دیں گے۔ اگر خاتون جسمانی و روحانی طور پر زیادہ صحت مند ہو گی تو ان چیزوں کے اثرات بد ممکن ہے دیر بعد شروع ہوں اگر کمزور ہے تو جلد٬ کیونکہ جلد میں خود کار مدافعاتی قدرتی نظام بیرونی حملہ آور وائرس دیکھ کر یا کے ←

ذرا سوچیے! اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس نوجوان لڑکی کے چہرے کی رنگت کو سفید بھی بنا سکتے تھے۔ (مگر اس نے ایسا نہیں کیا) تو پھر بعض لوگ پھر کیوں اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں!؟

علماء کرام کے اقوال وفتاویٰ

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے ان ''آرائشی پوڈروں'' کے حکم بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ان پوڈروں کی قدرے تفصیل ہے: اگر تو ان سے خوبصورتی حاصل ہوتی ہے اور یہ چہرے کو نقصان نہیں پہنچاتے' نہ ہی کسی ایسی ضرر رساں حالت کو پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کے استعمال میں نقصان ہے یا کسی نقصان کا یہ پیش خیمہ ہیں تو ان کے ضرر رساں ہونے کی وجہ سے یہ منع ہیں۔

''اطباء کے اقوال'' میں ان کا نقصان دہ اور خطرناک ہونا پیشگی بیان ہو چکا ہے۔ (اس سے ان کی ممانعت واضح ہوگئی)

جبکہ فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

''ایسا میک اپ کرنے سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ اگرچہ کچھ دیر کے لیے یہ چہرے کو خوبصورت ہی بنا دیتا ہے۔ لیکن یہ بڑے بڑے نقصانات چونکہ پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ طبی اعتبار سے ثابت شدہ ہے۔ کیونکہ جب کوئی خاتون عمر رسیدہ ہو جاتی ہے تو چہرہ بذات خود ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔ تو ایسے میک اپ وغیرہ کا کیا فائدہ ہوا؟''[1]

← خلاف آخری حد تک ہر ممکن مزاحمت و جنگ کرتا ہے اور ان کو جلد پر اثر انداز ہونے سے نہ صرف روکتا ہے بلکہ مقابلہ کر کے ختم کرتا رہتا ہے۔

[1] فتاویٰ منار الاسلام ۳/۸۲۱ (اعداد عبداللہ الطیار)

سرخی (لپ اسٹک)

یہ ایسے کیمیائی رنگوں سے عبارت ہے جو انتہائی نقصان دہ معدنیات میں حل کیے جاتے ہیں۔ جیسے کہ کانوں سے نکلنے والا کوئلہ اور کلوروفام وغیرہ۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی تہہ میں مندرجہ ذیل دو خطرات میں سے ایک خطرہ تو ضرور رکھتی ہیں ۔ دائمی زہر یا کینسر (پھوڑے)۔

میڈیکل سائنس کیا کہتی ہے

کینیڈا میں ''ادارہ ہائے صحت'' نے جس نتیجے کا ایک ''ہیلتھ کانفرنس'' کے اختتام پر اعلان کیا ہے اور عالمی ادارہ صحت (W.H.O) نے بھی جس پر لوگوں کو آگاہ کیا ہے کہ ایسے تمام عناصر اور مرکبات جن میں ''کلورو'' کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ خاص طور پر ''کلوروفام'' ان میں کینسر پیدا کرنے والے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے ان تمام مقالہ جات کو نشر بھی کیا ہے اور ۱۳۹۷ھ میں تمام دوا ساز اداروں تک انہیں پہنچایا گیا اور یہ بات خاص و عام کو معلوم ہے کہ یہ چیزیں آرائش و زیبائش ساز و سامان اور خصوصاً ''لپ اسٹک'' میں استعمال کی جاتی ہیں۔[1]

جیسا کہ بعض ڈاکٹروں نے بھی لپ اسٹک کے متعلق بعض علمی حقائق کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے یہ باتیں بھی ہیں کہ یہ روشنی کو جذب کرتی ہے اور لبوں میں خشکی اور ہونٹوں میں پھٹن پیدا کرتی ہے ۔ اسی طرح منہ کے اردگرد جلد پر سیاہی مائل گہرا رنگ بھی پیدا کرتی ہے۔

ایک مقامی رسالے نے ''حسیناؤں کے ہونٹوں پر گاڑیوں کے تیل'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں یہ بھی لکھا ہے ''کہ آرائشی پوڈروں کے کثرت

---

[1] دیکھیے: ''المجلۃ العربیۃ'' شمارہ ۲۲ میں محمد الحریری کا مضمون موضوع ہے: میک اپ کا سامان موجب سرطان

استعمال میں خواہ کسی تقریب کی مناسبت سے ہوں یا بلا موقع' عورت کے لیے کئی ایک خطرات کا پیش خیمہ ہے۔ جبکہ یہی پوڈر آہستہ آہستہ موت کو بھی قریب لے آتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ان کی تیاری کے مراحل میں دھوکہ اور ملاوٹ زور پکڑ رہی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک عربی ملک میں سیکورٹی کے اہل کاروں نے ''سامان میک اپ'' بنانے والے ادارہ کے افراد کو بڑی مقدار میں ملاوٹ اور دھوکہ دہی کی بنیاد پر گرفتار کیا ہے۔ ان اداروں میں سے ایک میں ''گاڑیوں کے استعمال شدہ تیل'' کو استعمال کر کے ''الروج'' اور ''ماتیکیر'' نامی لپ اسٹک بنائی جاتی تھی۔[1]

علماء کے فیصلے

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے لپ اسٹک کے استعمال کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا:

> ''لپ اسٹک کے بارے میں جب یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ یہ ہونٹوں کیلئے نقصان دہ ہے تو اس ضرر کی بنا پر اس کا استعمال ممنوع ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس سے ہونٹوں میں پھٹن بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب یہ باتیں ثابت شدہ ہیں تو ایسی نقصان دہ اور ضرر رساں اشیاء کا استعمال انسان کیلئے منع ہوا۔''[2]

اگرچہ بعض لوگ اس کے عادی بھی ہیں اور اس کے استعمال سے مانوس بھی۔ اقوال اطباء کے ضمن میں اس کا نقصان دہ ہونا پیشتر ازیں بیان ہو چکا ہے۔

بڑی آفت تو یہ ہے کہ تازہ ترین ایک ایسی لپ اسٹک بھی بن چکی ہے کہ جس سے ہونٹ ہمیشہ سرخ ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ میک اپ کے ایسے استعمال کے متعلق علماء کرام نے حرمت کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ ''اقسام میک اپ'' کے ضمن میں فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کا تفصیلی جواب ان شاء اللہ آگے آرہا ہے۔

---

[1] جریدہ ''المدینہ'' شمارہ ۹۲۵۹

[2] فتاویٰ منار الاسلام ۳/۸۳۶

لینز (عینی عدسے)

EYE LENZS

یہ دو طرح کے ہیں:

① طبی عدسے

② برائے حصول حسن و جمال

طبی لینز تو کسی ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن پھر بھی گھٹیا اور کاروباری قسم کے لینز سے احتیاط کرنی چاہیے۔ بعض ''طبی تنظیموں نے بازار میں پائے جانے والے مختلف اقسام کے لینز سے دور رہنے کے لیے بار بار خبردار کیا ہے۔ کیونکہ ان کے آنکھوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس طرح بعض ''عدسہ ساز کمپنیوں'' نے بھی اس امر سے خبردار کیا ہے کہ آنکھوں پر سجائے جانے والے بعض لینز ایسے بھی بنائے جا رہے ہیں جو آنکھوں کے جالی دار پردے کے لیے کئی قسم کے اضرار و نقصانات کا سبب بنتے ہیں۔[1]

رہا معاملہ رنگین عدسات تجمیل کا، تو ان میں اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنے کا معنیٰ صادق آتا ہے اور یہ عمل بلا مقصد ہے۔ اس سے عورت اصلی حالت کی بجائے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق فرمایا ہے بالکل دوسری نقلی حالت میں آجاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ابلیس مردود کے متعلق خبردار فرمایا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا ہے۔

---

[1] دیکھئے: جریدہ ''المدینہ'' شمارہ ۹۳۳۴

﴿ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۝ ﴾ (النساء : ۴/ ۱۱۹)

''اور میں ان کو یہ بات سوجھاؤں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدل دیں''

مزید براں ان عدسات کو بلا ضرورت و بلا حاجت خریدنے میں اسراف اور فضول خرچی بھی ہوتی ہے۔ آج کل ان کی قیمت ۶۰۰ سے ۷۰۰ ریال تک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۝ ﴾ (الاسراء : ۱۷/ ۲۷)

''(مال) بے جا اڑانے والے فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔''

اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے سیاہ آنکھیں ''جنتی خواتین'' کی بیان کی ہیں۔ اور ان سیاہ آنکھوں کی تعریف فرمائی ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض دنیاوی خواتین کی فطرت الٹی ہو چکی ہے۔ وہ صرف اسی بات پر بضد ہیں کہ وہ بلیوں اور دوسرے حیوانات کی مانند بن کر رہیں' ان کی ہی پیروی کریں اور باہم نفرت پھیلانے والی جعل سازی ہی اختیار کیے رہیں۔

علماء کے فیصلے

''مجلس کبار علماء کے اعلیٰ رکن فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''ضرورت کے تحت عدسات کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ بلا ضرورت استعمال کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور اس کو ترک کرنا ہی احسن ہے۔ خصوصاً جب وہ مہنگے ترین ہوں کیونکہ ان کا شمار ''حرام کردہ اسراف'' میں ہوگا۔ اس کے علاوہ ان میں تدلیس تلبیس' دھوکہ اور فریب بھی داخل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ آنکھوں کو اصلی حالت کی بجائے بلا ضرورت ہی غیر اصلی حالت میں ظاہر کرتے ہیں۔''[1]

✿✿✿✿✿

---

[1] دیکھئے: مجلۃ الدعوۃ (الریاض) شمارہ ۱۳۱۱

بالوں کو رنگنے والا سامان آرائش وزیبائش

میڈیکل سائنس کی ریسرچ

مجھے ایک ''علمی سائنسی ورکشاپ'' یاد ہے۔ جس کا اعلامیہ تھا کہ ''بالوں کو رنگنے والے سامان اور کینسر کی بعض اقسام کے مابین ایک خاص تعلق ہے۔'' اس سائنسی ورکشاپ میں امریکہ کے ''کینسر سے متعلق قومی ادارے کے ماہرین'' نے دو ہزار افراد کہ جن میں عورتوں کی اکثریت تھی' کی ریسرچ رپورٹ حاصل کی۔ نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان میں سے چھ (۶۰۰) سو افراد کینسر کا شکار ہو چکے ہیں۔[1]

جس طرح کہ ماہرین اور سپیشلسٹ حضرات نے بطور خاص اس امر کا اظہار کیا ہے کہ عورت کے کمزور ہونے کے ایک سے زیادہ اسباب ہیں اور ان میں سے اکثر وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ بالوں کو لمبے عرصے تک دھوپ میں رکھنا' رنگوں کو استعمال کرنا' سمشوار (ایک خاص شیمپو) کا استعمال کرنا' ربڑ کی پیٹیوں کا استعمال کرنا اور بالوں کو مضبوط کرنے والی اشیاء کا استعمال کرنا وغیرہ۔ بالوں کو رنگنا تو بہت سے خطرات کا پیش خیمہ ہے۔ اس کا استعمال تو بالوں کی قدرتی چمک اور قدرتی مضبوطی کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔[2]

جلدی امراض کے ڈاکٹر پروفیسر محمد حسن الحفناوی کہتے ہیں: ''سشوار تو بالوں کا دشمن ہے۔ اسی طرح بالوں کو رنگنا بھی۔ یہ دونوں چیزیں بالوں کے لیے بیش تر نقصانات کا سبب بنتی ہیں اور سر کی جلد کو کمزور بناتی ہیں۔[3]

---

[1] دیکھئے: جریدہ ''الریاض'' شمارہ ۸۸۴۰

[2] مجلۃ اقراء شمارہ: ۸۳۶

[3] دیکھئے المسلمون شمارہ ۳۲۳

جبکہ ڈاکٹر ایمن محمد عثمان جو امراض جلد اور امراض اعضائے مخصوصہ کے سپیشلسٹ ہیں۔ کہتے ہیں:

''بہت سی عورتیں تو صرف بالوں کے معاملے میں ہی فضول خرچی کی انتہا کر دیتی ہیں۔ مختلف رنگوں کا استعمال کرتی ہیں۔ یہی چیزیں نتیجتاً بالوں کی شکست وریخت کا سب سے اہم سبب بنتی ہیں۔ کیونکہ ان رنگوں میں ایسے ایسے کیمیائی مواد پائے جاتے ہیں۔ جو بالوں کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔[1]

جبکہ مسز عبدالغفار جو کہ جدہ کے ''السلام ہسپتال'' میں امراض جلد کی مشیر خاص ہیں نہایت افسوس سے کے ساتھ کہہ رہی ہیں: ''کتنے دکھ کی بات ہے کہ عورتوں کی اکثریت اپنے بالوں سے نہایت غلط انداز سے برتاؤ کر رہی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ان کی جہالت اور ان کی حماقت دونوں عیاں ہو رہی ہیں۔ بالوں کو رنگنے' منفرد بنانے اور گھنگھریالے بنانے میں مختلف زہریلے کیمیکلز اور ان کے تیارہ مرکبات استعمال کرتی ہیں۔ یہی مواد بالآخر پریشان کیفیت میں بالوں کے گرنے پر منتج ہوتا ہے۔ انجام کار ایسی خاتون ڈاکٹر کے پاس جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں پاتی۔ جبکہ وہ خود اس بات کو فراموش کر چکی ہوتی ہے کہ ان بالوں کے گرانے میں وہ خود ہی تو ایک بڑا سبب بنی ہے۔''

پھر وہ اپنی بات کو یوں آگے بڑھا رہی ہیں:

''بالوں کی خوبصورتی کو قائم رکھنے اور ان کی نگہداشت کے سلسلے میں جو نصیحت میں تمام عورتوں کو کونا چاہتی ہوں۔ وہ یہ ہے کہ بالوں کو منفرد بنانے' رنگنے اور گھنگریالے بنانے میں جو کیمیائی مواد وغیرہ استعمال کرتی ہیں۔ ان سے رک جائیں۔ اسی طرح استنشوار (شیمپو) کو بھی کثرت سے استعمال نہ کیا کریں۔ کیونکہ یہ تو بالوں کے لیے بہت سی ضرررساں کیفیات (بیماریاں) پیدا کرنے سے بڑھ کر انہیں گرانے تک بھی جاتی ہے' اور ان کے عوض میں انہیں قدرتی

---

[1] دیکھئے الدعوۃ شمارہ ۱۴۵۳

اشیاء کے استعمال کا مشورہ دیتی ہوں جیسے کہ سرخ مہندی ہے لیکن اس میں بھی کالے رنگ سے اجتناب ہی رکھیں۔"

سرخ مہندی لگانے کا ایک نرالا انداز

بالوں پر سرخ مہندی لگانے کا ایک دل پسند اور انوکھا طریقہ یوں ہے جس سے حتیٰ الامکان استفادہ بھی ہوسکتا ہے جس سے بڑا پیارا تانبا نما رنگ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ''گیندے کے پھول'' لے کر تقریباً چھ گھنٹے تک ابلے پانی میں بھگو دیں۔ پھر پھولوں سے پانی نتھار لیں۔ اس پانی سے سرخ مہندی کو گوندھ لیں۔ اس میں پسی ہوئی ''چائے کی پتی'' کے تین چمچ اور پسے ہوئے لونگ کے سفوف کا ایک چھوٹا چمچ ڈال کر مکس کریں۔ پھر اس مہندی کو تین گھنٹے تک بالوں میں لگائے رکھیں۔ بعد ازاں اسے پانی اور بچوں کے خالص شیمپو سے دھو ڈالیں۔ آخر میں ان بالوں کو تولیے سے صاف کر کے ایک دن تک کھلا چھوڑ دیں۔[1]

علماء کے اقوال

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورت کا اپنے سفید بالوں کو رنگنا مقصود ہے تو کالے رنگ سے بچ کر رہے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے کالے رنگ سے روک دیا ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے کالے بالوں کو رنگ دے کر کسی دوسری رنگت میں تبدیل کرنا ہے تو جہاں تک مجھے نظر آتا ہے یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اس تبدیلی کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ بالوں کے حوالے سے ''سیاہی'' ہی خوبصورتی ہے۔ یہ کوئی بدصورتی تو ہے نہیں جو کسی تبدیلی کی محتاج ہو اور اس میں ویسے بھی کافر عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے۔''[2]

---

1. دیکھئے: جریدہ ''المدینۃ'' شمارہ ۱۱۸۴۱
2. دیکھئے: مجلۃ ''الدعوۃ'' شمارہ ۱۲۳۰

اس میں "میش" نامی خضاب بھی داخل ہے۔ اگر اس رنگ کی تہہ چڑھ جاتی ہو تو پھر یہ حرام ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ وضوء کرتے ہوئے پانی بالوں تک پہنچ ہی نہیں پاتا۔ اور فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ اپنی رائے کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

"اگر یہ رنگ وغیرہ کافروں سے حاصل کیے جاتے ہیں اور ان سے مقصود بھی ان کی عورتوں سے مشابہت ہے تو یہ بالکل حرام ہیں کیونکہ کفار سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے' بلکہ یہ انداز تو ان سے "دوستی لگانے" کا ہے اور کفار سے دوستی حرام ہے اور ان سے مشابہت اختیار کرنا تو کفر کی ایک قسم بھی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان گرامی ((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) "جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں سے ہوگا۔"[1] کی روشنی میں۔[2]

---

[1] رواہ ابوداؤد ۴۰۳۱ و احمد ۲/ ۹۲۵۰

[2] دیکھئے: لقاء الباب المفتوح: ۳۴/۱۵

نیل پالش اور مصنوعی ناخن لگانا

بعض عورتیں اپنے ناخنوں کو لمبا کرنا چاہتی ہیں یا اپنے ناخنوں کے ساتھ مصنوعی ناخن جوڑ کر خلاف فطرت کام کرنا چاہتی ہیں۔ اس کے بارے میں ایک شاعر کا کہنا ہے:

قُلْ لِّلْخَلِيْعَةِ أَرْسَلَتْ أَظْفَارَهَا
إِنِّيْ لِخَوْفٍ كِدْتُّ أَمْضِيْ هَارِبًا

''اس آوارہ بے حیاء کو کہہ دو جس نے اپنے ناخن بڑھا رکھے ہیں میں تو ان سے خوف کھا کر بھاگے جا رہا ہوں۔

إِنَّ الْمَخَالِبَ لِلْوُحُوْشِ تَخَالُهَا
فَمَتٰى رَأَيْنَا لِلظِّبَاءِ مَخَالِبًا

''جنگلی درندوں کے پنجے تو ان کی نگہداشت کرتے ہیں مگر ہم نے کبھی ہرنیوں کے پنجے نہیں دیکھے''

بِالْأَمْسِ أَنْتِ قَصَصْتِ شَعْرَكِ غَيْلَةً
وَنَقَلْتِ عَنْ وَضْعِ الطَّبِيْعَةِ حَاجِبًا

''کل تو اپنے بالوں کو کترا لیا اور قدرتی وضع قطع سے آگے بڑھ کر اپنے آبرو کو بھی تبدیل کر لیا تھا۔''

وَغَدًا نَرَاكِ نَقَلْتِ ثَغْرَكِ لِلْقَفَا
وَأَزَحْتِ أَنْفَكِ رَغْمَ أَنْفِكِ جَانِبًا

''اور شاید آنے والے کل کو ہم تجھے ایسا بھی دیکھ لیں کہ تو اپنے منہ کو بھی پچھلی جانب تبدیل کروا لے اور پھر اپنی ناک کو بھی ذلت و رسوائی کی وجہ سے کسی

دوسری جانب موڑ لے۔''

میڈیکل سائنس کی ریسرچ

ایک علمی اور سائنسی مباحثے میں کہ جس کا ایک یونورسٹی نے اہتمام کیا تھا' طلباء کے ناخنوں کے نیچے سے باقی ماندہ ذرات ومواد لے کر اس کا جائزہ لینا قرار پایا۔ چنانچہ اس مواد کو خاص قسم کی پلیٹوں اور طشتریوں میں منتشر کیا گیا۔ پھر ان طشتریوں کا مائیکروسکوپ (یعنی خوردبین) کے ذریعے معائنہ کیا گیا' تو نتیجتاً یہ بات سامنے آئی کہ مختلف انواع و اقسام کے ضرررساں اور مہلک جراثیم سینکڑوں کی تعداد میں کہ جو انسانی جسم میں داخل ہونے کے لیے منتظر بیٹھے ہیں' اس مواد میں موجود ہیں۔ اور وہ کھانا کے تناول کرنے کے لمحات میں بطور خاص متحرک ہوتے ہیں۔[۱]

جبکہ ان طلباء میں سے ایک کا یہ کہنا بھی تھا:

''میں تو اپنے ناخنوں کی بڑی نگہداشت کرتا ہوں حتی کہ انہیں روزانہ دھوتا رہتا ہوں۔'' تو ہم یہ کہیں گے:

- ❶ شریعتِ مطہرہ نے لمبے ناخن رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ علماء کے اقوال کے ضمن میں بات آگے آرہی ہے۔
- ❷ ناخنوں کو صرف دھو لینا ہی جراثیموں اور میل کچیل سے صاف نہیں رکھ سکتا بلکہ یہ بات تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ پانی ناخنوں کی زیریں سطح تک باآسانی نہیں پہنچ سکتا۔

باقی رہی بات ناخنوں کو پالش لگانے کی۔ تو اس سلسلے میں جلدی امراض اور امراض تناسل کے ڈاکٹر محمود ماجد البیار کہتے ہیں کہ ناخنوں کو کیمیائی مواد سے پالش کرنے کے ناخنوں پر انتہائی مضرت رساں اثرات ہیں اور اس طرح بھی کہ یہ کیمیائی مواد ظاہری آب و ہوا اور ناخن کے مابین فاصلہ پیدا کردیتے ہیں۔ ناخن اور قدرتی نمی کے مابین باہمی

---

[۱] المجلۃ العربیۃ: ۱۷۹

تبادلہ میں بھی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

مزید ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں:

کہ عام طور پر اس پالش کے استعمال سے ناخن زرد ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کی قدرتی چمک بھی ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ بھر بھرے ہو کر جلد ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ناخنوں کے گرد ونواح کی انسانی جلد میں سوزش اور کھجلی رہنے لگتی ہے۔

رہا معاملہ مصنوعی ناخنوں کے استعمال کا تو ڈاکٹر البیار ہی نے اس بات کی توثیق بھی کر دی ہے کہ:

''یہ مصنوعی ناخن اصل ناخنوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں کئی طرح کے عیوب پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ انسانی جلد پر ہیجان اور اشتعال کی کیفیت رونما ہونے لگتی ہے اور مختلف اقسام کی سوزشیں اور سوجنیں جنم لے لیتی ہیں۔''[1]

علماء کے فیصلے

1. ناخنوں کو لمبا کرنے اور رکھنے کے متعلق سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ناخنوں کو لمبا کرنا خلاف سنت ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: فطرت میں پانچ چیزیں داخل ہیں۔ ختنہ کروانا' استرا استعمال کرنا' مونچھوں کو کتروانا' بغلوں کے بال اکھیڑنا اور ناخنوں کو کاٹنا''......[2] اور انہیں چالیس راتوں سے زیادہ چھوڑنا بھی جائز نہیں ہے۔ جس طرح کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے' ناخن تراشنے' بغلوں کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے میں وقت مقرر فرما دیا

---

[1] دیکھئے: جریدہ ''المدینہ'' ۹۱۲۵

[2] صحیح البخاری/ کتاب اللباس/ باب تقلیم الاظفار/ حدیث ۵۸۹۱

ہے۔ کہ ہم ان میں سے کوئی کام بھی چالیس راتوں سے زیادہ ترک نہ کریں"[1]
ویسے بھی ان ناخنوں کو لمبا کرنے میں چوپائیوں اور بعض کافروں سے مشابہت بھی ہوتی ہے"[2]

[٣] اور فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کتنی حیرانی اور تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ تہذیب وتمدن کے دعویدار ہیں وہ اپنے ناخن باقی رکھتے ہیں۔ خواہ ان میں میل کچیل اور گندگی ہی کیوں نہ اٹکی ہوئی ہو۔ اس سے یہ بات بھی تو لازم آتی ہے کہ انسان کی حیوان اور چوپائے سے مشابہت ہوتی ہے۔

کچھ عورتوں کا عذر ہوتا ہے کہ اگرچہ ہمارے ناخن لمبے ہیں لیکن ہم ان کو صاف رکھنے کا خاص اہتمام کرتی ہیں۔ ان کے لیے بھی شریعت کا حکم یہی ہے کہ وہ ناخن کٹوا دیں۔ وہ کتنی ہی صفائی رکھیں۔ لیکن کیا وہ جواب دے سکتی ہیں کہ جب وہ بیت الخلاء میں اپنے مخصوص حصے کی صفائی کے لیے ہاتھ کا استعمال کرتی ہیں۔ تو گندگی کے جراثیم ان کے لمبے سرنگ نما ناخنوں میں جا کر چھپ نہیں جاتے۔

باقی رہا "المناکیر" (نیل پالش) کا معاملہ تو اس کے بارے میں فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ہے: "جب عورت نے نماز پڑھنی ہو تو ایسے رنگوں کا استعمال اس کے لیے ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ رنگ پانی کا جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اور ہر وہ چیز جو پانی کے جسم کی سطح تک پہنچنے میں رکاوٹ بنے وضوء کرنے والے کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ البتہ جب عورت نے نماز نہ پڑھنی ہو (یعنی ایام ماہواری میں ہو) تو اس حال میں اگر وہ ایسا کرلے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا۔ لیکن یہ خاص کافر عورتوں کا فعل ہے۔ اس لیے ہر اس فعل کا کرنا جائز نہیں ہو گا جس سے ان سے مشابہت ہوتی ہو۔"[3]

---

[1] سنن ابی داؤد/ کتاب الرجل/ باب فی اخذ الشارب/ حدیث ٤٢٠٠

[2] دیکھئے: فتاویٰ المراۃ ص١٦٧

[3] الفتاویٰ النسائیہ/ ص٣٤

ہمارے شیخ العلامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

''ان چیزوں کو چھوڑے رکھنا ہی زیادہ بہتر اور قابل احتیاط ہے۔ البتہ دونوں طہارتوں یعنی صغریٰ اور کبریٰ کے حصول سے قبل ایسی چیزوں کو زائل کرنا واجب ہوگا'' (بے وضوء ہونے کے بعد وضوء کرنا طہارت صغریٰ ہے جبکہ غسل جنابت اور غسل بعد از ایام مخصوصہ کرنا طہارت کبریٰ ہے)

اس نیل پالش کو مسح علی الخفین (موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے) پر قیاس کرنا یہ فحش غلطی اور شرمناک جہالت ہے۔ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے جو اسے موزوں کی جنس سے ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ اگر عورت گھر میں مقیم ہے تو ایک دن رات تک اسے استعمال کر کے مسح کر سکتی ہے اور اگر وہ مسافر ہے تو تین ایام تک مسح کر سکتی ہے لیکن یہ فتویٰ غلط اور مبنی بر خطاء ہے۔''

ابرو کے بال نوچنا

ڈاکٹروں کے فیصلے

ڈاکٹر وھبہ احمد حسن ابرو کے بالوں کو نوچنے کے متعلق فرماتے ہیں:

ابرو کے بالوں کو مختلف طریقوں سے زائل کرنا' پھر مختلف میک اپ کے سامان اور ابرو سنوارنے والی قلموں کے استعمال سے آنکھوں کی جلد پر انتہائی نقصان دہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ یہ ثقیل معدنیات کے مرکبات سے بنائی جاتی ہیں۔ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ: مختلف طریقوں سے ابرو کے بالوں کو زائل کرنے سے جلد کو نقصان پہنچانے والے کیڑے اور جراثیم چمٹ جاتے ہیں۔ جلد کے خلیات اور مسام بڑھ جاتے ہیں کہ جہاں پر بالوں کے زائل نہ کرنے کے اوقات میں قابلِ توجہ اور ضخیم قسم کے بال جنم لے لیتے ہیں۔ بلا شبہ ہم تو طبعی اور پیدائشی ابرؤوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بالوں پیشانی اور چہرے کی گولائی نرم رکھتے ہیں۔"[1]

علماء کے فیصلے

شیخ العلامہ مفتی اعظم سعودیہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حاجبین (یعنی دونوں ابرؤوں) کے بال کاٹنے یا ہلکے کرنے ناجائز ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے بال اکھاڑنے والی اور بال اکھڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ اور اہل علم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابروؤں کے بال اکھاڑنا بھی اس میں داخل ہے"۔[2]

---

[1] "المتبرجات"...... (الزھراء فاطمہ بنت عبداللہ کی) ص: ۹۴

[2] "فتاویٰ المرأۃ" ص ۱۲۷

جبکہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین فرماتے ہیں:

''کہ ابروؤں کے بال کاٹنا' مونڈنا' اکھیڑنا اور انہیں ہلکا بنانا سب ناجائز ہیں۔ اگرچہ ایسی خاتون کا خاوند اس پر راضی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ایسا کرنے میں حسن و جمال نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خلقت اور پیدائش کو بدلنے کے زمرے میں آتا ہے اور وہ اللہ ہی احسن الخالقین (سب سے خوبصورت بنانے والا) ہے۔ اس پر تو وعید بھی وارد ہے بلکہ ایسا کرنے والے پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ اس لیے یہ فعل حرمت کا تقاضا کرتا ہے۔

اسی طرح فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورت کا اپنے ابروؤں کے بالوں کو اتارنا حرام ہے۔ کاٹ کر' اکھیڑ کر یا کسی بھی اور طریقے سے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بال اکھاڑنے والی اور بال اکھڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

اَلنَّامِصَةُ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے ابرو کے بال خود اکھاڑے۔

اَلْمُتَنَمِّصَةُ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی دوسری سے یہ مطالبہ کرے۔ یا اس سے اپنی ابرو کے بال اکھڑوائے کتروائے یا اتروائے۔

آئی شیڈز اور مصنوعی پلکیں لگانا

آنکھوں کے گرد رنگ لگانے (آئی شیڈز Eye shades بنانے) سے متعلق ڈاکٹروں نے بہت سے علمی تجزیے پیش کیے ہیں۔ ان کے بیان کے مطابق کالا رنگ تو ہے ہی کاربن کی ایک شکل اور سیاہ لوہے کی آکسائیڈ۔ جبکہ نیلا رنگ تو صرف نیلے تانبے کی آکسائیڈ ہے۔ اسی طرح دوسرے نیلے مواد اور سبز رنگ۔ وہ بھی کروم (ایک دھات) کی آکسائیڈ کا ایک رنگ ہی ہے۔ جبکہ (براؤن) بھورا رنگ بھی صرف جلائے ہوئے لوہے کی آکسائیڈ ہی ہے۔ اسی طرح زرد رنگ بھی لوہے کی آکسائیڈ ہی ہے...... یہ سب کے سب کیمیائی مواد آنکھوں اور آنکھوں کے قرب و جوار کے لیے کئی طرح کے نقصانات کا سبب بنتے ہیں۔

جس طرح کہ ڈاکٹروں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان اشیاء کے مرکبات میں شامل مواد لمبی پائیدار اور زہریلی بیماریاں ہی پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً ہیگزائٹ کلوروفین اور فینیلین ثنائی لامین وغیرہ۔ جن کے نتیجے میں آنکھوں کے سخت پردے میں زخم اور پھنسیاں جنم لیتے ہیں۔ اور مزید ان سطحی زخموں کی بنا پر جو جراثیموں کی آماجگاہ بن جاتے ہیں، وہ جراثیم آنکھوں میں گندا اور متعفن مواد پیدا کرتے ہیں۔ بالآخر پلکیں جھڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ تو اس عیب اور نقص کو دور کرنے کے لیے عورت مصنوعی پلکیں لگانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ رہا معاملہ مصنوعی پلکیں لگانے کا اور اس مصنوعی مواد وغیرہ کا جن سے طبعی پلکوں کو چمکایا جاتا ہے تو اس سلسلے میں اطباء کا کہنا ہے کہ: یہ نکل کو تیزاب سے ملا کر بنایا جاتا ہے یا پھر مصنوعی ربڑ کی مختلف اقسام سے۔ اور یہ دونوں چیزیں ہی آنکھوں کے پپوٹوں میں سوزش پیدا کر کے پلکوں کو گرانے کا سبب بنتی ہیں۔[1]

[1] المجلۃ العربیۃ شمارہ ۶۶

پسینے کو ختم کرنے والی اشیاء

ڈاکٹروں نے ذکر کیا ہے کہ یہ سب اشیاء کیمیائی مادوں سے تیار کی جاتی ہیں جو انتہائی خطرناک قسم کے ہوتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مادے پسینے کی رگوں کے سوراخوں اور مساجوں کے گردا گرد خلیات کو پھولا دینے اور ابھار پیدا کرنے کا عمل کرتے ہیں۔ جس سے ان مساجوں کے سوراخ قدرے کم ہوجاتے ہیں۔ تو وقتی طور پر انسانی جلد کی سطح پر پسینے کا اخراج کم ہو جاتا ہے۔ یا کچھ دیر تک کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔ تو اس عمل کے دوران پسینے کی رگوں کی نالیاں پسینے کو اندر ہی اندر روک لیتی ہیں۔ گویا کہ اس عمل کے دوران یہ رگیں پانی کے چھوٹے چھوٹے تل اور پیپ کے چھوٹے چھوٹے گڑھے ہوتے ہیں۔ [1]

علماء کے بیان کے مطابق ...... جیسا کہ قبل ازیں گذر چکا ہے...... ہر وہ چیز جو صحت انسانی یا دین و مذہب کے لیے نقصان دہ ہو۔ اس سے باز رہنا چاہیے ۔ اس کو چھوڑنا چاہیے اور اس سے بچنا ہی چاہیے۔

---

[1] جریدہ ''المسلمون'' شمارہ ۳۴۳

مصنوعی سرمہ

میڈیکل سائنس کی تحقیق

قاھرہ یونیورسٹی میں ''کلیۃ الطب'' کے شعبہ بکٹیریا کی ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اور پروفیسر ڈاکٹر عصمت احمد بیان کرتی ہیں کہ:

''تمام اسباب زینت' خواہ وہ جدید ہیں یا قدیم' امراض چشم کے پھیلنے میں' خصوصاً عورتوں کے حوالے سے' ابتدائی مورد الزام یہی اسباب ہیں۔ گذشتہ چند سالوں میں اس امر کو دیکھا گیا ہے کہ جب سے ''الکحل العربی'' (عربی سرمہ) کی تیاری میں ملاوٹ اور دھوکہ دہی زیادہ ہوئی ہے' آنکھوں کی سوزش اور جلن میں اسی نسبت سے اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ اس ''الکحل العربی'' میں جتنی مقدار میں ''سیسہ'' ملایا جا رہا ہے..... جو کہ انتہائی خطرناک مادہ ہے..... اسی نسبت سے یہ سوزش بڑھتی جا رہی ہے۔ ان تیزاب سے ملی دھاتوں کا آنکھ کے طبقہ ملتحمہ اور بافتوں کی تہوں میں جذب ہونا مختلف بیماریوں کو پیدا کرتا ہے۔ مثلاً آنکھ کے پپوٹوں اور طبقہ ملتحمہ کا حساس بن جانا۔ آنکھ میں شدید سوزش رہنا' اور بعض اوقات تو آنکھوں کے اعصاب تک کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

پھر ڈاکٹر عصمت اس بات کو بڑے تاکیدی انداز سے بیان کرتی ہیں کہ سرمہ ایسی حالت میں آنکھوں میں لگائیں کہ گرد و غبار نہ ہو یعنی آنکھیں دھلی ہوئی ہوں۔ لیکن آنکھوں میں بار بار سرمہ استعمال کرنا یا سرمہ کی صفائی میں زیادہ عرصہ کا گذر جانا بھی آنکھوں میں سوزش کے اسباب میں سے ہے۔

لہٰذا یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آنکھوں میں بکثرت سرمے کا استعمال آنکھوں کے

لیے نقصان دہ اور مضر ہے۔ لہٰذا سُرمے کے استعمال سے قبل لازماً آنکھوں کو نیم گرم پانی سے دھو لینا چاہیے۔

ڈاکٹر عصمت میک اپ کا سامان یا سرمہ استعمال نہ کرنے کی نصیحت کرتی ہیں۔ مگر انتہائی ناگزیر حالات میں اور وہ بھی انتہائی قلیل مقدار میں۔ وہ ان میں موجود چیزوں کو باریک ترین بنانے کا بھی کہتی ہیں۔ ان اشیاء کی تیاری میں بڑی مقدار صرف پٹرول اور پٹرول سے حاصل شدہ مواد کی ہوتی ہے۔ یہی چیز ہے جو زیادہ حساسیت پیدا کرتی ہے۔ خواہ انسانی جلد ہو یا آنکھیں۔ رہی بات ''الکحل العربی'' کی تو گزشتہ سالوں میں جو چیز سامنے آئی ہے وہ یہی ہے کہ اس کی صفائی وستھرائی کا وہ اہتمام نہیں کیا جا رہا جو اس کے بارے میں پہلے معروف تھا۔[1]

جامعہ الازھر کے شعبۂ طب برائے چشمگان کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ''عربی سرمہ'' میں موجود سیسہ کی مقدار حاملہ کے بطن میں موجود ''جنین'' کی ذہنی پسماندگی کا سبب بنتی ہے۔ جامعہ القاھرہ کے ''کلیۃ الطب'' میں آشوب چشم کے پروفیسر ڈاکٹر عصمت صبری ان تحقیقات پر بھروسہ کرتے ہیں جو پسماندہ بچوں کے مختلف نمونوں کی تحقیقات پر جاری کی جاتی ہیں۔ ان کے سامنے یہ بات آئی ہے کہ خون میں سیسہ کی مقدار اسی (۸۰) مائیکرو گرام سے بھی بڑھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے سامنے یہ بات اس وقت آئی جب اس نے بہت سی ماؤں کے الٹرا ساؤنڈ کیے کہ ہڈیوں میں مرکب سیسہ کی مقدار بھی پائی گئی ہے۔ یہ مادہ حاملہ کے بطن میں جنین پر لپٹی جھلی میں سے ہوتا ہوا اس بچے تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس طرح یہ سیسے کا زہریلا مواد بچے تک پہنچ کر اس کی ذہنی پسماندگی کا باعث بنتا ہے۔

جامعۃ الازھر میں شعبۂ طب برائے امراض چشم کے پروفیسر ڈاکٹر اسامہ خاطر نے دو نمونوں پر عملی تجربات کیے ہیں۔ پہلا نمونہ تو ایسے سرمے کا ہے جسے مغربی صحراء کے ایک

[1] جریدہ ''الیوم'' شمارہ = ۲۶۶۰۱

خاص پتھریلے علاقے سے لایا جاتا ہے کہ جس کے پتھروں کو بڑی اچھی طرح پیسا جاتا ہے۔ جسے بعد میں "اثمد" سرمے کے نام سے معروف کروایا جاتا ہے۔

جبکہ دوسرا نمونہ عام پائے جانے والے ہندی سرمہ کا تھا۔ جسے "السرای" سرمہ سے ملا کر بنایا جاتا ہے، تو ان دونوں تجربات کا نتیجہ......ڈاکٹر اسامہ خاطر کے بقول...... ہوش ربا اور دل دہلا دینے والا تھا۔ سیسہ کی مقدار...... اور وہ ایک ایسا مادہ ہے جو جسم میں جمع شدہ یا اپنی تہہ دار حالتوں میں چمٹا ہوتا ہے...... "اثمد" کے ساتھ اس کی نسبت ۳۸٫۸٪ ہوتی ہے جبکہ "السرای" کے ساتھ اس کی نسبت صرف ۲٪۔

جامعۃ القاھرۃ میں شعبہ امراض چشم کے پروفیسر ڈاکٹر طہٰ الشیوی مزید یہ اضافہ کر رہے ہیں۔ کہ الکحل العربی دوران خون میں کمی پیدا کرنے کے علاوہ اعصابی کھنچاؤ، مرگی اور ہڈیوں کی تکالیف بھی پیدا کرتا ہے۔

یہ رہیں باتیں اطباء کی۔ اس سلسلے میں علماء کیا فرماتے ہیں؟

علماء کرام کے فیصلے

تمام جہانوں کے سب علماء کے امام اور سردار تو رسول اللہ ﷺ ہیں اور وہی تمام ڈاکٹروں میں سب سے بہترین ڈاکٹر ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ يَجْلُوا الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ))

"اثمد سرمہ استعمال کیا کرو کیونکہ وہ بینائی کو تیز کرتا اور بالوں کو اگاتا ہے۔"[1]

اور دوسری روایت میں یوں آتا ہے:

((اِنَّ خَيْرَ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ))

"تمہارے سب سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے"

اور جو ابھی ڈاکٹروں نے "اثمد" کے متعلق ذکر کیا ہے وہ ملاوٹ شدہ ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ جیسے کہ ڈاکٹر (عصمت) نے اشارہ کیا ہے۔ اصلی اور صاف شفاف اثمد

[1] الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی الاکتحال عن ابن عباسؓ

مراد نہیں ہے۔ جس پر ہمارے نبی اکرم ﷺ نے ہمیں رغبت دلائی ہے۔

ہمارے شیخ علامہ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے مردوں کے سرمہ لگانے پر استفسار کیا گیا تو انہوں نے یوں جواب دیا:

''سرمہ لگانے کی دو قسمیں ہیں' ایک ہے بصارت کو تقویت دینے' آنکھ کے پردوں کو جلا بخشنے اور انہیں صاف ستھرا کرنے کے لیے سرمہ لگانا' اظہار زینت کا کوئی ارادہ نہ ہو تو اس قسم کا سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ یہ کام تو کرنا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ اپنی دونوں آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ خاص طور پر جب وہ اصلی اثمد ہو۔ اور سرمہ لگانے کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس سے مقصود صرف اظہار زینت و زیبائش اور نمائش جمال ہو اور یہ صرف عورتوں کے لیے خاص ہے کیونکہ عورت سے یہی امر مقصود ہے کہ اپنے شوہر کے لیے خوبصورت بن کر رہے۔''[1]

لیکن اس سلسلے میں ملاوٹ شدہ اور نقلی اقسام سے بچنا چاہیے۔

---

[1] فتاویٰ اسلامیہ: ۱/۱۸۵

بالوں کے اسٹائل اور بیوٹی پارلر

دور حاضر میں بعض عورتیں جن فتنوں سے دوچار ہیں ان میں سے یہ باتیں بھی ہیں جن کا تعلق ''بالوں کے اسٹائل اور ان کی کٹنگ'' سے ہے۔ انسانیت کے دشمنوں نے عورت کے حسن و جمال کی فطری خواہش کو مہنگا ترین بنا دیا ہے۔ انہوں نے بالوں کے اسٹائل اور کٹنگ کی کئی اقسام متعدد ناموں سے ایجاد کر رکھی ہیں ۔ بلکہ بعض اوقات تو مضحکہ خیز شکلوں کو متعارف کرواتے ہیں تاکہ وہ عورت کی عقل پر ہنس کر جی خوش کر لیں اور دوسری طرف اس کی فطرت کو مسخ کریں۔ اس کے رہے سہے شرم و حیاء کا بھی جنازہ نکال دیں۔ انہوں نے کٹنگ کے ان اسٹائلوں کو اپنے مختلف وسائل کے ذریعے رواج دینا شروع کر رکھا ہے اور خاص طور پر اپنے اخلاق باختہ رسالوں کو استعمال کرتے ہوئے جو مسلسل...... انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے...... مسلمانوں کے بازاروں میں رواج پا رہے ہیں ۔

بالوں کے ان اسٹائلز کے بارے ذیل میں علماء کرام کے اقوال' شرعی حکم کی وضاحت اور ان اسٹائلوں کو اختیار کرنے کے بعد دینی نقصانات کا بیان پیش خدمت ہیں۔

علماء کرام کے فیصلے

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عورت کے بالوں کو کاٹنے پر اہل علم نے اسے مکروہ فرمایا ہے۔ اہل علم نے لکھا ہے کہ حج اور عمرے کے علاوہ عورت کا بالوں کو کاٹنا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے...... بلکہ بعض اہل علم نے تو اسے حرام ہی کہا ہے اور یوں کہا ہے کہ یہ ناجائز اور حرام عمل ہے۔ دوسرے علماء کرام نے صرف اس شرط کے ساتھ اسے مباح اور جائز قرار دیا ہے کہ اس میں غیر مسلمان عورتوں سے اور مردوں سے

مشابہت نہ ہوتی ہو۔ کیونکہ عورت کا مرد سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ بالکل اسی طرح کافر عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا بھی.....تو مذکورہ اقوال علماء کی بنیاد پر میرا یہ خیال ہے کہ عورت اپنے بالوں کو سامنے سے اور پیچھے سے بالکل نہ کاٹے.....[1]

جبکہ فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

''عورت کے سر کے بال اس کی خوبصورتی کا حصہ ہیں اور عورت سے مطالبہ بھی یہی ہے کہ ان کی نگہداشت کرے اور جائز حدود میں رہتے ہوئے ان کی اور ان کے حسن و جمال کی بقدر حاجت اصلاح بھی کرتی رہے۔ مزید اس سے اس امر کا بھی تقاضا ہے کہ ان بالوں کو لمبا کرے اور انہیں غیر محرم مردوں کی نگاہوں سے چھپا کر رکھے..... باقی رہی یہ بات کہ انہیں بلا ضرورت کاٹنا یا انہیں مردوں کے سر کے مشابہ بنانا یا ان کی شکل و صورت کو معیوب بنانا یا ان کی رنگت کو بلا حاجت ہی تبدیل کرنا تو یہ سب امور ناجائز ہیں۔ البتہ سفید بالوں کو..... وہ بھی سیاہ رنگ سے بچتے ہوئے.....رنگنا جائز ہے کیونکہ یہ بھی مطلوب ہے۔ اسی طرح مہنگے ترین اسٹائل بنانے اور بیوٹی پارلر میں جانا ناجائز ہے۔ جہاں پر بعض اوقات کام کرنے والے مرد ہوتے ہیں یا کافر عورتیں۔ عورت کو اپنے بالوں کی اصلاح اپنے گھر میں ہی کر لینی چاہیے کیونکہ یہی راستہ اس کے لیے زیادہ پردہ پوشی، کم خرچ اور کم تکلیف والا بھی ہے۔''[2]

ایک دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں:

''عورت کا اپنے سر کے بالوں کا کاٹنا اگر کسی خاص ضرورت کے تحت ہو، حصول زینت کے لیے نہ ہو، جیسے کہ وہ ان کے سنبھالنے سے عاجز آجائے یا اتنے زیادہ لمبے ہو جائیں کہ ان کی لمبائی اسے دشوار محسوس ہو تو ایسے بالوں کو بقدر ضرورت کاٹنے میں چنداں حرج نہیں ہوگا۔ جس طرح کہ بعض ازواج النبی ﷺ آپ کی وفات کے بعد ایسا کر لیا

---

1. فتاویٰ منار الاسلام ۳/۸۲۶

2. دیکھئے: مجلۃ الدعوہ (عربی) ۱۳۱۱

کرتی تھیں۔ ان کا یہ عمل نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ترکِ زینت' عدمِ زیبائش اور بالوں کی اتنی لمبائی سے عدمِ ضرورت کی وجہ سے تھا۔ اور اگر عورت کا بالوں کے چھوٹا کرنے سے کافرہ' فاسقہ عورتوں یا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہی مقصود و مطلوب ہو تو یہ بلا شک حرام ہے۔ کفار سے مشابہت اختیار کرنے کی عمومی نہی کی بنیاد پر اور عورت کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کی نہی کی بنیاد پر ...... اور اگر اس سے مقصود صرف خوبصورتی کا حصول ہو۔ تو جو چیز میرے سامنے ظاہر ہو رہی ہے وہ یہی ہے کہ یہ ناجائز ہے''[1]

البتہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عورت کے بال کاٹنے کے سلسلے میں ہم کوئی حکم نہیں جانتے ۔صرف اس کے بارے میں حلق کروانے یعنی استرے سے سر کے بال صاف کرنے کی نہی موجود ہے۔ اس لیے عورت کو اپنے سر کے بال مونڈوانے منع ہیں ۔لیکن بالوں کی لمبائی یا کثرت و بہتات کی بنا پر کاٹنے کے سلسلے میں ہم کوئی حرج نہیں سمجھتے ۔لیکن یہ بھی کسی اچھی طرز کے ساتھ ہونا چاہیے۔ جس انداز کو وہ خود اور اس کا خاوند بھی پسند کرتا ہو۔ لیکن اس ''انداز کٹنگ'' میں کسی کافرہ عورت سے مشابہت مقصود نہ ہو...... سر کے سارے بال مونڈوانے قطعاً ناجائز ہیں۔ سوائے کسی خاص مجبوری اور بیماری کے''[2]

علماء کرام کے سابقہ اقوال و فتاویٰ کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت کا اپنے سر کے بالوں کو کاٹنا درج ذیل شروط کے ساتھ جائز ہے:

1. اس حد تک بالوں کو چھوٹا نہ کرے جس میں مرد سے مشابہت پیدا ہو۔
2. اس انداز میں کافروں اور فاسقوں کی عورتوں سے مشابہت نظر نہ آتی ہو۔
3. خاوند کی اجازت اور رضا مندی بھی موجود ہو۔

---

[1] دیکھئے: مجلۃ الدعوہ (عربی) ۲۴۰

[2] فتاوی المراۃ: ۱۶۰

آج کی موجودہ حالت پر غور فکر کرنے والا اس بات کو بخوبی جانتا ہے یہ شروط شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہیں۔ عورتوں کی اکثریت نے جو فیشن کی دلدادہ ہیں' کٹنگ کے یہ سب انداز کفار کی عورتوں سے ہی لیے ہیں۔ خواہ ان ردی قسم کے رسائل و جرائد سے یا فلموں اور سلسلہ وار ڈراموں سے یا براہ راست سامان آرائش و تجمل کے مراکز اور بیوٹی پالروں سے' جن میں کام کرنے والیوں کی غالب اکثریت کافر (اور بے دین) عورتوں کی ہوتی ہے یا پھر ایسی عورتیں ہوتی ہیں جن کا اسلام سے برائے نام تعلق ہوتا ہے۔ اور بعض ممالک میں وہاں پر کام کرنے والے صرف مرد حضرات ہی ہوتے ہیں۔

علماء کرام نے ہمیں ان افزائش حسن کے مراکز سے دور رہنے کے لیے خبردار کیا اور اس سلسلے میں اپنی آوازوں کو بلند کیا ہے۔ ان میں سے ایک ہمارے محترم العلامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ بھی ہیں۔ ایک بار میں نے خود ان سے یہ سنا تھا۔ جب ان سے مراکزِ افزائش حسن کے متعلق پوچھا گیا تھا تو ان کا فرمانا تھا:

"یہ برائی کی آماجگاہ ہیں۔ جہاں پر ایسی ایسی برائیاں وقوع پذیر ہورہی ہیں جنہیں سوائے باریِ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ہم ان کی آفتوں اور برائیوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔"

فضیلۃ الشیخ جناب محمد بن عثیمین رحمہ اللہ بھی ان افزائش حسن کے مراکز سے خبردار کرتے ہوئے درج ذیل خطرات کو شمار کرتے ہیں۔

پہلا خطرہ: ان بیوٹی پالروں میں کفار سے مشابہ ہیر کٹنگ کے اسٹائل اور دیگر ان سے مشابہت رکھنے والے امور سرانجام پاتے ہیں۔ اور سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث پاک میں یہ فرمان ثابت ہے:

((وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))[1]

---

[1] رواہ ابوداؤد ۴۰۳۱ واحمد ۹۲۵۰

"جس کسی نے کسی غیر قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ ان ہی میں سے ہوگا"

دوسرا خطرہ: وہاں پر بال نوچنے والا عمل ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تو بال نوچنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ بلکہ بال اکھیڑنے والی اور بال اکھڑوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت اور دھتکار اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا نام ہے اور میں یہ کیسے مان سکتا ہوں کوئی مؤمن مرد یا کوئی مؤمن خاتون ایسا فعل کرنے پر رضامند ہو جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور دھتکار کا سبب بنے۔

تیسرا خطرہ: اس عمل میں بلا مقصد اور بلا فائدہ بہت سی رقم ضائع ہو رہی ہے۔ بلکہ اس مال کثیر کے ضائع کرنے میں الٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ وہ عورتیں جو بالوں کو سیدھا کر کے سپرے وغیرہ کرتی ہیں وہ مسلمان اور مؤمن عورتوں کے بالوں کو کافرہ فاسقہ عورتوں کے سٹائل میں منتقل کرنے کے علاوہ کتنا زیادہ مال و دولت بھی ان سے بٹور رہی ہیں۔ جن بیوٹی پالروں سے ماسوائے ان فیشنوں کی جانب متوجہ ہونے کے جو بسا اوقات ہلاکت خیز اور تباہ کن بھی ہو رہے ہیں ان سے ہم کچھ بھی فائدہ نہیں پا رہے ہیں۔

چوتھا خطرہ: ان کی وجہ سے عورتوں کے افکار مزید (خرابی کی جانب) بڑھتے جا رہے ہیں۔ کہ جس طرح ان کا فروں کی عورتیں زیب و زینت اختیار کر رہی ہیں۔ وہ بھی ویسا ہی کر رہی ہیں۔ اس طرح عورت ان خیالات سے آگے بڑھ کر بڑے بڑے خطرات کی طرف بڑھ رہی ہے۔ جیسے کہ آزادیٔ نسواں کا معاملہ یا اخلاقی تباہی اور کردار کی گراوٹ جیسے خطرات ہیں۔

پانچواں خطرہ: ان بیوٹی پالروں میں اس حد تک عورت کے ستر والے حصوں کو عریاں کیا جاتا ہے کہ اس کی قطعاً ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ ان افزائشِ حسن کے مراکز میں عورت کی رانوں پر "حلاوت" کے نام سے ہاتھ پھیرے جاتے ہیں اور

اس کی شرمگاہ کے اطراف پر بھی۔ حتیٰ کہ بغیر ضرورت کے یہاں پر کام کرنے والی نائنیں ان جگہوں کو خوب تاکتی ہیں۔

جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے منع فرما رکھا ہے۔ اس لئے عورت کو دوسری عورت کی قابل پردہ جگہ کی طرف دیکھنا حلال اور جائز نہیں ۔ اِلّا کہ دیکھنے کی کوئی خاص مجبوری ہو اور یہاں پر تو کوئی مجبوری نہیں ہے۔

شیخ صاحب کی ستر والی جگہوں کے بیان کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کا اضافہ کیے دیتا ہوں۔ فرمایا:

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))[1]

''کہ جس بھی عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے سوا کسی اور جگہ پر اپنے کپڑے اتارے اس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان پردے کو پھاڑ ڈالا۔''

پھر فضیلۃ الشیخ نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں سب مردوں اور تمام عورتوں کو پر زور نصیحت کرتا ہوں کہ ان امور سے دھوکہ نہ کھائیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان ''بیوٹی پالروں'' کا مکمل بائیکاٹ کرنا واجب ہے۔ باقی رہا معاملہ عورتوں کے بال کٹوانے کا تو وہ اس انداز سے یہ کام کریں کہ دین کا نقصان بھی نہ ہو اور فعل حرام کے ارتکاب سے کافر عورتوں سے مشابہت بھی نہ ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی یہ منشاء ہے کہ زوجین (میاں بیوی) کے مابین محبت قائم رہے تو یہ محبت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ارتکاب معصیت سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ اسے اطاعت الٰہی میں رہتے ہوئے ہی حاصل کرنا چاہیے اور ایسے انداز سے ہونی چاہیے کہ شرم و حیاء کا دامن بھی تھامے ہوئے رہیں''

---

[1] اخرجه احمد و ابن ماجه والحاكم عن عائشة ﷺ وصححه الحاكم و وافقه الذهبی

دل کا سکون

اپنی شب زفاف میں وہ "بیوٹی پارلر" سے کامل سنگھار کر کے واپس پلٹی۔ تکبر و غرور سے یوں پھولی ہوئی تھی جیسے کوئی مورنی ہو۔ "حجلۂ عروسی" میں بیٹھی اپنے خوابوں کے شاہسوار کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک اس کی بڑی بہن کا صاحبزادہ کہ جس کی عمر ابھی چھے برس بھی نہ ہوئی تھی' اپنے ہاتھ میں "پیپسی کا ڈبہ" لیے اندر داخل ہوا۔ بچوں میں فطرتی شرارتوں کے مطابق اس نے وہ "پیپسی کا ڈبہ" خوب ہلایا۔ اور اسے یک دم کھول دیا۔

ارے ہونی شامت! یہ کیا ہو گیا؟

پیپسی کے رنگین پانی کی وجہ سے اس کا سفید لیڈی گاؤن ایک رنگدار نقشے میں تبدیل ہو گیا۔ جبکہ اس کا رنگا ہوا چہرہ اور اس کے بالوں کا اسٹائل جن کی آراستگی پر اس نے گھنٹوں صرف کر دیے تھے۔ اور اس حالت سے وہ اپنے خوابوں کے شہزادے کے آنے تک باہر نہیں آنا چاہتی تھی...... وہ غصے کے عالم میں آپے سے باہر ہو گئی۔ اس نے اپنی اونچی ایڑی والا جوتا اتارا اور بچے کے سر پر دے مارا۔ بس یہی ایک ضرب جان لیوا ثابت ہوئی اور خوشیوں بھرا گھر ماتم کدہ بن گیا۔

جسم گوندھنا، دانتوں کو رگڑنا اور مصنوعی بال لگانا

صحیحین (بخاری و مسلم وغیرہما) میں سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① جسم گوندنے والیوں
② جسم گوندھوانے والیوں
③ چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں
④ زائد حسن و جمال کے حصول کی خاطر دانتوں میں فاصلہ بنانے والیوں
⑤ اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنے والیوں پر...... اللہ کی لعنت ہو۔

پھر فرمایا: جن پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہو۔ مجھے کیا رکاوٹ ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں۔

بخاری اور مسلم ہی میں سیدہ عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ:

انصار کی ایک دوشیزہ نے شادی کی۔ پھر وہ بیمار ہوگئی۔ اس کے سر کے بال گر گئے۔ اس کے گھر والوں نے اسے مصنوعی بال لگانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ))

''اللہ تعالیٰ مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کرے۔''

اَلْوَشَرُ: اس لفظ سے مراد دانتوں میں فاصلہ بنانا ہے۔ انہیں ریتی یا دوسرے کسی آلے سے اس طرح رگڑنا کہ خوبصورت بن جائیں۔ مذکورہ عبارت میں ''المتفلجات للحسن''...... حسن و جمال کے حصول میں دانتوں میں فاصلہ بنانے والیاں...... سے

یہی مراد ہے۔

اَلْوَشْمُ: اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ جسم کے کسی عضو میں سوئی یا کوئی اور چیز چبھو کر وہاں سے خون بہانا اور پھر اس مقام میں سرمہ یا کوئی دوسری دھات بھرنا' تا کہ وہ جگہ سبز بن جائے۔ بعض اوقات یہاں بیل بوٹے' مختلف جانوروں کی شکلیں یا تصاویر یا دائرے بنائے جاتے ہیں اور کبھی کبھی ''نام محبوب'' کندہ کروایا جاتا ہے۔ ایسا کرنے والے سب ملعون ہیں۔ جبکہ وہ ''گوندھا ہوا جسمانی حصہ'' نجس اور پلید ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء کرام نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اس عضو میں خون روک دیا جاتا ہے۔ اس کو ختم کرنا واجب ہے خواہ جراحی سے ہی ممکن ہو۔[1]

اَلْوَاشِمَۃُ: وہ عورت مراد ہے جو گوندھنے کا کام کرتی ہے۔

اَلْمُسْتَوْشِمَۃُ: وہ عورت مراد ہے جو اس کام کا مطالبہ کرتی ہو۔ یعنی اپنے جسم پر ایسا کام کرواتی ہے۔

ڈاکٹرز و اطباء کے فیصلے

ڈاکٹر محمد علی البار کہتے ہیں:

''یہ بات معروف ہے کہ جگر کی سوزش' ہیپا ٹائٹس بی (کالا یرقان) کی ایک قسم ہے۔ جو کہ تیسری دنیا میں عام پھیل رہا ہے۔ یہ خون کے ذریعے استعمال شدہ سرنج کے ذریعے یا جسم گوندھوانے کے ذریعے یا پھر دانتوں پر ریتی وغیرہ رگڑنے کے ذریعے جسم میں منتقل ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ناجائز جنسی ملاپ اور عمل لواطت کے ذریعے بھی منتقل ہوتا ہے''۔[2]

علماء کے فیصلے

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حسن و جمال کا حصول دو طرح کا ہوتا

[1] دیکھئے: فتح الباری = ۳۷۲/۱۰

[2] دیکھئے: الامہ الاسلامیہ شمارہ نمبر ۵۶

ہے۔ ایک یہ ہے جو مستقل قائم رہتا ہے۔ جیسے کہ دانتوں میں فاصلہ بنانا' جسم میں گوندھوانا اور بال اکھیڑنا وغیرہ اور یہ قسم حرام ہے۔ بلکہ ایسے کام کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ البتہ حسن و جمال کے حصول کا دوسرا طریقہ جو صرف عارضی ہو پائیدار اور مستقل نہ ہو' اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسے کہ سرمہ لگانا یا ورس (ایک زرد رنگ کی بوٹی کا نام ہے) وغیرہ کا استعمال کرنا لیکن اس انداز اور قسم میں بھی یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ حدود شرع سے تجاوز نہ ہونے پائے۔ مثلاً یہ کہ کافرہ عورتوں سے مشابہت پیدا نہ ہو اور اس حسن و جمال کو اعلانیہ بے پردہ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا منع ہے تو حصول زینت کے یہ کام ممنوع نہ ہوں گے۔

الشیخ صالح الفوزان ﷾ یوں فرماتے ہیں: ''ایک مسلمان خاتون پر حصول حسن و جمال کی خاطر ریتی یا کسی دوسرے اوزار سے دانتوں میں فاصلہ بنانا حرام ہے۔ البتہ اگر دانتوں میں کوئی ظاہری عیب ہو تو اس عیب کو ختم کرنے کے لیے معمولی عمل کی حاجت ہو یا دانتوں میں کیڑا ہو تب اس کے علاج معالجہ کی خاطر کوئی عمل کرنا پڑے تو ایسے کاموں میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اعمال علاج معالجے اور عیب کو دور کرنے کے ضمن میں آتے ہیں۔ مگر یہ کام کسی ماہر لیڈی ڈاکٹر سے کروانے چاہئیں۔ عورت کو اپنے بدن میں گوندھوانا بھی حرام ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے گوندھنے والی اور گوندھوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ لہٰذا یہ فعل حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ کیونکہ لعنت صرف کسی کبیرہ گناہ پر ہی ہوتی ہے۔''

((اَلْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوصِلَةُ)) والی حدیث شریف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ''موجودہ زمانے میں ''الباروکة'' (وِگ) کا استعمال کرنا بھی مصنوعی بال لگانے کے ضمن میں آتا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَجْعَلُ فِیْ رَأْسِهَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ غَیْرِهَا اِلَّا كَانَ زُوْرًا))

''کہ جونسی عورت بھی اپنے سر پر اپنے بالوں کے علاوہ کسی اور کے بال لگائے گی تو یہ جعل سازی ہوگی''

چونکہ "الباروکہ" (وگ) میں بھی بال مصنوعی ہی ہوتے ہیں اور سر کے بالوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کے پہننے میں بھی جعل سازی نمایاں ہے۔[1]

الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الباروکۃ" کا استعمال حرام ہے۔ یہ بھی "مصنوعی بال لگانے" میں داخل ہے۔ اگرچہ اس میں مصنوعی بال لگائے تو نہیں جاتے۔ لیکن اس سے عورت کا سر چونکہ اپنی اصلیت سے لمبا اور بڑا ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے یہ بھی بال لگانے کے مشابہ ہی ہوا۔

نبی اکرم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ اگر کسی خاتون کے سر پر بال بالکل نہ ہوں اور وہ گنجی ہو تو اسے الباروکہ یعنی وگ وغیرہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ کیونکہ یہ تو مذکورہ عیب کو چھپانے کے لیے ہوگا۔"[1]

باقی رہا یہ معاملہ کہ جب گوندھنے اور گوندھوانے کی حرمت سمجھ میں آجائے اور آدمی توبہ کر لے تو اس متعلقہ حصے سے اس رنگت کو ختم کرنا چاہیے کہ نہیں؟ اس سلسلے میں سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر اسے زائل کرنا آدمی کے بس میں ہو تو اسے ختم کر دے۔ اگر ڈاکٹر حضرات بھی اسے ختم نہ کر سکتے ہوں تو پھر معذوری ہوگی۔ اللہ کا شکر کرے کہ اس کی استطاعت سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی تو ایسے ہی حکم دیا ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن: ۶۴/ ۱۶)

"تو (مسلمانو!) جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو"

الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں: "جسم کو گوندھوانا چونکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اس لیے اگر بدن میں عیب اور نقص لائے بغیر اس کو دور کرنا ممکن ہو تو اسے ختم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر اسے بلا عیب اور بلا نقص دور کرنا ممکن نہیں، تو ایسی صورت حال میں اسے ختم کرنا لازم نہ ہوگا۔"[2]

❀❀❀

---

[1] دیکھیے: فتاوی المراۃ ص ۱۸۳

[2] دیکھیے: الدعوۃ شمارہ ۱۳۶۰

تنگ اور باریک کپڑے پہننا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

(الاعراف : ۷/ ۲۶)

''آدمیو! ہم نے تم پر کپڑا اتارا جو تمہاری شرمگاہ کو چھپاتا ہے اور بناؤ کا سامان اور پرہیزگاری کا لباس یہ (سب سے) بہتر ہے یہ (لباس کا پیدا کرنا) اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں''

لباس کے حوالے سے باتیں ذرا لمبی ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ دور حاضر میں فتنۂ مال کے بعد سب سے بڑا فتنہ خصوصاً عورتوں کی اکثریت کے حوالے سے وہ لباس کا ہے۔ اسی لیے تو جگہ جگہ سلائی کے مراکز بڑھتے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ملبوسات کی تشہیر کے لیے ''مخصوص وسائل و جرائد'' بھی بدستور بڑھ رہے ہیں۔ جو نئے نئے ڈیزائن ملبوسات کے ایسے فتنہ پرور' تنگ کھلے (اوپن) اور کوتاہ قد وغیرہ منظر عام پر لا رہے ہیں۔ جس سے شر' فساد کی غیر معمولی مہارت کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ اور جب یہی تنگ' باریک اور کھلے ملبوسات بڑا فتنہ اور ضرر کثیر کا باعث بن رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں اطباء اور علماء دونوں کے اقوال بیان کر دوں۔

میڈیکل سائنس کی ریسرچ

ڈاکٹرز حضرات کا کہنا ہے: ''بلاشبہ تنگ لباس تو جسمانی حریت و آزادی کے لیے ایک عذاب ہے۔ مزید جسمانی خلیات اور بافتوں کی صحت کے لیے محض نقصان ہی نقصان

ہے۔ اسی طرح جسمانی اعضاء کے لیے اور خصوصاً اعضائے تناسل کے لیے' دوران خون کی شریانوں' وریدوں اور اعضائے متحرکہ کے لیے مشقت اور تکلیف کا باعث ہے۔ بلکہ بعض عورتیں تو تنگ لباس کے سبب سے بانجھ پن یا غیر طبعی عسرت ولادت کا شکار بھی بن چکی ہیں۔ جس کی وجہ سے چھوٹے آپریشن لازمی ہوتے جا رہے ہیں۔ یا پھر بعض عورتیں رحم کی بربادی کا بھی شکار ہو چکی ہیں۔ اعضاء پر دوران خون کا ٹمپریچر اور دباؤ تنگ لباس کی وجہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ رگوں پر غیر ضروری تنگی ہو جاتی ہے۔ اعضاء متحرکہ پر بھی دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ کیا تو نے کبھی اس حال میں چلنے کی مشق کی ہے کہ تیرے دونوں پاؤں کسی رسی سے بندھے ہوئے ہوں؟ یہ تو عجیب اور مضحکہ خیز کیفیت بنے گی! کسی کی ہنسی مت اڑانا کیونکہ یہ حرکت تو خود کر رہی ہے۔[1]

باقی رہی بات باریک کپڑوں کی تو اطباء حضرات اس کے نقصانات کے پیش نظر ان سے بھی روکتے ہیں۔ ان نقصانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو عورت اپنے جسم کو سورج کی شعاعوں یعنی دھوپ میں زیادہ رکھتی ہے وہ اپنے جسم کی نضارت قدرتی چمک کو کھو بیٹھتی ہے اور اسے بڑھاپا جلد آلیتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک بات ڈاکٹر سمیر زمو کہہ رہے ہیں ۔ کہ یورپ میں جدید سائنسی تحقیقات نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جن عورتوں کو ''جلدی کینسر'' لاحق ہوا ہے۔ ان میں سے اکثریت اپنے وجود کو دھوپ میں رکھا کرتی تھیں۔[2] تاکہ بھورا رنگ بنا سکیں۔ لیکن یہ سفید رنگت والوں میں خاص کر ایسا ہوتا ہے۔

جبکہ ڈاکٹر محمد علی البار جو مرکز الملک فہد کے تحت طبی تحقیقات میں طب اسلامی کے مشیر ہیں۔ اس بات کی توثیق کر رہے ہیں: ''کہ بنفشی شعاعوں کے سامنے اور خاص کر چڑھتے سورج کے سامنے ننگے بدن رہنے والوں کو مختلف طرح کے جلدی کینسر لاحق ہو

---

1 المجلۃ العربیۃ شمارہ: ۱۴۵/ عنوان العلم یحذرک عن الموضۃ مضمون نگار: محمد الحریری

2 دیکھئے: جریدہ ''عکاظ'' شمارہ ۹۹۵۲

رہے ہیں۔''[1]

علماء کے فیصلے

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے عورت کے تنگ اور کھلے ملبوسات زیب تن کرنے سے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ یوں فرمانے لگے: ''ایسا لباس تو اہل دوزخ کا لباس ہے۔ جس طرح کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

دو قسم کے جہنمی لوگ ایسے ہیں جو ابھی میں نے نہیں دیکھے:

① ایک ایسی قوم جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔

② ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود بھی ننگی ہوں گی۔ خود مائل ہونے والیاں اور دوسروں کو مائل کرنے والیاں' ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ اور وہ ایک طرف کو جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوسکیں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو تک پاسکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنی اور اتنی مسافت سے آرہی ہوتی ہے۔''

تو ایسی عورت...... جو اس طرح کا تنگ لباس زیب تن کرتی ہے ......وہ کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہے۔ کیونکہ جب لباس زیب تن ہوگا تو وہ بدن کے حجم و جسامت بلکہ بدن کے جوڑ جوڑ اور انگ انگ کو نمایاں کرے گا۔ اسی طرح جب وہ کھلا ڈھلا ہوگا تو پھر بھی اُوپر اٹھنے کی وجہ سے جسم کے زیریں حصہ کو نمایاں کرے گا۔ اس لیے اس طرح کے لباس زیب تن کرنے ناجائز ہیں......''

ایک دوسرے مقام پر یوں فرماتے ہیں:

''میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ان فیشن والے ملبوسات کے پیچھے نہیں چلنا چاہیے۔ جو ادھر ادھر سے ہمارے پاس آرہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثریت ایسے ملبوسات کی ہے جو عورت کے لیے مکمل پردہ پوش اسلامی لباس سے

[1] دیکھئے: مجلۃ الامۃ الاسلامیۃ شمارہ ۵۶

مطابقت بھی نہیں رکھتے۔ جیسے کہ جسامت سے چھوٹے ملبوسات'' یا بہت ہی تنگ یا انتہائی پتلے اور باریک لباس ہیں۔ انہی میں سے ایک پتلون بھی ہے۔ وہ عورت کی ٹانگوں کے حجم کو واضح دکھاتی ہے۔ بالکل اسی طرح اس کے پیٹ اور اس کی کمر وغیرہ کی جسامت کو نمایاں کرتی ہے۔ اس کی پہننے والی بالکل اس صحیح حدیث جو پیچھے گزر چکی ہے کے تحت آ رہی ہے:

((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ)) [1]

''اہل دوزخ کی دو جماعتیں ہیں۔''

''لہٰذا میری تمام مسلمان عورتوں اور ان کے مردوں کو یہ نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کریں۔ اسلامی با پردہ لباس اپنائیں اور اس جیسے لباس کے پیچھے بھاگ کر اپنے اموال کو ضائع نہ کریں'' [2]

اپنے ذی محرم رشتہ دار مردوں اور عورتوں کے پاس ان جیسے کپڑے پہننے کے اسلامی حکم کے بارے میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''عورتوں اور ذی محرم رشتہ دار مردوں کے معاملے میں عورت کو چاہیے کہ اپنے قابل ستر اعضاء کو چھپا کر رکھے۔ ایسے تنگ لباس نہ تو ذی محرم مردوں کے پاس پہننے جائز ہیں اور نہ ہی عورتوں کے پاس۔ بالخصوص اس وقت کہ جب وہ اتنے زیادہ تنگ ہوں کہ جن سے جسم کے فتنہ خیز اعضاء ظاہر ہو رہے ہوں۔'' [3]

''مستقل فتویٰ کمیٹی'' نے بھی ایک فتویٰ کا جواب یوں دیا ہے:

''عورت کو ایسا تنگ لباس پہننا جو جسم کی حد بندی ظاہر کرے یا وہ فتنے والا ہو نا جائز ہے۔ اور پتلون کے بارے میں بھی غالب ظن یہی ہے کہ وہ اعضائے بدن کو اپنی تنگی کی بنا پر الگ الگ ظاہر کرتی ہے۔ پتلون پہننے کے بارے میں دوسری بات یہ ہے کہ اس سے مردوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی

---

1. صحیح مسلم/ کتاب اللباس والزینة = ۵۵۸۲
2. دیکھئے: مجلة الدعوة شمارہ = ۱۴۷۶
3. دیکھئے: مجلة الشرف شمارہ ۵۷۷

ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔''[1]

حرام ملبوسات میں سے وہ کڑھائی اور بیل بوٹوں والی عبائیں اور گون بھی داخل ہیں جن کے کناروں یا آستینوں پر ریشمی ڈوری وغیرہ لگائی جاتی ہے۔ ان کے بارے میں فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''ان کا زیب تن کرنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ فتنہ کو جنم دیتا ہے۔ اور ان سے اظہارِ زینت اور بے پردگی بھی ہوتی ہے''۔[2]

دورِ حاضر میں لباس کی یہ قسم بڑی عام ہوئی ہے۔ عورتوں نے تو اس کے پہننے میں دوڑیں لگا دی ہیں۔ اللہ ہی کی پناہ!

((فَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ))

''اکثر مردوں کی قلت غیرت پر ہم اللہ تعالیٰ ہی سے شکایت کرتے ہیں''

رہا معاملہ ملبوساتی رسائل و جرائد کا اور ان کے خریدنے کا حکم؟ تو اس بارے میں الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ جن مجلات و رسائل میں صرف تصاویر ہوں ان کا خریدنا حرام ہے۔ کیونکہ تصاویر کو رکھنا ہی حرام ہے۔ جس طرح کہ فرمان رسول الہی ﷺ موجود ہے:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ))

''جس گھر میں فوٹو ہو اس میں فرشتے داخل ہی نہیں ہوتے''

اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوٹے تکیے میں ایک تصویر دیکھی تھی۔ آپؐ کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے گئے۔ اور یہ میگزین، رسالے وغیرہ جو ملبوسات کی نمائش کرتے ہیں۔ ان کو بڑے غور و فکر اور دھیان سے دیکھنا بھی تو ضروری ہے۔ یہ تو نہیں کہ وہ سب لباس اور ڈیزائن جائز ہی ہوں۔ ان میں ایسے بھی تو ہو سکتے ہیں جو قابل ستر حصے کو نمایاں کرنے والے ہوں۔ یا تنگ ہوں یا اسی طرح ان میں دوسرے عیوب ہوں۔ ان میں سے ایسے بھی تو ہو سکتے ہیں جو کفار کے ملبوسات کی دعوت دیتے ہوں اور کفار سے

---

[1] دیکھیے: المسلمون شمارہ ۵۰

[2] دیکھیے: مجلۃ الدعوۃ شمارہ ۱۴۴۹

مشابہت اختیار کرنا رسول اللہ ﷺ کے فرمان گرامی کی وجہ سے حرام ہے۔ فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [1]

''جس نے کسی غیر قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے (شمار) ہوگا''

میں اپنے مسلمان بھائیوں کو عموماً اور مسلمان خواتین کو خصوصاً یہ نصیحت کروں گا کہ وہ ایسے ملبوسات سے بچے ہی رہیں۔ کیونکہ ان میں غیر مسلموں سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ جو قابل ستر حصے کو نمایاں طور پر ظاہر کرتے ہیں پھر ایک بات یہ ہے کہ عورتوں کا ہر نئے جدید لباس کو بڑے غور سے دیکھنا اس بات کو لازم ہوگا کہ یہ حرکت ہماری عادات و حرکات کو...... جن کا سر چشمہ اور منبع ہمارا دین و مذہب ہے...... ایسی عادات و حرکات کی طرف منتقل کر دے گا جو غیر مسلموں سے حاصل شدہ ہوں گی۔ [2]

میں اپنے اس پیراگراف کو اس خبر کے ساتھ ختم کرتا ہوں اور خبر یوں ہے کہ: عالمی جنگِ عظیم دوم کے اختتام پر فرانس کی جرمنی کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد المریشال ''بیتان'' نے اس بات کا اعلان کیا کہ اس بڑے حادثے اور ہولناک واقعے کا راز جو سمجھ میں آ رہا ہے وہ بے حیائی اور عریانی کا عام ہونا ہے۔ اس نے فوراً عورتوں کو اپنے قد و قامت کے ناپ برابر اور آستینوں کو بازووں کی پیمائش کے مطابق بنانے کا قانون نافذ کر دیا۔ تا کہ یہ فتنہ جڑ ہی سے ختم کر دیا جائے۔

---

[1] سنن ابو داؤد ۴۰۳۱ احمد ۲/ ۹۲۵۰

[2] فتاویٰ المراۃ ص۱۷۸

اونچی ایڑی

جدہ شہر کے ایک ہوٹل میں نیا جوڑا (دولہا دلہن) اسٹیج[1] پر بیٹھنے کے لیے جا رہا تھا۔ وہ بڑے پر وقار انداز سے خراماں خراماں جا رہے تھے کہ اچانک دولہا کا قدم دلہن کے گاؤن پر آ گیا۔ دلہن نے اونچی ایڑی والا جوتا پہن رکھا تھا۔ اسی وقت وہ منہ کے بل نیچے گر گئی۔ جس کے نتیجے میں اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی اور اسے فوری طور پر قریبی ہسپتال میں پہنچایا گیا!!!

ڈاکٹرز اور اطباء جدید کی ریسرچ

اونچی ایڑی کے بارے میں ڈاکٹرز حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے دو خطرناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں:

1. پنڈلیوں کے پٹھوں کا سخت ہو جانا۔
2. اور دوسری شیرمان کی بیماری

یہ مرض ریڑھ کی ہڈی میں کئی قسم کے عیوب و نقائص سے عبارت ہے۔ اسی طرح انقلاب الرحم کا مرض اور جسمانی لاغرپن کیونکہ اس (اونچی ایڑی) کے استعمال سے جسمانی آزادئ رفتار مقید ہو جاتی ہے۔ عورت کا مکمل ذہنی اہتمام صرف اسی بات پر ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا قدم کہاں رکھے اور کیسے رکھے؟ اس طرح وہ مسلسل قلق اور دائمی فکر و سوچ ہی میں پڑی رہتی ہے۔ گویا کہ وہ یوں چل رہی ہوتی ہے جیسے کسی ''سرکس'' میں رسی پر چلنے والیاں

---

[1] شادیوں میں اسٹیج بنانا اور دلہا دلہن کو اسٹیج یا کھٹ پر لوگوں کے سامنے بٹھانا مسلمانوں کے اخلاق و کردار میں سے نہیں ہے بے پردگی اور فحاشی کا مظہر ہے۔ یہ تو صرف کافروں سے لیا گیا ہے۔ اور ہمیں کافروں جیسے کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

کوئی تماشہ دکھا رہی ہوں۔ جب کہ یہ بخوبی معلوم ہے کہ چلنا غیر ارادی افعال میں سے ہے اس کے لیے کسی خاص فکر و سوچ کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر محمد امام جو کہ عمل جراحی اور اوعیۃ الدمویۃ (یعنی شریانوں وریدوں اور عروق شعریہ) کے مشیر ہیں۔ فرماتے ہیں:

''اونچی ایڑی والا جوتا'' قدموں کی رگوں کو پھولانے ان میں درد پیدا کرنے' ٹخنوں میں دراڑیں اور چھٹن پیدا کرنے' پنڈلیوں میں سکڑن پیدا کرنے اور پشت میں کئی قسم کے درد پیدا کرنے میں سب سے بڑا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح اس سے ریڑھ کی ہڈی میں کئی طرح کے عیوب و نقائص جنم لیتے ہیں۔ بالآخر جسمانی خوشحالی ختم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ریڑھ کی ہڈی کے مہروں میں دباؤ اور ان میں غیر طبعی جھکاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ایسی عورت جو اپنی خوبصورتی اور خوش نمائی کی خاطر اونچی ایڑی والا جوتا پہنتی ہے۔ وہ تو اس کے استعمال سے اپنی خوبصورتی اور خوش نمائی کو اپنے ہاتھوں ہی سے معیوب بنا رہی اور ختم کر رہی ہوتی ہے۔ جب تک کہ وہ اس سے باز نہ آجائے۔''

''ڈاکٹر محمد'' ایسی خاتون کو جو اکثر اوقات چلتی رہتی ہے یا اسے زیادہ چڑھنا اور اترنا پڑتا ہے۔ اسے نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بغیر ایڑی والے نرم چمڑے والے یا کپڑے والے جوتے استعمال کرے۔[1]

شکاگو کے پروفیسر ''ڈونالڈ ھانز'' اس بات کو پرزور انداز سے بیان کرتا ہے کہ شادی سے پہلے نوجوان لڑکیوں کو اونچی ایڑی والے جوتے بالکل موافق نہیں رہتے۔ کیونکہ ان سے صحت پر ضرر رساں اثرات پڑتے ہیں۔ وہ لڑکیوں کو ایسے جوتوں کے ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔[2]

ڈاکٹر احمد نجیب جو کہ ہڈیوں کے گودے' پٹھوں اور ریڑھ کی ہڈی کے پروفیسر ہیں

---

1. الریاضیہ شمارہ ۹۶۰

2. جریدہ ''المدینہ'' شمارہ ۹۶۱۷

اپنی رائے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"میرا خیال یہ ہے کہ اونچی ایڑی والے جوتے صرف پٹھوں میں سکڑن کھنچاؤ ہی پیدا نہیں کرتے بلکہ پورے نظام جاذبیت کو ہی تباہ کر دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے قد وقامت کے نظامہائے جسمانی کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔[۱]

"پاؤں کے ماہرین" کا کہنا ہے کہ چلنے اور ٹھہرنے کے لحاظ میں پاؤں کے تلوے چونکہ ہموار سطح کے ہوتے ہیں جسمانی دباؤ کو مکمل طور تقسیم کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل قانون ضغط (دباؤ کے قانون) کے عین مطابق ہے۔ لیکن سطح قدم کی قلت (جس طرح اونچی ایڑی والے جوتے میں ہوتا ہے) کی وجہ سے جسمانی دباؤ ایک حصہ پر زیادہ اور دوسرے پر کم ہوتا ہے۔ جس سے قدموں میں تھکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ مزید بعض اوقات قدموں میں المناک قسم کے کیل نما ابھار بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر سخت اذیت ناک درد جو PODALGIA کے نام سے معروف ہے بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پنڈلیوں کے اعصاب میں شدید درد اور قدم کے ایک جانب جھکاؤ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ (لیکن یہ عموماً تنگ جوتا پہننے سے ہوتا ہے)۔ یا پھر پاؤں کی انگلیوں پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ (جس طرح اگلی جانب سے بڑھے ہوئے جوتے میں ہوتا ہے)۔ اگلے حصے قریب اور ایڑیوں کی جانب سے دوری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا قدموں کی انگلیوں میں فربہی یا ان کی کھال کا اتر جانا یا انگلیوں میں پھٹن جیسی بیماریاں بھی جنم لے لیتے ہیں۔[۲]

ڈاکٹر عادل غانم بڑے پرزور الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

"اونچی ایڑی سے جوتے کا سرا زمین سے لگا رہتا ہے۔ جس سے پاؤں کے اگلے حصے انگلیوں پر اور مزید برآں ٹخنوں پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ جس سے رگوں میں دوران خون طبعی رفتار کے مطابق جاری رہنے سے قاصر رہتا ہے۔ اسی طرح پاؤں کے انگوٹھے میں عیب اور مرض پیدا کرنے میں اس اونچی ایڑی کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے"۔

---

۱ مجلۃ "اقرأ" شمارہ ۷۹۸

۲ المجلۃ العربیہ شمارہ ۱۴۵

مزید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

اونچی ایڑی سے پنڈلی کا سامنے کی جانب کا عضلہ مسلسل دباؤ اور سکڑن کا شکار رہتا ہے۔ جس سے عورت چلتے ہوئے جلد تھکن محسوس کرتی ہے۔ اسی طرح ریڑھ کی ہڈی کے مسلسل جھکاؤ کی وجہ سے کمر کے نچلے حصے میں درد کی کیفیت رہنے لگتی ہے۔''[1]

جب کہ جسمانی ورزش اور مشق کروانے والے جمال الانصاری یہ سمجھتے ہیں کہ اونچی ایڑی والے جوتے کمر کو ٹیڑھا کر کے رکھ دیتے ہیں۔ پھر مزید درج ذیل بیماریوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

① کمر کے جھکاؤ کی وجہ سے آگے بڑھے ہوئے میلان کے عوض پیٹ آگے کو بڑھنا اور نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔

② سینے کے عضلات ڈھیلے رہنے کی وجہ سے نیچے کو لٹکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ ڈھیلا پن عورتوں میں قدرے واضح نظر آنے لگتا ہے۔ کیونکہ انہیں پستانوں کے لٹکنے کی مشکل کا بھی سامنا ہوتا ہے۔

③ جسمانی توازن خراب ہو جاتا ہے اور پیڑو کا زیریں حصہ زیادہ متاثر ہونے لگتا ہے۔

④ عقبی اعضاء کا حجم' رانوں اور پنڈلیوں کی فربہی دن بدن بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔[2]

حاملہ عورت پر اس اونچی ایڑی کے نقصانات کو ہمارے سامنے ڈاکٹر حسین القاضی نے خلاصتاً بیان کرتے ہوئے کہا ''عورتوں اور زچگی کے ماہر اطباء حاملہ عورت کو اونچی ایڑی والے جوتے درج ذیل نقصان دہ اثرات کی بنا پر استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں:

---

[1] ''مجتمع السلامۃ'' ۵۲

[2] مجلۃ الدعوۃ شمارہ:۱۲۰۶

- حمل کے ابتدائی مہینوں میں پیڑو کے زیریں مقام کی ہڈیاں اور ریڑھ کی ہڈی کا نچلا حصہ جھکنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جن کے باعث ''مقام رحم'' میں تغیرات اور تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو نوبت حمل گرنے تک پہنچتی ہے۔
- پنڈلیوں اور رانوں کے عضلات میں مسلسل عضلاتی کھنچاؤ رہنے لگتا ہے۔ جس کے باعث رگوں میں ابھار اٹھنے لگتا ہے۔
- دوران وضع حمل یا بعد از ولادت وریدوں میں خون کے لوتھڑے جمنے لگتے ہیں۔
- اونچی ایڑی کی وجہ سے وضع حمل کے دوران کئی اور بھی تغیرات رونما ہونے لگتے ہیں۔ جو بچے کی طبعی اور قدرتی پیدائش پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جس سے ولادت کی تنگی بھی ہو جاتی ہے یا بعض اوقات آپریشن کی نوبت بھی آ پہنچتی ہے۔[1]

اس انوکھی خبر کے ساتھ میں اطباء کے اقوال کو ختم کرتے ہوئے اسے بلا تبصرہ آپ کے سامنے بیان کیے دیتا ہوں۔ خبر کچھ یوں ہے: امریکہ کے بعض علاقوں میں عورت کے لیے قانون نافذ کیا گیا ہے کہ وہ ایک معین حد سے بڑھ کر اونچی ایڑی والا جوتا نہیں پہن سکتی۔ وہاں کے پولیس اہل کاروں کو آریاں فراہم کر دی گئی ہیں۔ تاکہ زائد مقدار کو موقع پر ہی کاٹ دیں۔[2]

اعتراف حقیقت

میں اونچی ایڑی کو پسند کرنے والی تھی۔ بلکہ اسے پہن کو بازاروں اور مختلف تجارتی مراکز میں فخر سے چلنے والی تھی۔ بلکہ اگر کوئی اس معاملے میں مجھے روک ٹوک کرتا تو میں اس سے سخت جھگڑا کرنے والی ہوتی۔ ایک دن یوں ہوا کہ گاڑی سے نیچے اترتے وقت ایڑی کا ایک حصہ الگ ہو گیا۔ میں لڑھکنے لگی اور بھرے بازار میں مردوں اور عورتوں کے سامنے زمین پر گر گئی۔ اس وقت سے مجھے اونچی ایڑی ناپسند لگنے لگی ہے۔ میں نے اس کی

[1] مجتمع السلامۃ شمارہ ۵۲

[2] جریدہ ''المدینۃ'' شمارہ ۱۱۷۷۷

اصلیت اور اس کے خطرات کو جان لیا ہے۔ اس کا استعمال صرف اور صرف اپنے آپ پر ظلم اور مغربی خواتین کی نقالی ہے۔

علماء کے فیصلے

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین ؒ فرماتے ہیں: ''اونچے جوتے جب عام حالت سے بڑھے ہوئے ہوں تو ان کا استعمال نا جائز ہے۔ مزید برآں جب وہ جوتے عورت کو نمایاں کریں اور لوگوں کی نظریں اس کی جانب اٹھنے لگیں تو قطعی ناجائز ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۝ ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۳۳)

''اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''

تو ہر ایسا عمل جس کے سبب عورت باقی عورتوں کے درمیان نمایاں' ظاہر اور ممتاز ہو' اظہار حسن اور نمائش زینت کے اعتبار سے' تو ایسا کرنا حرام ہوگا اور اسے اس فعل کو اختیار کرنا جائز نہیں ہوگا''[1]

اونچی ایڑی کے استعمال کرنے کے حکم سے متعلق مملکت سعودیہ کی ''مستقل فتوی کمیٹی'' کے رو برو ایک سوال آیا تو انہوں نے جواباً فتویٰ صادر کیا کہ:

''اونچی ایڑی والا جوتا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے عورت کے گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور انسان کو شرعاً حکم ہے کہ خطرات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے۔ علاوہ ازیں ایسا جوتا عورت کے قد و قامت اور اس کے سرینوں کو اپنی اصلی حالت سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے۔ اس میں دھوکہ دہی کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے۔ اس میں ایسی زینت کا اظہار بھی ہوتا ہے جس کے اظہار سے ایک مؤمنہ عورت کو منع کیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ

---

[1] فتاویٰ المراۃ ص ۴۴۳

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ ۝﴾

(النور: ۲۴/۳۱)

''وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے شوہر' باپ' شوہروں کے باپ' اپنے بیٹے' شوہروں کے بیٹے' بھائی' بھائیوں کے بیٹے' بہنوں کے بیٹے' اپنے میل جول کی عورتوں' اپنے لونڈی غلام' ان زیر دست مردوں سے جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے سامنے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں''[1]

جب کہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایسے جوتوں کی حکمیہ حالتوں میں سے کم از کم یہ ہے کہ وہ (شریعت میں) انتہائی ناپسندیدہ اور سخت مکروہ ہیں۔ کیونکہ ان میں اولاً: خلافِ حقیقت کا اظہار ہے۔ وہ اس طرح کہ عورت لمبی اور دراز قامت نظر آتی ہے۔ حالانکہ وہ ایسی نہیں ہوتی۔ ثانیاً: اس میں عورت کے گرنے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے۔ ثالثاً: حفظانِ صحت کے حوالے سے یہ نقصان دہ ہے جس طرح کہ اطباء نے اس کا اظہار کیا ہے۔[2]

---

[1] مجلۃ البحوث الاسلامیہ: ۹/۶۴

[2] فتاویٰ المراۃ ص ۱۶۸

بے حجابی اور بے پردگی

حجاب عورت کے بالوں کو کئی طرح کے نقصانات سے محفوظ اور فضائی تغیرات سے بچائے رکھتا ہے۔ جامعۃ الازھر میں شعبہ جلدی امراض کی پروفیسر ڈاکٹر نجوئی حسن عبدالعال نے فلیڈ میں نکل کر بے پردہ اور باپردہ دونوں طرح کی خواتین سے ملاقاتوں کے بعد یوں رپورٹ پیش کی: ''بعد از تحقیق یہ بات سامنے آئی ہے کہ سر کے بالوں کو چھپا کر رکھنے والیوں کے سر کے بال' ننگے سر پھرنے والیوں کے نسبت اعلیٰ معیار کے تھے۔[1]

ایک خاتونِ جنت کا سبق آموز واقعہ

وہ ایک انتہائی سیاہ فام خاتون تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ! ﷺ' مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعاء فرمائیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّعَافِيَكِ))[2]

''اگر تو پسند کرے تو صبر کیے رہ۔ تیرے لیے جنت ہوگی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعاء کیے دیتا ہوں۔ وہ تجھے تندرستی عطاء فرما دے گا''

وہ بولی: میں صبر کا دامن تھام کر رکھوں گی۔ لیکن آپ اللہ تعالیٰ سے اتنی دعاء ضرور فرما دیں کہ (جب مجھے بیماری کا دورہ پڑے تو) میں بے پردہ نہ ہوا کروں...... تو نبی اکرم

---

1. الدعوہ ۱۴۳۷
2. متفق علیہ صحیح مسلم/ کتاب البر والصلۃ حدیث ۶۵۶۱

ﷺ نے اس کے لیے دعاء فرما دی کہ وہ بے پردہ نہ ہوا کرے۔

اللہ اکبر...... ایک انتہائی سیاہ فام خاتون' جو بلا ارادہ اور بغیر اختیار کے ہی بے پردہ ہو جایا کرتی اور وہ قابل عذر بھی تھی۔ نبی اکرم ﷺ سے بے پردہ نہ ہونے کے لیے دعائے خیر کا تقاضا اور مطالبہ کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اس خاتون کا کیا بنے گا جو آج ارادۃً اور قصداً بے پردہ رہتی ہے؟ اپنے آپ کو مردوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ حالانکہ وہ خوبصورت اور سفید فام ہے؟ اے اسلام کی بیٹی!...... کیا تو جنت والوں میں سے ہونا پسند نہیں کرتی؟

تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۝﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۳۳)

''اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''

امام مجاہد فرماتے ہیں:

''عورت گھر سے باہر نکلتی اور مردوں کے درمیان چلا پھرا کرتی یہی زمانہ جاہلیت کی سج دھج تھی''

چند لمحات ایک حساس شاعر کے ساتھ

شاعر کہتا ہے ؎

هَذِي الْعُيُونُ وَذٰلِكَ الْقَدُّ
وَالشِّيحُ وَالرَّيْحَانُ وَالنَّدُّ

''تیز نظروں سے دیکھنے والے نے نامعقول بات کہی ہے۔ کہتا ہے کہ وہ کتنا مناسب قد ہے' کیسا بہترین پودا ہے' کتنا خوشبو دار درخت ہے' لگتا ہے وہ تو ''اگر کا درخت'' ہے''

هَذِي الْمَفَاتِنُ فِي تَنَاسُقِهَا
ذِكْرَى تَلُوحُ وَعِبْرَةٌ تَبْدُو

''فریفتہ ہونے والے عاشقوں نے اس کے اعضاء جسمانی کی یکسانیت اور موزونیت کے بارے میں کیسی ہرزہ سرائی کی ہے۔ کوئی کہتا ہے (جب وہ سامنے آتے ہوئے دکھائی دیتی ہے) وہ تو ایک روشن یاداشت ہے (اور جب وہ جانے لگتی ہے) وہ تو ایک عبرت والا سبق ہے جو روشنی دے رہا ہو۔

سُبْحَانَ مَنْ أَعْطٰی أَرَی جَسَدًا
اِغْرَاوُہٗ لِلنَّفْسِ یَحْتَدُّ

''کتنی مقدس ہے وہ ذات جس نے اسے یہ جسمانی نعمتیں عطاء کی ہیں۔ میں اس کے جسم کو یوں خیال کرتا ہوں کہ اس کی معمولی سی آمادگی دل کی دھڑکن کو تیز کر دیتی ہے''

عَیْنَانِ مَا رَنَتَا اِلٰی رَجُلٍ
اِلَّا رَأَیْتَ قُوَاہُ تَنْهَدُّ

''جب بھی اس کی دونوں آنکھیں کسی آدمی کی طرف ٹکٹکی باندھ کے دیکھتی ہیں تو تم مشاہدہ کرو گے کہ اس کے اعضائے جسمانی خوف زدہ ہو رہے ہیں۔''

مِنْ أَیْنَ أَنْتِ أَأَنْجَبَتْكِ رُبًا
خُضْرٌ فَأَنْتِ الزَّهْرُ وَالْوَرْدُ؟

''تو کہاں کی رہنے والی ہے؟ کیا تجھے سبزے اور شادابی نے زائد حسن عطاء کر دیا ہے یا تو کوئی کلی یا گلاب کا پھول بن گئی ہے؟''

مِنْ أَیْنَ أَنْتِ فَإِنَّ بِیْ شَغَفًا
وَإِلَیْكِ نَفْسِیْ لَهْفَةً تَعْدُوْ

''تو کہاں کی رہنے والی ہے' مجھے تجھ سے مانوسیت سی ہو گئی ہے۔ بڑی حسرت اور بڑے اشتیاق سے میرا دل تیری طرف بڑھتا جا رہا ہے۔''

قَالَتْ وَفِیْ أَجْفَانِهَا كَحَلٌ
یُغْرِیْ وَفِیْ كَلِمَاتِهَا جِدٌّ

''اس نے یوں کہا اور اس کی آنکھوں میں سرمہ رغبت پیدا کر رہا تھا اور اس کے الفاظ و میں واقعیت اور سنجیدگی نمایاں تھی''

عَرَبِيَّةٌ حُرِّيَتِى جَعَلت
مِنِّى فَتَاةٌ مَالَهَا نِدٌّ

''میں عربی النسل ہوں' میری شرافت و نجابت نے مجھے ایسی دوشیزہ بنا دیا ہے جس کی کوئی نظیر و مثیل ہی نہیں''

أَغْشٰى بِقَاعَ الْاَرْضِ مَا سَنَحَتُ
لِىُ فُرْصَةٌ بِالنَّفْسِ اَعتَدُّ

''زمین کے جس کونے میں' جانا چاہوں اگر مجھے اپنی ضرورت ہو چلی جاتی ہوں۔ وہاں پہنچنے کے لیے میرا دل تیار ہوتا ہے''

عَرَبِيَّةٌ فَسَأَلْتُ مُسْلِمَةٌ؟
قَالَتْ نَعَمْ وَلِخَالِقِى الْحَمْدُ

''میں نے دریافت کیا' عربی النسل تو ہے کیا تو مسلمان بھی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں بالکل! اللہ خالق و مالک کا شکر ہے''

فَسَأَلْتُهَا وَالنَّفْسُ حَائِرَةٌ
وَالنَّارُ فِىُ قَلْبِىُ لَهَا وَقْدٌ

''میں نے اس سے پھر پوچھا جب کہ میرا دل تردد میں حیران ہو رہا تھا اور میرے دل میں اس کی حالت کی وجہ سے (غیرت کی) آگ بھڑک رہی تھی''

مِنْ أَيْنَ هٰذَا الزِّىُّ؟ مَا عَرَفَتْ
أَرْضُ الْحِجَازِ وَلَا رَأَتْ نَجْدٌ

''تیرا یہ لباس کہاں سے آیا ہے؟ ارض حجاز تو اسے جانتی پہچانتی نہیں ہے اور نہ ہی ارض نجد اس سے مانوس ہے''

هٰذَا التَّبَذُّلُ يَا مُحَدِّثَتِى
سَهْمٌ مِّنَ الْاِلْحَادِ مُرْتَدٌّ

''اے دین میں نئی ایجادیں کرنے والی! یہ فضول خرچی اور اسراف کیسا؟ یہ تو بے دینی اور کفر والی کے کام ہیں۔ کیا تو اسے زیب تن کیے رہے گی۔؟''

فَتَنَمَّرَتْ ثُمَّ انْثَنَتْ صَلِقًا
وَلِسَانُهَا لِسَبَابِهَا عَبْدٌ

''پھر وہ غصے اور بد مزاجی میں آئی' اور زور زور سے بولنے لگی۔ یوں لگتا تھا جیسے گالیاں دینے کے لیے اس کی زبان ایک غلام بن گئی ہے''

قَالَتْ أَنَا بِالنَّفْسِ وَاثِقَةٌ
حُرِّيَّتِي دُوْنَ الْهَوٰى سَدٌّ

''کہنے لگی: میں دلی طور پر پر اعتماد ہوں۔ کیا میری آزادی اور میری شرافت میرے میلان طبع اور میری محبت کے درمیان رکاوٹ بن جائے؟''

فَأَجَبْتُهَا وَالْحُزْنُ يَعْصِفُ بِيْ
أَخْشٰى بِأَنْ يَّتَنَاثَرَ الْعِقْدُ

''میں نے اسے جواب دیا اور میرا حزن و ملال بڑھتا جا رہا تھا۔ مجھے یہ بھی اندیشہ تھا: کہیں اس کا موتیوں والا ہار بکھرنے نہ لگے'' (کیونکہ وہ غصے سے رگیں پھلائے ہوئے تھی)

ضِدَّانِ يَا أُخْتَاهُ مَا اجْتَمَعَا
دِيْنُ الْهُدٰى وَالْفِسْقُ وَالصَّدُّ

''میری بہن! دو متضاد چیزیں ایک جگہ کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک دین ہدایت اور دوسری چیز فسق و فجور اور حق پر عمل کرنے سے پیچھے پیچھے رہنا''

وَاللّٰهِ مَا أَزْرِيْ بِأُمَّتِنَا
اِلَّا ازْدِوَاجٌ مَا لَهٗ حَدٌّ

''قسم ہے اللہ ذوالجلال کی! میں اپنی امت (اسلامیہ) کی صرف اسی شکل و صورت میں مدد کر سکتا ہوں کہ اس کا ہم شکل بن کر رہوں۔ جس دین اسلام کی اپنی حدود ہیں''

سرجری برائے افزائشِ حسن

تقریباً چودہ سال کی ایک نوجوان لڑکی نے اپنے والدین سے اصرار کیا کہ اسے وہ اپنے بڑے اور لمبے کانوں کو موزوں بنانے کے لیے سرجری برائے حصول حسن و جمال کی اجازت دے دیں۔

سرجری کے دوران اس لڑکی کے پھیپھڑے کام کرنے سے رک گئے۔ اس کے دماغ میں خرابی اور بگاڑ پیدا ہو گیا۔ جس کا دوران سرجری علاج ناممکن تھا۔ اس کے پھیپھڑوں کو حرکت میں لانے کے لیے کوششیں کرنے کے باوجود کوئی بھی کاوش کارگر نہ ہوئی۔ تمام کاوشیں بے کار گئیں۔ اور لڑکی نے اسی آپریشن تھیٹر کی چارپائی پر اپنے آخری سانس پورے کر دیے۔ یہ سزا ہے اس آدمی کی جو اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنے کے بارے میں سوچتا ہے۔[1]

میڈیکل سائنس

ڈاکٹر شریف بن مصطفیٰ عبداللہ اس بات کو زور دار الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ''مراکز افزائش حسن'' میں یا بعض جلدی امراض کی میڈیکل ڈسپنسریوں میں جو سرجری کے کام کیے جاتے ہیں۔ ان سے مریض کو چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر اوقات ان کے نقصانات ہی سامنے آتے ہیں...... لیکن ان کا اس عمل سے مقصد وحید اپنی پناہ گاہوں میں بیٹھ کر لوٹ کھسوٹ جاری رکھنا ہوتا ہے۔

پھر انہوں نے ان سرجری والے کاموں اعمال کا مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ کہ ان

---

[1] جریدہ ''الریاض'' شمارہ ۱۱۷۹۷

میں انسانی جلد کو خوبصورت اور' چہرے کو حسن و جمال کا پیکر بنانے کے لیے میک اپ کے کچھ سامان کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مزید کہ جوانی کے گرمی دانے ختم کرنے' چہرے کی جلد صاف بنانے' یا چہرے سے چھوٹے چھوٹے داغ دھبے ختم کرنے' یا ناخنوں کو سنوارنے...... کے لیے یہ عملیات بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ پھر انہوں نے چہرے اور جلد پر اس عمل جراحی کی ضرر رسانی اور نقصان کے اعمال کے نتیجے میں ندامت و پشیمانی کو بیان کیا ہے۔[1]

علماء کے فیصلے

فضیلۃ الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''افزائش حسن کی دو قسمیں ہیں:

① ایک یہ ہے کہ: کسی حادثے یا بیماری کی وجہ سے جسم میں لگ جانے والے کسی عیب کو دور کرنے کی خاطر خوبصورتی اختیار کرنا' تو اس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی کو جس کی ناک دوران جنگ کٹ گئی تھی۔ سونے کی ناک لگوانے کی اجازت عطاء فرمائی تھی۔

② جب کہ دوسری قسم میں اپنے حسن کو بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔ یہ کسی جسمانی عیب کو زائل اور ختم کرنے کے لیے نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں مزید اضافے کی نیت سے ہوتا ہے' تو یہ حرام ہے۔ کسی صورت میں جائز نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی' جسم میں گوندھنے والی اور گوندھوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ کیونکہ ان مذکورہ کاموں میں حسن و جمال کو بڑھانے اور مکمل کرنے کی سعی و جدوجہد ہوتی ہے۔ کسی عیب کو دور کرنے کی نیت نہیں ہوتی......''[2]

❀❀❀

---

[1] مجلۃ ''الیمامہ'' شمارہ ۱۴۳۴

[2] فتاوی المراۃ ص: ۴۱۵

بے پردگی اور فیشن کے عام ذہنی نقصانات

جو عورت فیشن اختیار کرتی ہے وہ ہمیشہ اسی بات میں کوشاں رہتی ہے کہ وہ دوسری خواتین کی نسبت اپنے آپ کو نمایاں کرے تاکہ دوسرے لوگ اسے پسند کریں اور وہ ان

کی نظروں اور تعریفوں کا محور و مرکز بنی رہے۔ وہ ہر موقع کی مناسبت سے اپنے آپ کو جوان دیکھتی ہے۔ وہ بے شمار دولت اور اپنا لمبا وقت اسی مقصد کی خاطر صرف کر دیتی ہے۔ اگر وہ دوسری خواتین پر فائق رہتی ہے اور دوسروں کی نظر التفات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتی ہے اور فخر و غرور سے کام لیتی ہے۔ اگر کوئی دوسری خاتون اس سے آگے بڑھ جائے اور لوگوں کی نگاہیں اس سے پھر جائیں تو اس کا سینہ غیظ و غضب سے بھر جاتا ہے۔ اس کو رنج و غم کی ایسی کیفیت لاحق ہوتی ہے جسے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

اسی طرح فیشن کی دلدادہ خاتون کو تم دو حالتوں سے باہر نہیں پاؤ گی۔ یا تو تکبر اور فخر و غرور کی حالت میں یا پھر بغض اور کینہ وحسد کی حالت میں۔ ان دونوں حالتوں میں جو زبردست نقصان ہو رہا ہے وہ مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔ ان جیسی ایک خاتون نے کہ جب اسے اللہ تعالیٰ نے راہ راست پر گامزن فرما دیا۔ مجھے بتایا ہے کہ: توبہ کرنے سے قبل وہ اپنی ایک عزیزہ کی شادی میں شامل ہوئی۔ اس نے اپنے لباس اور وضع قطع کے ساتھ اکثر خواتین کی حد سے زیادہ تعریفیں حاصل کر لیں۔ اس کے بقول ان باتوں سے میرا تکبر و غرور اور بھی بڑھتا گیا۔ مجھے اس بات پر حسرت اور دکھ ہونے لگا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگی کہ کیوں نہ میں اس سے بہتر لباس اور اعلیٰ پوشاک زیب تن کر کے آتی اور اس

سے زیادہ اپنی خوشامد لوگوں سے خوشامد سن لیتی۔ کم و بیش ایک سال تک مجھے اسی بات پر افسوس اور حسرت دامن گیر رہی......![1]

ایک علمی کانفرس میں کہ جس کا اہتمام کچھ "ماہرین نفسیات" نے مل کر کیا تھا' اس امر کی توثیق کی گئی کہ قد سے چھوٹا' باس پہننا بالکل خوف اور بے چینی کے ہم پلہ ہے انہوں نے اس عورت کے بارے میں جو ایسا لباس پہنتی ہے یوں اظہار خیال کیا کہ ایسی خاتون مستقل مزاج اور پائیدار سوچ کی حامل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے ذہنی خیالات اور فکری رجحانات کسی بھی صورت پختہ نہیں ہوتے...... دوسری تحقیقات بھی اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ "چھوٹے کپڑے" پہننے والے کو اسے بچہ بنے رہنے اور اس کی عقلی سطح کو ظاہر کرتے ہیں۔[2]

مغربی لندن کے رہنے والے ڈاکٹر "نیقولاس باریک" کہتے ہیں:

"برطانوی مرد ایسی عورتوں سے خائف رہتے ہیں جو افزائش حسن کی دلدادہ ہوتی ہیں۔"

مزید یہ بھی کہتے ہیں کہ: عورت سرشام کوئی آدھ گھنٹے کے لیے غائب رہنے کے بعد جب واپس پلٹتی ہے تو اس نے اپنے چہرے کو رنگوں کے پیچھے چھپایا ہوا ہوتا ہے۔ تو جب عورت اس حد تک اپنے چہرے کو نمایاں کرنے میں بے چینی اور پریشانی کا شکار رہتی ہے تو جانیے کہ اس کیفیت سے اس کی ذہنی اور اعصابی بیماریوں کی ابتداء ہوتی ہے۔ جب کہ دوسری خواتین جو میک اپ کی چیزیں استعمال نہیں کرتیں وہ ذہنی طور پر مطمئن اور پراعتماد رہتی ہیں۔"[3]

میک اپ کی عادی عورت کا دن میں ایک وافر حصہ میک اپ کے جھنجھٹ میں گزر

---

[1] دیکھئے: میری کتاب "العائدون الی اللہ" جلد دوم زیر عنوان: توبۃ فتاۃ من عالم الازیاء الی عالم الکتب

[2] الزہراء فاطمہ بنت عبداللہ کی کتاب "الموضۃ" دیکھئے ص: ۸۰ اپنے موضوع کی یہ نہایت شاندار کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

[3] جریدہ "الریاض" شمارہ ۸۶۲۷

جاتا ہے۔ وہ اپنا اصل چہرہ ظاہر کرنے سے ڈرتی ہے اور ہر وقت میک اپ میں رہتی ہے تاکہ کوئی اصلی صورت حال سے آگاہ ہو کر اس سے بیزاری کے ساتھ دور نہ ہو جائے۔

مادی نقصانات

اس فیشن اور میک اپ والے سامان کے مادی نقصانات اس قدر ہیں کہ یوں لگتا ہے جیسے کوئی انہیں سچ نہیں مانے گا۔ ماہرین کے ایک عام اندازے اور اعداد وشمار کے مطابق عورتیں اپنے ''افزائش حسن'' کے سامان کی خریداری پر سالانہ اربوں ڈالر خرچ کر رہی ہیں۔ جب کہ اس ملک (عرب) میں صرف سامان میک اپ اور عطریات کی در آمدات پر تقریباً ایک سال کے دوران اسی کروڑ ریال کی خطیر رقم خرچ ہو رہی ہے۔ یہ ریاض میں واقع ''محکمہ شماریات'' کے اعداد وشمار کی رپورٹ کے مطابق ہے۔[1]

ایک خاتون کہتی ہے: ''عام طور پر ہر ماہ کے اختتام پر تنخواہ وصول کر کے (جو کہ چھ ہزار ریال ہیں) میں بازار جاتی ہوں اور ہر چیز خواہ کپڑے ہوں...... یا خوشبوئیں...... یا شیمپو وغیرہ...... یا سامانِ میک اپ...... جو بازار میں نیا آیا ہو خریدتی ہوں اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ میں صرف تھوڑا سا سامان ہی خریدتی ہوں اس کے باوجود میری تنخواہ کا بیشتر حصہ یوں ہی ختم ہو جاتا ہے' اشیاء کے بھاؤ میں گرانی اور تاجروں' دکانداروں کے کھیل اور تفریح کا ماحصل یہی ہے۔ بعض خواتین ایسی بھی ہیں جو یہ بھی جانتی ہیں کہ وہ خود برسر روز گار ہیں لیکن پھر بھی وہ ان مقاصد کے لیے اپنے خاوندوں سے ادھار لیتی ہیں۔ جب کہ ان کی اپنی تنخواہیں اچھی خاصی ہوتی ہیں۔[2]

مغربی خواتین میک اپ کو چھوڑ رہی ہیں

''میک اپ کے بغیر چہرہ کتنا حسین لگتا ہے'' عنوان ھذا کے تحت ایک مقامی رسالے نے مضمون شائع کرتے ہوئے یوں لکھا:

---

[1] دیکھئے: جریدہ ''الریاض'' شمارہ ۴۷۲۸

[2] مجلۃ ''الشرق'' شمارہ: ۲۰۳

افزائش حسن کے سامان کی خریداری کے سلسلے میں اعداد وشمار یہ اشارہ دے رہے ہیں کہ برطانیہ میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران اس کی شرح ۸.۵٪ تک گر چکی ہے۔ لگتا ہے کہ نوجوان خواتین نے میک اپ کے سامان کو ترک کرنے میں بڑی ہمت دکھائی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مائیں اپنی بالغ نوجوان بچیوں کو میک اپ کی ان اشیاء کے استعمال سے منع کرتیں لیکن اس کے برعکس ان کی نوجوان لڑکیاں ہی ہیں جو اپنی ماؤں سے اس کثرت سے ایسے رنگوں کو استعمال نہ کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں' واقعات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ مرد حضرات ایسی عورتوں کے معاملے میں اپنی مشغولیات میں راحت کا سانس لینے لگے ہیں جو سامان میک اپ کو چھوڑتی اور مصنوعی رنگوں کے پردوں کو اتارتی جا رہی ہیں کہ جنہوں نے ان کے حقیقی چہروں پر پردے ڈال رکھے تھے۔[1]

یہ ہے وہ نقطہ کہ جہاں اہل مغرب کی عقلیں اپنے نفع ونقصان کو سوچتے اور دیکھنے کے بعد پہنچ چکی ہیں۔ باعثِ صد افسوس بات یہ ہے کہ بعض مسلمان یا اسلام سے نسبت رکھنے والے لوگ اس معاملے پر سوچنے میں بہت پیچھے ہیں اور اندھی تقلید کی طرف بڑھنے میں پہل کرنے والے ہیں۔ اسی طرح کھوکھلے مناظر کو دیکھنے اور گمراہ کن دعووں کو سن کر دھوکہ کھانے میں پیش پیش ہیں۔ شاید ان حالات کے اسباب میں سے یہ اہم بات بھی ہو کہ ''انحطاط کی مخلوط گرہ'' نے اکثریت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ان کے دلوں اور عقلوں پر غلبہ پایا ہوا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نظر آ رہا ہے کہ ایسے لوگوں کو مغرب کی آنکھ کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ اور اسی ذریعے سے وہ ہمارے سامنے اپنے مسموم افکار اور اپنی مذموم عادات ایک خوشنما سونے کی پلیٹ میں رکھ کر پیش کرتے رہتے ہیں۔

وائے حسرت! مسلمان اپنی عقلوں کو کب استعمال میں لائیں گے؟ اپنے دین کو کب مستحکم بنائیں گے؟ اپنے دشمن سے کب بے نیاز ہوں گے؟ جو ان کے لیے ماسوائے ذلت آمیز پسماندگی اور بیزاری والی متابعت کے سوا کچھ بھی نہیں چاہتے۔

---

[1] جریدہ ''الریاض'' شمارہ ۸۶۴۷

باب : ۴

عورت' اشتہارات اور اعلانات

زمانہ حاضر کے آخری دنوں میں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے تجارتی اور کاروباری اعلانات بکثرت ہو چکے ہیں' جو عورت کو اسباب زینب و جمال زیادہ سے زیادہ اپنانے اور اختیار کرنے کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ بلکہ یہ اعلانات تو ہر جگہ پر عورت کے تعاقب میں ہیں اور ایسے مختلف متنوع طریقوں اور اسلوبوں سے جو چالاکی' عیاری' جاذبیت اور دھوکہ دہی میں نہایت درجے بڑھے ہوتے ہیں۔ اور خصوصاً عورتوں کے مخصوص میگزینوں کے ذریعے سے خواہ وہ رسائل و میگزین خود آنے والے ہیں یا منگوائے جانے والے ہیں۔ ان اعلانات کی حقیقت اور ان کی صداقت کی غایت کو بیان کرنے سے قبل میں یہ چاہتا ہوں کہ ان "عورتوں کے میگزینوں" کی حقیقت کو آپ کے سامنے بیان کروں جن کا یہ دعویٰ اور خیال ہے کہ وہ عورتوں کے معاملات اور مسائل کا خیال رکھتے ہیں اور میں ہرگز یہ باتیں اپنے پاس سے نہیں کروں گا بلکہ میں یہ ساری گفتگو انہی حضرات پر چھوڑ رہا ہوں جو ان باتوں کے دعوے دار ہیں' تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ خود کیا کر رہے ہیں۔

ان میں سے ایک جو ان میگزینوں کے ایڈیٹروں میں سے ایک ہے اور جو مختلف زبانوں میں عورتوں کے سات رسائل سے زائد کا مالک ہے۔ کہتا ہے "اپنے راس المال سے مستفید ہونے کے بارے میں...... اگر تیرے پاس کچھ مال ہے تو زیادہ فکر مند ہونے

کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے' عورت کے ہاتھوں میں موجود رقم بٹورنے کا اس سے آسان ذریعہ ہی اور کوئی نہیں ہے۔''

پھر وہ اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ اسے ''عورتوں کے رسائل'' جاری کرنے کا خیال تب آیا تھا جب وہ ایک ''فٹ پاتھ'' پر اخبارات ورسائل بیچا کرتا تھا۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ فروخت ہونے والے اخبارات ورسائل میں اکثریت ''کھیلوں اور عورتوں کے رسائل'' کی ہے۔ اس نے کھیلوں کے خیال کو ذہن سے صرف اس لیے نکال دیا کہ اس کے واقعات اور مقابلہ جات قدرے محدود ہوتے ہیں اور وہ ان موٹی عقلوں کی طرف متوجہ ہوا تاکہ وہ ان کی بقول خود خوب ہنسی اڑا سکے۔

پھر وہ کہتا ہے: ''میں نے تھوڑی سی رقم قرض لی جو میرے خیال کو عملی جامہ پہنانے میں میری مدد کر سکے۔ ''عورتوں کے رسائل و میگزین'' جاری کرنے کے لیے نئے افکار وخیالات یا کسی زبردست اہتمام کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی اتنی خطیر رقم کی ہی حاجت ہوتی ہے کہ کسی انوکھے' خوبصورت اور نرالے اسلوب کو ایجاد کرنے کے لیے خرچ کرنی پڑے اور جس سے کوئی نئی شکل اور متلون مزاجی پیدا ہو' اور نہ ہی یہ مضمون ہی کوئی نیا ہے' یہی وہ باتیں ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کا میں نے سوچا تھا اور یقیناً میں تو کامیاب بھی ہو گیا ہوں۔''[1]

''عورتوں کے میگزینوں'' کی اکثریت کی یہی حقیقت ہے۔ ان میں سے ایک میگزین کے ایڈیٹر کے اعتراف کے مطابق' ان تجارتی اور کاروباری اعلانات کی کیا حقیقت ہوگی؟

تجارتی اعلانات تو مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو معقول' مقبول اور مبالغہ سے مبرا ہوتے ہیں لیکن اکثریت کی حالت ایسی نہیں ہے۔ بطور مثال بالوں کو خوبصورت

---

[1] اگرچہ اس نے عورتوں کی اکثریت پر جھوٹ باندھا اور ان کی عقلوں کے ساتھ ٹھٹھہ کیا ہے مگر یہ شخص اپنی اس بات میں کتنا سچا ہے؟ دیکھئے: جریدہ ''البلاد'' شمارہ ۹۸۵۰

بنانے والے اسباب کے متعلق اعلانات جیسے کہ شیمپو، بلسم، وغیرہ...... کیا یہ اعلانات صحیح ہیں یا صرف جھوٹے اور کھوکھلے دعوے ہی ہیں؟ اس کے جواب میں ایک سپیشلسٹ کے الفاظ میں یوں دیتا ہوں۔ وہ ہیں "جامعۃ الملک عبدالعزیز جدہ کے شعبہ کلیۃ الطلب میں اعلیٰ سٹیڈیز اور تحقیقات کے نگران ڈاکٹر یسمرزمو اور جدہ میں "السلامۃ ہسپتال" میں جلد اور اعضائے تناسل کے امراض کے مشیر۔ وہ بیان کرتے ہیں "افسوس! صد افسوس! یہ اعلانات نہایت جھوٹے ہوتے ہیں، سب اسی بات کے دعوے دار ہیں کہ شیمپو بالوں کو غذائیت فراہم کرتا انہیں بڑھاتا اور انہیں گرنے سے روکتا ہے...... یہ باتیں درست نہیں ہیں کیونکہ بال تو پروٹین سے بنے ہوتے ہیں جو کہ بے جان ہوتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے اگر آپ بالوں کا ایک گچھا ایک سال تک بھی کسی ڈبے میں محفوظ کر کے رکھ لیں پھر انہیں دیکھیں تو آپ انہیں اسی حالت میں دیکھیں گے ان میں کوئی بھی تبدیلی رونما نہیں ہوئی ہوگی۔"

مزید یہ کہتے ہیں کہ "بعض کمپنیوں کا اس بات پر اصرار کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ان کی تیاری میں انڈے یا شہد یا املی وغیرہ بھی ملائے جاتے ہیں تاکہ شیمپو کی صلاحیت و فعالیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے، یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ شیمپو بھی بالوں کے لیے دوسرے ان صابنوں کی طرح ہی ہے جن میں لیموں وغیرہ شامل کر لیا جاتا ہے۔

پھر یوں بیان کرتے ہیں:

"ہم یہ کیسے خیال کر لیں کہ شیمپو بالوں کی جڑوں تک رسائی پا لیتا ہے جب کہ یہ شیمپو بجائے فائدے کے بالوں کی بڑھوتری اور نشوونما کے سلسلے میں جاندار غدودوں کی جھلی پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اور ادھر تو لوگوں کی یہ حالت ہے تمام سر کو (جلد اور بالوں سمیت) شیمپو اور تیل سے بھر دیا جاتا ہے۔"

باقی رہی بات شیمپو میں موجود اور شامل اجزاء ترکیبی کی تو ڈاکٹر یسمر ہی کہتے ہیں:

"شیمپو کے اجزائے ترکیبی میں ۹۰٪ پانی شامل ہوتا ہے۔ اس کے بعد صابن کی مقدار ہے جو چکنائیوں کو توڑنے، ختم کرنے اور شیمپو کو پانی میں حل کرنے کا

ایک مادہ ہے اور یہ مادہ امونیم ہی ہے جو مختلف طرح کی سلفائڈز کو دور کرتا ہے۔ اس طرح بعض تیار کنندگان زیادہ جھاگ پیدا کرنے والے مواد بھی شامل کر دیتے ہیں جن میں سے بعض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ معیاری ہونے کی دلیل ہے اور بعض اسے ذرا گاڑھا قوام بنانے کے لیے کچھ اور مواد بھی ڈال دیتے ہیں تا کہ یہ پانی کی مانند نہ رہے......"[1]

ان حقائق کے باوجود ہم عورتوں کی اکثریت کو اس حالت میں پاتے ہیں کہ اشیاء کے خریدنے کی طرف لپکی چلی جا رہی ہیں اور اس سلسلے میں بے تحاشا خرچ کیے جاتی ہیں۔

ان میں سے ایک اعتراف حقیقت کرتے ہوئے کہتی ہے:

"میں یہاں پورے معاشرے کی خواتین کے سامنے اس اعلان کو بڑی وضاحت سے بیان کرنا چاہتی ہوں کہ بلاشبہ ہمارے ان افرائش حسن کے اسباب' اشیاء میک اپ' عطریات' ملبوسات شیمپو وغیرہ عورتوں کے لوازمات اختیار کرنے کے سلسلے میں پہلا اور آخری سبب یہ ذرائع ابلاغ ہی ہیں۔ جنہوں نے ہماری حالت ایسی بنا دی ہے کہ "تہذیب کا لبادہ" اوڑھنے کی خاطر ہم اپنی جیبوں کی تمام رقم اسی میں صرف کر دیتی ہیں۔ اور مزید غلو پسندی اور مبالغہ آمیزی کی ایسی باتیں جو بعض عورتیں' محفلوں میں بیٹھے ہوئے کرتی رہتی ہیں جو ان اشیاء میک اپ کی خریداری کی طاقت نہیں رکھتیں۔ میری اپنی تنخواہ تو ان اشیاء میک اپ کی خریدار کی ضرورت کو بھی پورا نہیں کر پاتی' بس میری اپنی ذاتی ضروریات پر ہی ساری ماہانہ تنخواہ ختم ہو جاتی ہے۔"[2]

ایک دوسری یوں کہتی ہے جو پہلی سے قدرے عقل مند لگتی ہے:

---

[1] دیکھئے: جریدہ "المدینہ" = ۱۱۸۵۱

[2] دیکھئے: مجلّہ "الشرق" شمارہ ۶۰۳

''بہت سی ایسی دھوکہ باز اور چاپلوس خواتین ہیں جو بہت سی نوجوان بچیوں اور عورتوں کو اپنے پیچھے چلا لیتی ہیں۔ ان کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ وہ تہذیبی ترقی کے دوش بدوش اس کی ہمرکاب ہیں......''

اور مزید یوں کہتی ہے:

''میں چھوٹی عمر کی ہونے کے باوصف اور اس بات کے باوجود کہ میری ماہانہ مستقل تنخواہ ۶۵۰۰ ریال سے بھی زائد ہے لیکن میں اپنے ''میک اپ'' پر ۱۰۰۰ ریال سے زیادہ خرچ نہیں کرتی۔ البتہ اپنے دفتر میں اور اس سے باہر اپنی بعض سہیلیوں سے ایسی دل دکھانے والی اور نازیبا باتیں سننا گوارا کر لیتی ہوں جیسے کہ تو کنجوسی سے کام لیتی ہے...... یا تو اپنے میک اپ کا بھی خیال نہیں رکھتی...... لیکن میں ان باتوں کا کوئی بھی برا تاثر نہیں لیتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ایسی عقل اور سمجھ سے نوازا ہے جو ہمارے سامنے درست اور غلط راستوں کو نمایاں اور واضح بیان کر دیتی ہے...... افزائش حسن کا سامان کوئی اتنا ضروری تو نہیں ہے کہ جسے اختیار کرنے کے لیے یا لوگوں کی خوشنودی کے حصول میں ہم اپنی جیب کی تمام رقم اسی کی خاطر اجاڑ دیں بلکہ بازار میں کچھ سستی اور کم قیمت اشیاء بھی تو دستیاب ہیں جو ہماری اس لازمی ضرورت کو پورا کر سکتی ہیں...... یہاں پر تمام مستورات کو خواہ وہ برسرروزگار ہیں یا خانہ داری میں وقت گزارتی ہیں یہ نصیحت کرنا چاہوں گی کہ افزائش حسن کے تمام اسباب صرف اور صرف جزء وقتی ہوتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ان کا اثر زائل ہو جاتا ہے اور بالآخر اساس اصلی باقی رہ جاتی ہے جو واقعی ''اصل اساس'' ہوتی ہے۔[1]

اے میری مسلمان بہن!...... کیا ان تمام باتوں کے بعد تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ان اعلانات کی پیروی کرنے اور ان باتوں کو عملی جامہ پہنانے کی دوڑ میں تمہیں ذہنی امراض بھی لاحق ہو سکتے ہیں۔

---

[1] ایضاً

جامعۃ القاہرۃ میں ''ذہنی امراض'' کے پروفیسر ڈاکٹر یسری عبدالمحسن کہتے ہیں:

''بہت سے ایسے اسباب ہیں جو ایک دوسرے سے مل کر بالآخر ''ذہنی مرض'' کو جنم دیتے ہیں۔ بطور مثال ان اعلانات ہی کو لیجئے جو ایک طرح کا اضطراب اوراشتعال پیدا کرتے ہیں اور وہ معاشرے میں ''افراد معاشرہ'' کے درمیان پائے جانے والے ''طبقاتی فرق'' کومزید نمایاں کرکے دکھاتے ہیں۔ بالآخر یہی اعلانات ایک طرح کے پیٹ درد اور دلی افسردگی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں''[1]

اس جلدی والے راؤنڈ یعنی مختصر سے بیان کے بعد اے میری مسلمان بہن!......

میں تجھے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ:

1. ان تمام کاروباری رسائل ومیگزینوں کا مقاطعہ وبائیکاٹ کردے جو تجھے دھوکہ دے رہے ہیں۔ اورتمہارے لیے ایسی چیزوں کوخوشنما بنا کر پیش کررہے ہیں جو نقصان دہ ہیں اور تیرے وقت کوضائع اور برباد کررہے ہیں۔
2. ایسے تمام کاروباری اعلانات اور دعوؤں سے بچ جا۔ ہر پھیلنے والی بات اور ہر نشر ہونے والی خبر ضروری نہیں کہ صحیح ہو۔ ایسے جھوٹے دعووں سے بے رخی اور بے اعتنائی ہی تیرے دل کے اطمینان اور تیرے دین کی بہتری اور تیری جان کی سلامتی کے لیے بہتر ہے۔ تیرے لیے یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی اپنی قابل اعتماد سمجھ دار خاتون سے مشورہ کرلے جو عمدہ اور مجرب اشیاء کی پہچان رکھتی ہو۔

دل سے اٹھنے والی بعض چند آوازیں

یہ دلوں سے اٹھنے والی چند آوازیں ہیں جنہیں عقل مند خواتین نے آزادنہ طور پر دلوں سے باہر نکالا ہے۔ انہوں نے عورتوں کے اجتماعات میں بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔ جنہیں مرد حضرات کی اکثریت نے دیکھا تک نہیں۔ میں ان ''دلی آوازوں'' کو ہو بہو مردوں اور عورتوں کی خدمت میں یکساں طور پر پیش کیے دیتا ہوں۔

پہلی آواز

جو کہ ''الرس'' سے ماریہ العاید کی ہے' وہ یوں کہہ رہی ہے:

''میں ایک کالج میں گئی۔ ابتدائی قدم اس میں پڑے اور میں بیرونی مین گیٹ سے داخل ہو کر کمروں میں داخل ہوئی۔ سارا دن کمرہ در کمرہ منتقل ہوتی رہی۔ اسی طرح ایک سبق سے دوسرے سبق کی طرف آگے بڑھتی گئی۔ پھر میں کالج سے ایسی حالت میں باہر نکلی کہ میرے دست و پا میرا ساتھ نہ دے رہے ہوں۔ میرے کالج سے باہر نکلنے کے بعد مجھے جو دل کی گرفتگی اور کبیدہ خاطری لاحق ہوئی اس کے بارے میں تمہیں بھی حیرانی ہو رہی ہو گی۔ یہ ایک ایسا مخفی راز ہے جو تمہارے دلوں تک جلد نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے کئی ایک اسباب تھے۔ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

حواء کی بیٹیوں کے دل دھلا دینے والے مناظر بلکہ وہاں حواء کی بیٹیوں کے صرف سر اور بال ہی حواس باختہ کرنے کے لیے کافی تھے۔ بالوں کی عجیب و غریب کٹنگ کی چاروں اطراف میں بالادستی اور حکمرانی تھی جس سے یہ سمجھ آتی تھی کہ یہ اندھی تقلید ہو رہی

ل دیکھیے: المجلہ ۶۳۳

ہے اور انتہائی اندھی۔ کیونکہ بعض اوقات تقلید بھی ہوتی ہے تو اچھی ہوتی ہے لیکن میں نے جو تقلید دیکھی وہ تو محض بے وقوفی پر مبنی تھی۔ کیا آپ نے کبھی ایسی خاتون دیکھی ہے جو نصف بالوں کے ساتھ چلتی ہو جس کے سر کی ایک جانب تو اُسترے سے منڈھی ہوئی ہو اور دوسری جانب بال لٹک رہے ہوں؟ جسے نام دیا جاتا ہے ''برج مائل کٹنگ'' کا!!...... یا تم نے کبھی ایسی عورت کو دیکھا ہے جس کے سر پر آنکھوں کی جانب لمبی لمبی بالوں کی چند لٹیں لٹک رہی ہوں اور باقی سر پر کوئی بھی بال نہ ہو اور ان لٹوں کو بھی اس نے زرد رنگ دے رکھا ہو؟ پھر وہ عورت دھوپ میں کھڑی تھی اپنے ایک ہاتھ کو دیوار پر ٹکائے اپنے سر کو زمین کی جانب جھکائے جا رہی تھی تاکہ اس کے متعلق یوں کہا جائے کہ وہاں پر شاید کوئی بڑا ہی اہم مسئلہ اور معاملہ درپیش ہے جس نے اسے مشغول کر رکھا ہے۔

ان بالوں سے بھی بڑھ کر دو ہاتھ اور آگے ایسے ایسے بال بھی تھے جو گھنی ڈاڑھی کے مشابہ تھے۔ اگر تو گھنی ڈاڑھی چاہتا ہے تو گرلز کالج چلا جا تاکہ وہ گھنی سیاہ داڑھی حاصل کرے یا دوسری سفید کلر کی یا تیسری متعدد رنگوں والی......

میں تو سارا دن ایسی خاتون کو تلاش کرتی رہی جس کے بالوں کی گوندھی ہوئی لٹ پیچھے کی جانب ہو یا کسی ایسی خاتون کو دیکھ کر ہی آنکھوں کو ٹھنڈک اور راحت پہنچا لوں جس کے بال بلا روک ٹوک بڑھے ہوئے ہوں جسے میں اپنے سامنے شرم وحیاء کے ساتھ ٹھوکر کھاتی ہوئی چلتا دیکھتی...... لیکن میں نے ایسا نہیں دیکھا۔

میں نے اس ''اندھی صنف'' میں بس ایک ہی نمونہ دیکھا ہے جس نے میرے اس شعور کو طاقت ور بنا دیا ہے'' کہ ہم عملاً ایسی قوم ہیں جو ہر چیز کو بلا سوچے سمجھے سینے سے لگا لیتے ہیں۔''[1]

دوسری آواز

''جدہ'' سے ام فیصل کی ہے۔ وہ کہتی ہیں:

---

۱ دیکھئے: الیامہ ۱۱۸۹

''مجھے کبھی بھی اس بات کی توقع نہ تھی کہ میں یونیورسٹی کے حرم میں یہ باتیں دیکھ لوں گی جو میں دیکھ چکی ہوں۔ جب میں جامعہ (......) کے ''گرلز ڈیپارٹمنٹ'' میں داخل ہوئی قریب تھا کہ میں اس دہشت ناک منظر کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر جاتی جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ جو کچھ یہاں یونیورسٹی کے حرم میں ہو رہا تھا کہ جو جگہ کی حرمت' علم کے مرتبے اور یونیورسٹی کے مقام کی وجہ سے تو اور بھی برا تھا۔ طالبات یونیورسٹی میں پہنچ رہی تھیں اور وہ مکمل زیبائش کا پیکر تھیں۔ مکمل میک اپ اور نئے انداز کٹنگ سے شروع ہو کر ملبوساتی شو رومز کی پیشکشوں کی آخری ایٹم تک' ایک ایک طالبہ یوں نظر آ رہی تھی گویا کہ وہ ''مقابلہ حسن کی محفل'' میں حاضر ہو رہی ہو۔ وہ یونیورسٹی کے حرم میں اور حصول علم کے لیے نہیں آ رہی۔ کاش کہ بات یہیں پر آ کر ہی رک جاتی لیکن اس سے بھی بڑھ کر پریشان کن اور حیران کن سطحی سوچ تھی جو ان کے لپ اسٹک لگے ہونٹوں سے باہر نکل رہی تھی۔ ان کی ساری گفتگو کا محور ہی ''حقیر اور بے مزہ دلچسپیاں'' تھیں۔ معاشرتی مسائل پر گفتگو ہونے کی بجائے ان کی کوئی بات فیشن اور ملبوسات سے باہر نہ جا سکی۔''[1]

تیسری آواز

جو کہ ''الریاض'' سے مہاالخالدی کی ہے۔ وہ کہتی ہیں:

''میں ایک ایسی چیز کی وجہ سے جو میری طبیعت کو ہلا کر رکھ دیتی ہے رخصتی کی تقریبات میں جانے کو ناپسند کرنے لگی ہوں جو چیز مجھے اضطراب اور بے چینی سے ہم کنار کر دیتی ہے۔ جس کی بنا پر میں اپنے آنسوؤں کو اپنے رخساروں پر بہانے لگتی ہوں اس دم مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرا سینہ ابال کی وجہ سے اوپر منہ کی جانب اٹھ رہا ہے حتی کہ مجھے آکسیجن یعنی سانس لینے میں بھی دشواری محسوس ہوتی ہے۔ بس ایک ہی راستہ پاتی ہوں کہ ''قلم و قرطاس تھام کر اس پر اپنے اور اپنی آئندہ نسل کے رنج و فکر کو بکھیر دوں...... ایسی ناپسندیدہ محفلوں اور تقریبات کا کب تک اہتمام ہوتا رہے گا؟ جن کے رسم و رواج

[1] دیکھئے: جریدہ ''عکاظ'' شمارہ ۹۶۲۱

نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے! ہماری نوجوان دوشیزائیں کب تلک ایسے اسٹینڈ اور ہیکس بنی رہی گی جن پر ملبوسات کے ڈیزائنر اپنے بے ہودہ اور لچر قسم کے ڈایزاینوں کو فیشن، پیش قدمی اور ترقی کی چھتری کے سائے تلے لٹکائے رہیں گے؟

اے میرے پیارے اور محترم قاری!...... تجھے بھی تو حق پہنچتا ہے کہ اپنے شہر کی اس ملبوسہ مگر پھر بھی عریاں نوجوان لڑکی کے متعلق سوچے کہ اسے جہنم سے کیسے بچایا جا سکے۔ وہ ایسے باریک اور تنگ کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہوتی ہے کہ ان اعضاء کو بھی جن کی ستر پوشی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے انہیں بھی ظاہر کر دیتی ہے۔ ایسی ایسی چیزیں ہیں جن کو دیکھ دیکھ کر سر شرم کے مارے جھکا اور غم کے مارے سفید ہوا جاتا ہے...... وہ ایسی حالت میں لوگوں کی اکثریت کے سامنے سے گزر جاتی ہے جیسے کوئی غیر اہم چیز سامنے سے گزر رہی ہو اور سب کی سب ایسی نظر آتی ہیں جیسے معذوری اور دائمی مرض کی وجہ سے پٹیاں باندھی ہوئی ہوں۔ اور ان کی فراکیں شاید اس لیے ہیں کہ گویا ان ہی سے محفل میں حاضری لگنی ہے...... اس پر میری حالت تو غیر ہوتی جا رہی ہے...... ایسے جدا جدا رنگ ہیں کہ جن کا آپس میں کوئی جوڑ ہی نہیں۔ یہاں تک کہ میں تو شرم کے مارے آنکھیں جھکا لیتی ہوں اور جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں اس کی وجہ سے اپنی آنکھوں کی بصارت کے ختم ہونے سے بھی ڈرتی ہوں۔ اس کے علاوہ (ان تقریبات میں) ایسے ایسے چہرے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے پوری دنیا کے جعل سازی کے وسائل استعمال کر کے (یعنی میک اپ کر کے) راتیں آنکھوں میں کاٹی ہوتی ہیں، (یعنی ناچ گانے اور کھیل کود میں) یہاں تک کہ صبح ایسی نوجوان لڑکیوں کے چہرے یوں لگتے ہیں جیسے زمین کا کوئی خالی اور سفید ٹکڑا ہو کہ جس پر متعدد اقسام کے تجربے کیے جاتے ہوں۔ پھر اس چکر کے اختتام پر ہم یوں ظاہر ہوتے ہیں جیسے کوئی ہلڑ بازی کرنے والا ہو جن کی برائیاں اس کے ساتھ خوشنما بنا دی گئی ہوں۔ یہ سب حرکات ہمارے بہت سے وقت، کوشش اور مال کو ضائع اور تباہ و برباد کر رہی ہیں۔ ان کاموں نے تو ہماری خوشیوں میں سچائی، راحت اور خلوص سے

مسکرانے کو بھی حرام کر دیا ہے' ان کی وجہ سے ہمارے اپنے آپ پر اعتماد بھی حرام ہو چکا ہے' بلکہ ہم تو ایسا کھلونا بن چکے ہیں جنہیں اغیار حرکت دے رہے ہیں۔''[1]

یہ عقل مند خواتین کے دلوں سے اٹھنے والی کچھ آوازیں تھیں جو کہ مشتے نمونہ از خروارے (یعنی ایک ڈھیر سے مٹھی بھر) کے مصداق ہیں۔ ایسی بہت سی خواتین موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کے محارم پر غیرت کا اظہار کرنے والی ہیں۔ جو ایسی نسوانی محافل' تقریبات اور اجتماعات پر گفتگو کرنے کی اہلیت اور استطاعت بھی رکھتی ہیں۔ بلکہ ان کے علمی کردار پر بھی تبصرے کر سکتی ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس! ایسی کتنی حرکات ہیں جو عورت کو عیب دار بنا رہی ہیں۔ جو اس کی قدر و قیمت کو گھٹا رہی ہیں' اگر چہ ہمارے ہاں کچھ خیر اور بھلائی بھی موجود ہے جس پر اللہ کا شکر ہے۔ ایسی سمجھ دار اور عقل مند خواتین بھی بکثرت موجود ہیں لیکن ہم اس شعور' عقل مندی اور اعتدال پسندی کو زیادہ سے زیادہ دیکھنے کے خواہش مند اور متمنی ہیں۔ خاص طور پر ان خواتین میں جن کی پیروی کی جاتی ہے جیسے کہ مائیں ہیں جو کہ راہنمائی کرنے والیاں نسلوں کی تربیت اور پرورش کرنے والیاں ہیں۔

کتنے تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض معلمات جو اپنی تلمیذات اور شاگردوں کو ایسے کام کرنے سے روکتی ہیں خود ان کا ارتکاب کرتی ہیں۔ پھر وہ تو ایسے لوگوں میں سے ہوئیں جو کہتے تو ہیں لیکن خود نہیں کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝﴾ (الصف: ۶۱/ ۲۔۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو خود کرتے نہیں ہو' اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔''

اس سے بڑھ کر مصیبت والی اور تلخ ترین بات تو یہ ہے کہ طالبہ اپنی معلمہ کی رنگوں کی کثرت استعمال والی حالت' تنگ اور اوپن ملبوسات پہننے کی حالت کو دیکھ کر اسے تنقید کا نشانہ بھی بناتی ہے!! کیا یہ نسلوں کو تعلیم دینے والی کے شایانِ شان ہے؟

---

[1] دیکھئے: یومیہ جریدہ ''الریاض'' شمارہ ۸۸۸۷

باب : ۵

قدرتی نعم البدل

یہ باب کتاب ہذا کا اہم ترین باب ہے۔ وہ اس طرح کہ کتاب پڑھنے والی کتاب کے سابقہ مباحث اور تفاصیل کو پڑھنے کے بعد سوال کرتی اور پوچھتی ہے کہ تو نے مجھے راستے کے درمیان میں کھڑا کر کے چھوڑ دیا ہے بلکہ تو نے مجھے پانی میں پھینک دیا ہے۔ پھر بھی کہتے ہو: ذرا خبردار! تیرا بدن پانی سے تر نہ ہونے پائے؟ میں تو اسلام کی بیٹی ہوں۔ اور میں تو وہ ہوں جس نے اسلام کی بنیادوں پر تربیت پائی ہے۔ میں کوئی نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی ہوں...... بیرونی راستہ کون سا ہے؟ ان تمام میک اپ کی چیزوں کا نعم البدل کیا ہے؟

تو نے سچ دریافت کیا ہے۔ اے میری بہن...... اے اسلام کی بیٹی!...... تجھ سے اسی سوال کی توقع اور امید تھی...... تیری اس ذہنیت پر اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔ یہ خوبی تیری خداداد ہے۔ تو کتنی پاکیزہ ذہن والی ہے اور حق بات کی کس قدر قبول کرنے والی ؟

رہی بات نعم البدل کی تو وہ موجود ہے۔ ذیل میں ہم علماء اور اطباء کی اہم اہم باتیں ذکر کیے دیتے ہیں۔

تقویٰ و فرمانبرداری کو اختیار کرنا اور نافرمانی سے بچنا

یقیناً فرمانبرداری جسم میں قوت اور کمال پیدا کرتی ہے۔ چہرے پر رونق اور خوبصورتی پید کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''بے شک نیکی چہرے پر چمک اور روشنی لاتی ہے۔ دل میں روشنی اور نور' رزق میں وسعت و فراوانی' بدن میں قوت و توانائی' اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ اس کے برعکس گناہ چہرے پر سیاہی' دل اور قبر میں میں تاریکی' بدن میں سستی اور کمزوری' رزق میں کمی' تنگی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے دلوں میں بغض اور ناراضی پیدا کرتا ہے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''گناہوں اور نافرمانیوں کے آثار و نتائج میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ گناہ کرنے والا اپنے دل میں حقیقی طور پر ظلمت اور تاریکی کو دیکھتا ہے۔ اسے بالکل اسی طرح دیکھتا اور محسوس کرتا ہے جس طرح انتہائی تاریک رات میں گھٹا ٹوپ اندھیرے کو محسوس کرتا ہو۔ یقیناً فرمانبرداری ایک نور ہے اور نافرمانی ایک ظلمت ہے۔ یہ ظلمت اور تاریکی آہستہ آہستہ قوت پا کر آنکھوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ پھر مزید طاقت ور ہوکر چہرے پر جھلکنے لگتی ہے جس سے چہرے پر سیاہی پھیلنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ہر کوئی اسے دیکھ لیتا ہے۔''[1]

زیورات سے آراستہ و مزین ہونا

خاتون اسلام جواہرات' قیمتی پتھروں اور دیگر زیورات کی اقسام کو استعمال کر سکتی ہے وہ بھی تب جب وہ نصاب کو پہنچ جائیں اور ان پر ایک مکمل سال بھی گزر چکا ہو۔ سونے کے زیورات کی تمام اقسام عورت کے لیے جائز ہیں۔ البتہ جو دائرہ نما گول سونے کے زیورات کے متعلق حرمت کی باتیں ملتی ہیں وہ شاذ اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں جیسا کہ اہل علم نے اس کو برقرار رکھا ہے۔

---

[1] الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی ص۹۸

جائز چیزوں سے خوبصورتی کا حصول

خوبصورت اور اچھے لباس سے' سر کے بالوں کے اہتمام سے اور سابقہ صفحات میں مذکور ممنوع اور ناجائز طریقوں سے بچتے ہوئے بالوں کی ترتیب اور تزئین سے۔ وہ بھی خصوصاً اپنے شوہر کے روبرو۔ کیونکہ عورت کے حصول زینت کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم : شوہر کی خاطر حصول زینت

دوسری قسم : اپنی عوتوں اور محرم رشتہ داروں کے سامنے اظہار زینت کے لیے

تیسری قسم : باقی سب لوگوں کے لیے۔

شوہر کی خاطر حصول زینت تو ہر لحاظ سے جائز اور مباح ہے جس کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔ عورت کو اختیار ہے کہ خاوند کی خاطر جیسے چاہے خوبصورت بن کر رہے اور یہی ایک قسم ہے جس کے لیے ایک عقل مند بیوی کو طمع اور حرص کرنی چاہیے۔ وہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے اپنی پوری توانائیاں اس پر صرف کر دے اور پھر خصوصاً خاوند کے مناسب اوقات ولمحات میں۔

البتہ اپنی عورتوں اور محرم رشتہ داروں کے سامنے اظہار زینت جائز تو ہے لیکن چند حدود و قیود میں رہتے ہوئے۔ اس اظہار زینب میں مبالغہ سے کام لینا...... اگرچہ جائز اشیاء اور جائز کاموں کے ساتھ ہی ہو پھر بھی بہت سے خطرناک نتائج کی طرف بڑھ سکتا ہے' جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں:

① فتنوں کا وقوع پذیر ہونا

اس معاملے میں کوتاہی کے ارتکاب' بے جا اظہار حسن و جمال اور بے پردگی کی بنا پر کتنے ہی مرد ایسے ہیں جو اپنی محرم رشتہ دار عورتوں پر واقع ہو چکے ہیں۔ بلکہ یہ ایسی چیز ہے جس میں بذات خود کئی عورتیں بھی ملوث ہو چکی ہیں' جسے ہم عرف عام میں خود پسندی اور جنسی بے راہ روی کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں۔

④ نظر کا لگ جانا

نظر کا لگ جانا حق ہے۔ جس طرح کہ نبی صادق و مصدوق ﷺ نے خبر دی ہے' بلکہ یہ تو ایسی چیز ہے جو آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں ڈال دیتی ہے۔ اگرچہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کی قدرت سے ہی ہوتا ہے لیکن آدمی سے اس بات کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ پر صدق دل سے توکل اور بھروسہ بھی رکھے۔

⑤ عورتوں کے مابین مقابلہ بازی

ہر فیشن دار عورت یہ کوشش کرتی ہے کہ وہ دوسری سے زیادہ حسین بن جائے اور لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ کرے۔ اس ذہنیت کے بعد یہ امر مخفی نہیں رہ جاتا کہ پھر کس قدر فضول خرچی' کیسا حسد' کس انداز کا ایک دوسرے سے اختلاف' ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنا اور کس نوعیت کے بغض جنم لیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ بعض عورتوں کے سینے اپنے خاندوں کے خلاف کینے سے بھر جاتے ہیں۔ پھر مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ نتیجتاً طلاق کی نوبت آن پہنچتی ہے۔

رہا معاملہ عورت کا باقی غیر محرم لوگوں کے سامنے اظہار زینت کرنا تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اس کی کرنے والی رسول اللہ ﷺ کی زبان پر لعنتی بنتی ہے۔ اگر وہ اس کام کو حلال اور جائز سمجھتے ہوئے کرتی ہے تو اس پر کفر کا بھی اندیشہ ہے ''العیاذ باللہ''

مناسب اور متوازن غذا کا استعمال

یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر فوزی الفیشاوی کا تفصیلی بیان کچھ اس طرح ہے کہ: ''انسان کا چہرہ بیرونی دنیا کے لیے ایک قاصد کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس پر انسان کی ذہنی کیفیت اور صحت کی حالت منعکس ہوتی ہے عورت کو دیکھتا ہو کہ اسے اپنی خوبصورتی کے لیے صرف اپنے چہرے کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ جو اپنے چہرے کی قوتِ حیات اور رونق و بہار کو ہی اہم سمجھتی ہے۔ صرف خوبصورت چہرہ تروتازہ اور چمک دار جلد ہی عورت کے لیے ایک بیش بہا خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس وقت عورت کی کتنی بدنصیبی ہوتی ہے جب وہ اپنے چہرے کو آئینے میں اپنے تروتازہ اور نرم و ملائم بدن پر دیکھتی ہے کہ اس پر پھنسیاں' داغ دھبے' کھردرا پن اور جھریاں بن گئی ہیں! اس وقت عورت اپنے آپ کو کس قدر بدنصیب سمجھتی ہے جب وہ آئینے میں اپنی آنکھوں کے نیچے پریشان کن سیاہی مائل گہرے گہرے دائرے دیکھتی ہے۔ اور وہ دیکھتی ہے کہ اس کے گلابی پرکشش چہرے کی رنگت پھیکی اور زردی مائل ہو چکی ہے۔ عورت یہ سب کچھ دیکھتے ہی بے چین اور بے قرار ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو مجبور سمجھتی ہے کہ اس کے چہرے کو جو پریشانی' بے چینی اور آفت لاحق ہو گئی ہے اس کو چھپانے کے لیے مختلف اقسام کے آرائشی پوڈرز اور تیل وغیرہ استعمال کرے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھتی ہے کہ بیماری اس کے ظاہری بدن پر ہے وہ یہ نہیں سمجھ پاتی کہ یہ اس کا بہت بڑا وہم اور اس کی بہت بڑی غلطی ہے۔ حالانکہ حقیقی طور پر بیماری تو اس کے باطن اور وجود کے اندر ہے جس کا علاج ہونا چاہیے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ چہرے کے جمال اور اس کی شادابی کا راز اس کے جسم کے

اندرونی خلیات کی تہوں میں چھپا ہوا ہے۔ اور اس کے خلیات کی غذاؤں میں یہ راز پوشیدہ ہے' یہ ظاہری بدن...... جیسے کہ آپ جانتے ہی ہیں بنیادی طور پر پروٹین سے ترکیب پاتا ہے۔ آدمی کے اختیار میں ہے کہ اب وہ اپنے ظاہری بدن کی تروتازگی اور شادابی کی حفاظت کرے' اور جسمانی بافتوں اور باریک عضلات اور ریشوں کی اس انداز سے حفاظت کرے کہ جسم کو مطلوبہ پروٹین کی مقدار مہیا کیے رکھے۔ یہ پروٹین چربی سے صاف سرخ گوشت مچھلیوں' انڈوں' پنیر' دودھ اور ترکاریوں میں بمقدار وافر پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح آدمی کے بس میں یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے چہرے کے پھیکے پن کی تلافی کرسکتا ہے اور اپنی آنکھوں کے نیچے ظاہر ہونے والے گہرے سیاہی مائل دائروں کی بھی تلافی کرسکتا ہے۔ جب اسے یہ بات سمجھ آجائے کہ اپنے خون کو کیسے عمدہ اور اچھی غذا فراہم کرسکتا ہے۔ یہ دائرے آپ کو اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ آپ کا خون آکسیجن کا محتاج ہے' اسے ضروری غذائی عناصر کی حاجت ہے۔ اسے اپنے آپ کو آلائشوں سے پاک صاف رکھنے اور باصلاحیت بنانے کے لیے چند چیزوں کی ضرورت ہے' تاکہ قوت حیات کو از سرِنو تخلیق کرسکے اور ان فاضل زائد مادوں سے چھٹکارا پاسکے جو اس کے بہاؤ اور روانی میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں' یہ پریشان کن دائرے تجھے اس بات سے بھی خبردار کر رہے ہیں کہ آپ کی غذائی خوراک غیر متوازن ہے..... حقیقت یہ ہے کہ اسے چکنائیوں' نشاستہ دار اشیاء اور پروٹین سے بھرپور اور مالا مال ہونا چاہیے تھا..... لیکن یہ دائرے غذائی عناصر کے محتاج ہیں جو ان سے الگ کر دیئے گئے ہیں۔

یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ کاربوہائیڈریٹس' نشاستے اور پروٹین عمل ہضم کے دوران ایسی کیمیائی ترشی میں تبدیل ہو جاتے ہیں جن سے ان کی مقدار اور کمیت بڑھ جاتی ہے' جس سے خون میں تیزابیت بڑھ کر اس کی رنگت کو سیاہی مائل بنا دیتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی غذائی خوراک میں توازن واپس لایا جائے گا اور مطلوبہ توازن کے

لیے یہ بات ضروری ہے کہ غیر ترش اشیائے خوردنی کی مقدار کو بڑھایا جائے جو نائٹروجنی' ہلکی تاثیر والے معدنی عناصر پر مشتمل ہوں۔ ان سے میری مراد پتوں والی سبزیاں اور پھل ہیں۔ میں آپ کو یہ نصیحت بھی کیے دیتا ہوں کہ روزانہ دو گلاس مالٹے کا رس یا ٹماٹر کا رس بھی پیا کریں۔ ان شاء اللہ یہ دونوں چیزیں آپ کے چہرے کی شادابی' رونق اور اس کی قوت و حیات کو واپس لانے کے لیے کافی ہوں گی۔ مزید یہ کہ دائروں سے آپ کی ایسی جان چھڑائیں گے کہ پھر تا حیات واپس نہ آئیں گے۔ اور اس وقت میں آپ کو فولادی غذا استعمال کرنے کی نصیحت بھی کرتا ہوں مثلاً کلیجی' انڈوں کی زردی' کالا شہد' خوبی اور سبانخ وغیرہ......؟

فولاد تو...... مشیت ایزدی کے بعد...... جسم میں موجود خون کی کمی کو شکست دینے والا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا عنصر ہے جو خون کے سرخ ذرات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ آپ کے بدن کو گلابی اور پرکشش رنگ عطاء کرتا ہے...... یہاں تک کہ (غذا سے) پورا پورا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ گندھک عطاء کرنے والی غذاؤں کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے جیسے کہ پیاز اور خس وغیرہ ہیں۔

(خس ایک خاص قسم کی سبزی ہوتی ہے جس کے چوڑے چوڑے پتے ہوتے ہیں اور انہیں کچا ہی کھایا جاتا ہے) یہ بات کتنی پریشان کن ہے کہ خواہ آپ کا کھانا کتنا ہی زیادہ قیمتی اور بھوک دار ہو جب تک اس میں مذکورہ عناصر نہ ہوں گے آپ کی جلد کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا...... گندھک (سلفر) بدن کے خلیات کو زائد اور فاضل مادوں سے پاک صاف بناتا ہے۔ ان خلیات کو از سر نو جوانی بخشتا ہے۔

جب کہ وٹامن سی کی کمی سے ظاہری جلد کو بہت سے فسادات اور عارضے لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس طرح کہ ظاہری جلد کی تہہ موٹی اور کھردری بن جاتی ہے جس پر دھاریاں ہی دھاریاں رونما ہو جاتی ہیں۔ اس وٹامن کو تازہ پھلوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر مالٹے' لیموں اور بڑے بڑے ترش پھلوں سے' جب کہ اس کی وافر مقدار ٹماٹر' گاجر'

بند گوبھی، خس اور بہت سی تازہ سبزیوں میں پائی جاتی ہے۔

ڈاکٹر فیشاوی اس کے بعد یہ کہتے ہیں:

''جب تم اپنے طبعی بالوں کی اسی انداز سے جیسے وہ نوجوانی کے ابتدائی ایام میں گھنے اور مضبوط ہیں حفاظت کرنا چاہے تو پھر بھی اپنے کھانے پینے کی خوب نگرانی کریں۔ کیونکہ سر کی جلد کوئی حقیقی مٹی تو ہے نہیں کہ جس میں بال اگتے ہوں بلکہ صرف خون اور اس میں موجود غذائی اجزاء ہی سب کچھ ہیں۔ سائنس دانوں کے تجربات بھی یہی کچھ ثابت کر رہے ہیں اور اس امر کی تائید کر کرتے ہیں کہ بالوں کی نشوونما، ان کی مضبوطی اور ان کی رنگت وٹامن بی کی کثرت و بہتات کے ماتحت ہے۔ اسی طرح فولاد، تانبا گندھک اور یود کے عناصر کے ماتحت ہے (یود ایک چمکدار اور ٹھوس عنصر کا نام ہے جو گرم ہونے پر پھیلتا ہے) بلکہ سائنس دان تو اب یہ اعلان کر رہے ہیں کہ پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی سفید بال پائے جاتے ہیں صرف اور صرف انہی عناصر کے فقدان یا کمی کے باعث۔ وہ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ بالوں کی سفیدی کا ان عناصر میں کمی کے علاوہ اور کوئی سبب نہیں ہے۔ اور تو دنیا کے مختلف خطوں کو بھی دیکھ سکتی ہو۔ جیسے کہ آئر لینڈ والے یا چینی لوگ۔ تم دیکھو گی کہ بالوں کے جھڑنے والی مرض یا گنجے پن کو ان کے سروں تک پہنچنے کے لیے کوئی بھی راستہ نہیں مل سکا۔ اس کا باعث صرف یہی ہے کہ ان علاقوں کی قدرتی غذا میں یہ عناصر چھپے ہوئے ہیں۔ جب کہ بلغاریہ میں کہ جہاں کی قومی غذا ''دہی'' ہے ان میں معمر ترین اشخاص میں بھی سفید بال نادر الوجود ہیں۔ اس طرح دیہاتی علاقوں میں عورتوں کے بال جلد سفید نہیں ہوتے صرف ان کے بکثرت پیاز اور لہسن وغیرہ کھاتے رہنے کی بنا پر۔ کیونکہ سب غذاؤں کی نسبت ان میں گندھک کا عنصر سب سے زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اگر تم بھی اپنے بالوں کے طبعی رنگ کو بحال رکھنا چاہو اور انہیں گرنے سے محفوظ رکھنا چاہو تو اگرچہ تمہاری عمر سطح زمین پر لمبی ترین ہی کیوں نہ ہو جائے، یہ بات یاد رکھو، کبھی بھی ڈبوں اور شیشیوں میں بند اشیاء کی طرف جھانک کر بھی نہ دیکھنا۔

ڈاکٹر الفیشاوی کثرت سے نمکین اشیاء کو تناول کرنے سے روکتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں بالوں کو کمزور کرنے اور انہیں گرانے کا سبب بنتی ہیں۔ اسی طرح وہ قہوہ نوشی کی کثرت سے بھی روک رہے ہیں...... کیونکہ قہوہ انتڑیوں میں موجود وٹامنز کو آسانی سے بہا لے جاتا ہے اور انہیں نظام انہظام کے آخری حصے تک اپنے ساتھ ہی لیے جاتا ہے۔ (یعنی بول و براز کے ہمراہ خارج کر دیتا ہے)

پھر وہ عنوان ہذا ''جھوٹا حسن'' کے تحت بڑی خوبصورت بات کرتے ہوئے اپنی گفتگو ختم کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''کہ ہم آج کل بہت سی ایسی تحقیقات پڑھ رہے ہیں جو ہمیں ان ''مصنوعی آرائشی سامان'' کے خطرات سے آگاہ کر رہی ہیں۔ ان اشیاء میں انسانی صحت کے لیے موجود مضر اور نقصان دہ عناصر جیسے کہ سنکھیا' تانبا' قلعی یا دو دھاتوں وغیرہ سے بنایا ہوا کیمیائی مسالا وغیرہ انہوں نے دریافت کیا ہے۔ اور یہ اشیاء بھی عالمی ٹریڈ مارکہ کمپنیوں کی ہیں۔ علمی مراجع اور مصادر میں یہ بات بھی ہم پڑھتے ہیں کہ فرانس میں ایسی ۲۰٪ عورتوں کی نگرانی کی گئی جو اپنے وجود میں تھکان اور سوزشوں کی شکایت کرتی تھیں۔ تو یہی بات سامنے آئی کہ یہ ان کے پوڈرز اور افزائش حسن کی کریموں کے استعمال کی وجہ سے ہے۔ اور ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ ہر عقل مند عورت اس سے خبردار کر رہی ہے کہ تم اس ظاہری جھوٹے حسن و جمال کے پیچھے دوڑ دوڑ کے اپنے سانس کو نہ پھولاؤ یہ تو ایک گھنٹہ بھر کے لیے بھی اس حسن کو خستہ حال بنا دیتے ہیں...... بلکہ انہیں عمر بھر اپنے حسن و جمال کی حفاظت کرنے کے لیے ان کیمیائی اور جلائے ہوئے مادوں سے جن کی ان پوڈروں میں بہتات ہوتی ہے دور ہی رہنا چاہیے' کیونکہ یہی تو ظاہری بدن کی قوت حیات اور شادابی کو ختم کرتے ہیں۔ صحت' جمال ظاہری اور حسن باطنی کی حفاظت کے لیے مضبوط ترین راستہ صرف اور صرف متوازن صحت مند غذا ہی ہے جو کہ قدرتی افزائش حسن و جمال کی اشیاء ہیں جن کے قوام میں ضروری غذائی عناصر موجود ہوتے ہیں۔''

پھر ڈاکٹر صاحب مزید فرماتے ہیں:

کہ اس بات میں ہمیں شک نہیں کرنا چاہیے کہ جسمانی حقیقی خوبصورتی کسی طرز پر بھی ان شیشیوں میں پیک کسی بھی مصنوعی چیز کے استعمال سے ممکن نہیں ہے۔ کتنے ہی سرمائے ہیں جو ان کاموں میں فضول ہی ضائع ہو چکے ہیں...... کتنی ہی ایسی مصنوعی تیل سے بھرپور اور دوسرے مائع مشکل کی معطر اشیاء سے بھرپور بڑی بڑی شیشیاں ہیں جو اس مقصد کے لیے بہادی گئی ہیں، لیکن یہ سب چیزیں دوپہر کی چمکتی ریت کی مانند ہوا میں اڑ چکی ہیں۔''[1]

ڈاکٹر الفیشاوی کی باتیں ختم ہوئیں لیکن شاید وہ ایک اہم خوردنی چیز کی طرف اشارہ کرنا بھول گئے جو مذکورہ تمام اشیاء سے اپنے اندر پائی جانے والی وٹامنز اور عناصر کی بنا پر ان سے بے نیاز کر دینے والی چیز ہے۔ جس کو سنبھالنا بھی آسان ہے اور جسے کھانا بھی آسان۔ چیز جلدی خراب بھی نہیں ہوتی۔ خبردار آگاہ رہنا کہ وہ چیز ''کھجور'' ہے۔ جس میں فولاد فاسفورس اور پھلوں والی شکر کی اعلیٰ مقدار موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح اس میں وٹامن اے بی ون اور بی ٹو اور دیگر وٹامنز بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خوراک بھی اکثر طور پر کھجور ہوا کرتی تھی جیسا کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے سیدنا عروہ کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں:

''اے میرے بھانجے! اللہ کی قسم! ہم ایک ہلال کو دیکھتے پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو یعنی دو مہینوں کے اندر اندر تین چاند دیکھ لیتے لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر کے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی۔'' میں نے دریافت کیا۔ تو پھر آپ کا گزران کیسے ہوتا تھا؟ فرماتی ہیں: دو کالی چیزوں یعنی کھجور اور پانی پر، ہاں البتہ اتنی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انصاری ہمسائے کی دودھ دینے والی بکریاں تھیں کبھی کبھار وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف دودھ بھیج دیتے تھے اور ہم پی لیتے تھے۔''

---

[1] دیکھئے: المجلہ العربیہ شمارہ ۱۹۰۔ زیر عنوان/غذاوک سرجمالک

خود رسول اللہ ﷺ بھی اس غذائی قسم کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ))[1]

''کہ جس گھر میں کھجور نہیں اس کے گھر والے بھوکے ہیں۔''

(علامہ البانیؒ نے ان دونوں حدیثوں کو صحیح قرار دیا ہے دیکھیے صحیح الجامع الصغیر)

جسمانی ورزش

معتدل ورزش اور معمول کی سرگرمی جیسے کہ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں۔ چہرے میں خوبصورتی اور جسم میں قوت اور چستی لاتے ہیں۔ یہاں ورزش سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کلبوں یا دیگر مردوزن سے بھرپور مقامات کی طرف جائے اور جسمانی پریکٹس کے بہانے اپنی حیاء کو ہی قتل کر دے بلکہ اس سے مقصود ایسی مناسب جسمانی پریکٹس ہے جو کسی مناسب باپردہ جگہ میں اور کسی مناسب وقت پر ہو۔ ہمارے لیے تو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے ہماری ماں سیدہ عائشہ ؓ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تھا۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ان سے آگے بڑھ گئے تھے اور دوسری بار وہ آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئی تھیں۔ اور یہ مقابلہ لوگوں کی نگاہوں سے دور تھا۔ جب کہ دور حاضر میں عورت کے لیے تو یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے گھر کی چار دیواری میں جسمانی پریکٹس کرے۔ بلکہ اپنے سونے والے کمرے میں ہی ممکن ہے۔ ان تازہ اور جدید مسائل کے فراہم ہونے کی وجہ سے جو اس مقصد کے لیے خاص ہیں۔ اسی طرح میں ہر عقلمند خاتون کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خادمہ سے بے نیاز ہو جائے اور گھر کے کام کاج بنفس نفیس سرانجام دے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرے۔ اللہ کے حکم سے اس کے لیے یہی کام ہی کافی ہوگا۔

---

[1] اخرجه احمد و مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجه۔ صحیح مسلم کے الفاظ یوں ہیں: لا یجوع اهل بیت عندهم التمر اس کے گھر والے کبھی بھوکے نہیں رہ سکتے کہ جن کے پاس کھجوریں ہوں۔''

شہد کا استعمال

ایک بوڑھی خاتون جو اپنی عمر کی ساٹھ بہاریں گزار چکی تھی لیکن یوں لگتی تھی جیسے وہ صرف تیس برس کی ہو۔ اس سے اس کی خوبصورتی کے راز بارے پوچھا گیا تو اس نے بس یہی کہا "شہد" پھر اس نے وضاحت کی کہ اس کی روزانہ کوئی چیز کھانے پینے سے قبل صاف شہد کا ایک چمچ استعمال کرنے کی عادت ہے۔

محترمہ پروفیسر ہند ابوالنصر جو غذائی امور کی اسپیشلسٹ ہیں کہتی ہیں: "اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ چھوٹی مکھی کے صاف شفاف شہد کے انسانی جسم میں بہت سے فوائد ہیں۔ قرآن کریم نے بھی اس کی وضاحت فرمادی ہے' فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ﴾ (النحل: ۱۶/ ۶۹)

"اس شہد میں شفاء ہے لوگوں کے لیے۔"

یہ تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔ خاص طور پر باطنی اور اندرونی بیماریوں کے لیے۔ یہ بات بھی ثابت شدہ اور مجرب ہے کہ صبح وشام اس کے دو دو چمچ استعمال کرنا بہت سی بیماریوں کو دور رکھنے اور دوران خون کو پرجوش اور سرگرم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عام آدمی کی صحت پر بھی مثبت اثرات ڈالتا ہے کیونکہ شہد صحت مند رکھنے والے مفید مادوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح ظاہری جسمانی خشکی کو بھی دور کرنے میں مددگار ہے۔ اسی طرح عورت کے بدن سے دھاریوں اور جھریوں کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔[1]

ڈاکٹر فوزی الفیشاوی کہتے ہیں کہ "افزائش حسن کے اسپیشلسٹ ماہرین کا خیال ہے کہ شہد حسن کی افزائش میں سب سے بہتر مواد ہے۔ یہ جلد کی سفیدی اور ملائمت میں اضافۂ قوت حیات اور تروتازگی کو اجاگر کر کے جھریوں کو ختم کرتا اور کئی طرح کے مصائب اور پریشانیوں سے بھی بچائے رکھتا ہے۔ شہد میں ایک حیران کن خاصیت یہ بھی ہے کہ

[1] دیکھئے: مجلہ "اقرأ" شمارہ = ۹۷۷

بہت جلد انسانی جلد میں جذب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جلد کے نیچے (جلیکوجین) یعنی حیاتیاتی نشوونما کی نئی تخلیق کے لیے عضلاتی طبقات کی غذا میں بھی مفید ہے۔ پگھلائے ہوئے شہد کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ وہ جسم سے جدا ہونے والی رطوبتوں کو جذب کر لیتا ہے۔ اس لیے وہ جلد کو تر و تازہ اور مرطوب رکھتا ہے۔[1]

ڈاکٹرز حضرات کا کہنا ہے کہ: عورت اگر اپنے چہرے کے حسن و جمال کی محافظت کرنا چاہتی ہے تو شہد کے استعمال کا ایک ممکن طریقہ یہ بھی ہے کہ اس میں کوئی ترش چیز ملانے کے بعد کچھ دیر تک اسے اپنے چہرے پر مل لے۔ یہ چہرے کا حسن و جمال دوبالا کرنے کے علاوہ اس کی جھریوں اور دھاریوں کو بھی ختم کرتا ہے۔[2]

مہندی کا استعمال

مہندی ایک مشہور و معروف قدیمی پودا ہے۔ اس کی شہرت ہی تعارف کروانے سے بے نیاز کیے دیتی ہے۔ اسے مختلف امراض میں بطور علاج بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح کہ اسے حصول زینت اور افزائش جمال کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے پتوں میں مختلف گلوکوز کے مادے پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک اہم مادہ ''لاوسون'' ہوتا ہے جو نارنگی رنگ کے خوشنما بلوری ذرات ہوتے ہیں جو ۱۹۰۔۱۹۵ درجہ سینٹی گریڈ پر پگھلایا جا سکتا ہے۔ طبی تاثیر رکھنے میں یہ مادہ نہایت ہی اہم شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح رنگ دینے میں بھی اہم ہے۔ اس کے پتوں میں چکنائی، رانج اور تانبیات (جست) کے مواد بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب مواد موجودہ مصنوعات میں مفید سمجھے جاتے ہیں۔ خاص طور پر ادویات اور سامان آرائش میں۔ اسی طرح اس پودے کی خوشبو بھی بڑی نفیس اور عمدہ ہوتی۔[3]

---

[1] دیکھئے: المجلة العربیہ شمارہ ۱۹۰

[2] دیکھئے: مجلة ''مطبیک'' شمارہ ستمبر ۱۹۹۴

[3] دیکھئے: مجلة ''الشرق'' ۶۹۶ و رسالہ الجامعہ ۵۵۰/۵۱۹

مہندی کے فوائد اور اس کے طریق ہائے استعمال بھی بہت سے ہیں۔ جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

❀ برائے علاج فطری امراض مہندی کے پتوں کو باریک کر کے گوندھنے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے خصوصاً ان سوجنوں کے لیے جو پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح مہندی کے پتوں کو زخموں کو بھرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں ''الحنا تاتین'' قبض کرنے والا مادہ یعنی عضو کے ظاہری اجزاء کو سمیٹنے اور اس کی نالیوں کو بند کرنے والا مادہ ہوتا ہے۔

❀ میڈیکل نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ خمیر بنانے کے بعد کافی دیر تک مہندی کو سر میں لگانا...... چونکہ اس میں سمیٹنے اور پاک کرنے والے مادے موجود ہوتے ہیں۔ اس سے سر کے بال اور جلد دونوں ہی بہت سی آفتوں' فالتو مادوں حتی کہ جدا ہونے والے چکنے مواد سے بھی پاک صاف ہو جاتے ہیں۔

❀ سر کے بالوں کی جھلی کے علاج میں مفید ہے۔ پسینے کے فاضل مادوں کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بالوں کی رطوبت ختم ہو جاتی ہے۔

❀ مہندی کے پتوں کو خشک کرنے کے بعد پیس کر پانی کے ساتھ گوندھ کر بعض دیگر چیزیں ملا کر اس سے مطلوبہ رنگ حاصل کرنے کے لیے۔ جیسے کہ بابونج کا رنگ ہوتا ہے۔ اس سے خوشگوار سرخ رنگ حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر اسے بالوں کو رنگ دینے کی خاطر استعمال کرنے کے سلسلے میں یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اسے کسی ترش چیز کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے۔ کیونکہ اس میں ''لاؤسون'' نامی رنگ دار مادہ اثر کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اسی لیے اسے سرکے یا لیموں کے ہمراہ استعمال کرنے سے زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

❀ یہ بالوں کو قائم رکھتی' انہیں طاقت ور اور خوبصورت بناتی ہے۔ سر کو قوت بخشتی ہے۔ اسی طرح پنڈلیوں' ٹانگوں حتی کہ پورے بدن میں نکلنے والی پھنسیوں کو ختم

کرتی ہے۔

- گرم مائع اشیاء سے جلے ہوئے حصے پر بطور دواء استعمال کی جاتی ہے۔ بالچر کی مرض، سر کی سوزش اور بال ٹوٹنے میں بھی استعمال کی جاتی ہے۔
- نیل پالش کے طور پر بھی "لمنا کیز" کی بجائے اسے ہی استعمال کرنا چاہیے۔ کیونکہ نیل پالش کے استعمال سے ناخنوں کی تہہ تک پانی نہیں پہنچ پاتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک خاتون نے پردے کی اوٹ سے ایک کتاب رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھائی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو سمیٹ لیا اور فرمایا:

((مَا أَدْرِيْ أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ))

"میں نہیں جانتا کہ یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا کسی عورت کا؟"

اس نے جواب دیا: "بلکہ یہ عورت کا ہاتھ ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ))[1]

"اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو (مہندی سے) ضرور تبدیل کرتی۔"

اور مہندی لگانے سے پانی ناخنوں تک پہنچنے سے پیچھے نہیں رہتا۔ (یعنی ناخنوں تک پانی پہنچ جاتا ہے)

قدرتی سرمہ

یہ بھی ایک نہایت قدیم مشہور زینت کی ایٹم ہے۔ قبل ازیں یہ بات گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ "اثمد" سرمہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ نے سرمہ لگانے کی رغبت بھی دلائی ہے۔ لیکن ملاوٹ شدہ اقسام سے جیسا کہ میں نے پیشتر بیان کیا ہے بچنا چاہیے جس میں سیسہ کی کافی مقدار شامل ہوتی ہے کیونکہ اس کے بہت سے نقصانات سامنے آئے ہیں۔

---

[1] اخرجه احمد فی المسند ۶/ ۲۶۲ وابوداؤد فی کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء۔ والنسائی فی کتاب الزینة باب الخضاب للنساء

قدرتی حسن و جمال کی حفاظت

اور یہ درج ذیل طریقوں سے ہو سکتی ہے:

① ان حادثات سے دور رہنا جو انسان کو لاحق ہو کر جسمانی عیوب پیدا کرنے کے سبب بن سکتے ہوں۔ یہ اس طرح ممکن ہے کہ خطرات کی جگہوں سے دور رہا جائے۔ صبح و شام کے مسنون اذکار کی کو روز مرہ کا معمول بنایا جائے۔ سواری پر بیٹھنے اور سفر کی دعاؤں پر مداومت کی جائے۔ اسی طرح دوسری منسون دعاؤں کا اہتمام رکھا جائے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کو تمام آفتوں سے بچاتی ہیں۔

② اعضائے جسمانی میں سے کسی عضو کے ساتھ گوندھوانے وغیرہ جیسے عبث اور فضول کام نہ کیے جائیں' اس کے متعلق حدیث پاک قبل ازیں گزر چکی ہے۔

③ انسانی جلد اور دوران خون میں اشتعال اور ہیجان پیدا کرنے والے مادے اور اشیاء استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

④ ڈاکٹری دواؤں کو ڈاکٹروں کے مشورہ کے بغیر استعمال کرنے سے بچا جائے۔

⑤ صاف ستھری ہوا اور تازہ آکسیجن کو اپنے اندر بزور کھینچا جائے' خاص طور پر سونے کے وقت۔

عورت کی زینت سے متعلق چند اصول وضوابط

شاید یہاں پر یہ بھی مفید رہے کہ میں جائز زینت سے متعلق چند اصول وضوابط بھی بیان کر دوں۔ تاکہ ہر قسم کی زینت کے لیے خواہ پرانی ہو یا نئی ایک میزان اور ترازو بن جائے۔ اس میں علماء کی کسی رائے یا کسی فتویٰ کا عمل دخل نہیں ہے' بس میں خود ہی اللہ سے مدد لیتے ہوئے آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل معروضات پیش کر رہا ہوں:

پہلا ضابطہ

یہ ہے کہ اس سے ہماری شریعت میں روکا نہ گیا ہو۔ پس زینت کی ہر وہ چیز جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے روکا ہو وہ حرام ہو گی۔ خواہ اس کا نقصان ہمارے سامنے ظاہر ہو یا نہ ہو۔

دوسرا ضابطہ

یہ ہے کہ اس میں کفار کے ساتھ مشابہت نہ ہوتی ہو۔ ان ضابطوں میں یہ ضابطہ نہایت ہی اہم ہے۔ ہر طرح کی زینت میں اس اصول کو مدنظر رکھنا واجب ہے۔ اس مشابہت والے ضابطہ کو اختیار کرنا بھی حرام ہے۔ ہر وہ کام جو کفار کے ساتھ مخصوص ہو ان میں سے کسی کام کے لیے' اس کو پسندیدہ سمجھتے ہوئے اپنے دل میں اس کے لیے میلان اور جھکاؤ رکھنا پھر اسے بالفعل کرنے کے لیے جلدی کرنا خواہ اس کا تعلق شکل وصورت سے ہو یا لباس پہننے سے یا دیگر معاملات سے ہو' اگرچہ اس کام کو کرنے والا مشابہت کا ارادہ نہ بھی رکھے حرام ہو گا۔ دراصل اس کا سبب شکست خوردگی اور اسلامی تشخص کا فقدان ہے۔ جو عقیدے کی کمزوری سے جنم لیتا ہے۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ مسلمان کوئی ایسا کام کرے کہ جس کی اصل شریعت میں موجود تو ہو مگر مسلمان اس کام کے کرنے سے بھی گناہ گار بنتا ہے کیونکہ اس کی نیت اور اس کا مقصد کافروں سے مشابہت اختیار کرنا ہوتا ہے۔ مردوں کے حوالے سے اس کی مثال یہ ہے: داڑھی کو بڑھانا' کیونکہ اسلامی شعائر میں سے یہ بات ثابت ہے کہ مردوں کے لیے داڑھی بڑھانا اصل حکم ہے لیکن مردوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو صرف فیشن اور مغرب کی تقلید کرتے ہوئے داڑھی بڑھاتے ہیں۔ تو اپنی اس بری نیت کی وجہ سے وہ اس فعل میں بھی گناہ گار بن رہے ہیں۔[1]

عورتوں کے حوالے سے اس کی مثال یہ ہے: شادی کی تقریبات میں کپڑوں کو لمبا رکھنا' یہ عمل (یعنی عورت کا اپنے کپڑے کو ایک بالشت یا ایک بازو کی حد تک لمبا رکھنا) عورتوں کی ان سنتوں میں سے ہے جو انہوں نے دور حاضر میں چھوڑ دی ہیں' لیکن جب اسے بعض تقریبات میں کافروں کو کرتے دیکھا تو بعض فریب خوردہ مسلمانوں نے بھی اسے مستحسن قرار دے لیا۔ پھر کافروں کی نقالی میں انہوں نے ایسا بھی کرنا شروع کر دیا کہ ان تقریبات کے علاوہ باقی اوقات میں کافروں کی طرح چھوٹے اور اوپن ملبوسات پہننے شروع کر دیئے!! تو ایسے مسلمان دونوں حالتوں میں ہی ارتکاب گناہ کر رہے ہیں۔

تیسرا ضابطہ: اس میں کسی بھی طرح مردوں سے مشابہت نہ ہوتی ہو۔

چوتھا ضابطہ: اس میں مستقل اور دائمی زینت نہ ہونے پائے کہ زندگی بھر ختم ہی نہ ہو۔

پانچواں ضابطہ: اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرنا نہ ہو۔

چھٹا ضابطہ: اس میں جسم کا نقصان نہ ہو۔

ساتواں ضابطہ: اس سے جلد یا بالوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنتی ہو خاص طور پر حیض سے پاک عورتوں کے لیے۔

---

[1] میں ایک ایسے نوجوان مسلمان کو بھی جانتا ہوں جو یورپی ممالک سے مغربی انداز کی داڑھی رکھ کر آیا ہے۔ جب اس نے ادھر آ کر یہ دیکھا کہ داڑھی تو دین دار اور صالح نیک لوگوں کے شعار میں سے ہے تو اس نے استرا پھروا دیا۔

آٹھواں ضابطہ: اس میں اسراف یا مال کو ضائع کرنا نہ آتا ہو۔

نواں ضابطہ: اس میں وقت کو بہت زیادہ ضائع کرنا نہ ہو۔ وہ اس طرح کہ عورت کا ذہن ہی اس طرح مصروف ہو جائے جیسے اس کا مشغلہ ہے۔

دسواں ضابطہ: اس کے استعمال سے دوسروں پر غرور وتکبر' اکڑ اور شیخی کا اظہار نہ ہوتا ہو۔

گیارھواں ضابطہ: کہ یہ زینت پہلے درجے میں صرف خاوند کے لیے ہو اور اس کا ان محرم رشتہ داروں کے سامنے ظاہر کرنا بھی جائز ہو جن کے سامنے اظہار زینت اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دی ہے جیسا کہ سورۂ نور کی آیت نمبر اکتیس میں وارد ہے۔

بارھواں ضابطہ: اس میں فطرت کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔

تیرھواں ضابطہ: اس زینت میں یا اس زینت کی تیاری کے مراحل میں شرمگاہ کو عریاں نہ کرنا پڑتا ہو۔ ایک عورت کی دوسری عورت کے سامنے قابل ستر شرمگاہ ناف سے لے کر گھٹنے تک اور اجنبی مردوں کے سامنے بلا استثناء پورا وجود ہی قابل ستر ہے۔[1]

چودھواں ضابطہ: اس میں...... خواہ مخفی طور پر ہی ہو...... اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا نمایاں ہونا شامل نہ ہو۔ اور اپنی اس زینت کو ان کے سامنے واضح ہونا' اسی طرح باقی عورتوں کے درمیان بھی واضح ہونا مقصود نہ ہو۔ وہ اس طرح کہ باقی سب خواتین اس کی طرف ہی نگاہیں اٹھا کر دیکھتی رہ جائیں۔ اس کی مثال ''الحجاب المتبرج''...... ''بے پردہ حجاب'' ہے۔

پندرھواں ضابطہ: یہ ہے کہ اس کے ساتھ فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ آتی ہو جیسے کہ بعض عورتیں اپنی شب زفاف یا بعض دیگر تقریبات میں ایسا کرتی ہیں۔

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورت دوسری عورتوں کے سامنے اپنے پیٹ' اپنی کمر یا اپنی پنڈلیوں کو ظاہر نہیں کر سکتی' بلکہ بوقت ضرورت ان کی اجازت ہے۔ مثلاً: بچے کو دودھ پلانے کی ضرورت ہو' یا بوقت ضرورت اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھانے کی ضرورت پڑ جائے اور پنڈلیوں کا کچھ حصہ ننگا ہو جائے...... الخ البتہ فیشن کی پیروی کرتے ہوئے یا کافر عورتوں کی نقل کرتے ہوئے دانستہ ایسے کرنا ناجائز ہے۔ واللہ اعلم)

عورت کی زینت کے حوالے سے یہ چند اہم بنیادی ضابطے تحریر کیے ہیں جو مجھے نصوص شریعت اور اقوال علماء کو سامنے رکھتے ہوئے سمجھ میں آئے ہیں۔ اب عورت کے بس میں ہے کہ اپنی ہر زینت کو ان ضابطوں کے سامنے پیش کرے۔ اگر کوئی ان سے ٹکراتا ہو تو زینت کا وہ کام ممنوع ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

باب : ۶

حسین بننے کے یہ انداز...... شریعت کیا کہتی ہے؟

پازیب پہننا اور عورت کا بال کاٹنا

سوال: عورت کے لیے خاوند کے سامنے پازیب پہننے کا کیا حکم ہے؟

فتویٰ: خاوند، عورتوں اور محرم رشتے داروں کے سامنے عورت کیلئے پازیب پہننا جائز ہے کیونکہ پازیب کا شمار ایسے زیورات میں ہوتا ہے جنہیں خواتین پاؤں میں پہنتی ہیں۔ واللہ ولی التوفیق

سوال: میں اپنے سر کے ایسے بال سامنے سے کاٹ دیتی ہوں جو کبھی ابرو تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیا ایک مسلمان عورت کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟

فتویٰ: عورت کے لیے بالوں کو کاٹنے یا تراشنے میں کوئی حرج نہیں، صرف مونڈنا منع ہے اس کی ہرگز اجازت نہیں۔ آپ کو اپنے سر کے بال مونڈنا نہیں چاہئیں، مگر لمبائی یا کثرت کی وجہ سے بال کاٹنے میں کوئی عیب نہیں، یہ عمل اس طرح خوبصورت انداز میں ہو کہ آپ کو بھی اور آپ کے خاوند کو بھی پسند آئے اور یہ کہ ان کی کاٹ تراش والا یہ عمل کسی کافر عورت سے اشتباہ بھی نہ رکھتا ہو۔ بالوں کا کاٹنا اس لیے جائز ہے کہ لمبے بالوں کی صورت میں غسل اور کنگھی کرتے وقت دقت و دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لہٰذا اگر بال زیادہ ہوں اور کوئی خاتون لمبے یا زیادہ بال ہونے کی وجہ سے انہیں ترشوالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ کسی

طرح بھی ضرر رساں نہ ہوگا۔ یہ اس لیے جائز ہو سکتا ہے کہ کچھ بال ترشوانے میں حسن و جمال کا ایسا عنصر بھی ہے جسے عورت اور اس کا خاوند پسند کرتے ہیں، لہٰذا ہم اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں پاتے۔ جہاں تک تمام بال مونڈ دینے کا تعلق ہے تو یہ کام، بیماری یا کسی علت کے علاوہ ناجائز ہے۔ وباللہ التوفیق

مصنوعی بال لگانے کا حکم

سوال: مصنوعی بال استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ جب کہ عورت وہ بال محض خاوند کو خوبصورت لگنے کی خاطر استعمال کرے؟

فتویٰ: میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے اس انداز میں بن سنور کر رہنا جو باہم پسندیدگی اور تعلقات کی استواری کا ذریعہ ہو مطلوب و مستحسن ہے' ہاں یہ بات ضروری ہے کہ یہ سب کچھ شرعی محرمات کا ارتکاب کئے بغیر اسلامی حدود و قیود میں رہ کر ہو۔ مصنوعی بالوں کا استعمال غیر مسلم عورتوں کی ایجاد ہے اس کا استعمال اور حصول زینت اگرچہ خاوند کے لیے ہی ہو مگر کافر عورتوں سے مشابہت ہے اور نبی ﷺ نے کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))[1]

"جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔"

نیز اس لیے بھی کہ یہ بال گوندھنے کے حکم میں ہے بلکہ اس سے بھی سنگین تر'...... جبکہ اس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے' اور ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

ابن باز (رحمہ اللہ)

ابرو کے بال کاٹنا' ناخن بڑھانا اور نیل پالش لگانا

سوال: ابرو کے زائد بالوں میں کمی کرنے کا کیا حکم ہے؟

---

[1] رواہ ابوداود ۴۰۳۱ واحمد ۲/ ۵۰ ،۹۲

فتویٰ: ① ابرو کے بال اتارنا یا انہیں باریک کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے چہرے کے بال اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔ جبکہ علماء نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ ابرو کے بال اتارنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔

② ناخن بڑھانا خلاف سنت ہے' نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الاِبِطِ وَقَلْمُ الْاَظْفَارِ)) (رواه مسلم' كتاب الطهارة')

''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں' ختنہ کرنا' استرا استعمال کرنا' مونچھیں کاٹنا' بغلوں کے بال اکھاڑنا اور ناخن تراشنا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ، اَنْ لَا نَتْرُكَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً)) (صحيح مسلم كتاب الطهارة)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے' ناخن تراشنے' بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیرناف بال مونڈنے کے لیے وقت مقرر فرمایا کہ ہم! چالیس دن سے زیادہ ان میں سے کچھ نہ چھوڑیں۔''

نیز اس لیے بھی کہ ناخن بڑھانا درندوں اور کفار کے ساتھ مشابہت ہے۔ جہاں تک نیل پالش وغیرہ کا تعلق ہے تو وضوء کے وقت اس کا اتارنا واجب ہے۔ کیونکہ یہ ناخنوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہے۔

③ اندرون ملک یا بیرون ملک ہر جگہ اجنبیوں (غیر محرم مردوں) سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۚ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۳-۵۳)

"اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی کامل پاکیزگی ہے۔"

یہ آیت چہرے اور غیر چہرے کے لیے عام ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ چہرہ عورت کی پہچان اور بڑی زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ○﴾

(الاحزاب: ۳۳/۵۹)

"اے نبی (ﷺ)! فرما دیجیے اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں اس سے وہ جلد پہچان لی جایا کریں گی اور اس سے انہیں ستایا نہ جائے گا اور اللہ تعالیٰ تو بڑا رحمت والا ہے۔"

نیز ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ ○﴾

(النور: ۲۴/۳۱)

"اور اپنی آرائش (زینت) کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے۔"

یہ آیات مبارکہ اندرون و بیرون ملک ہر جگہ مسلمان اور کافر سب سے وجوب پردہ کی دلیل ہیں۔ کسی بھی مؤمن عورت کو اس میں سستی و کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے' اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہے' نیز اس لیے بھی کہ بے حجابی عورت کے لیے گھر اور باہر ہر جگہ باعث فتنہ ہے۔ شیخ ابن باز (رحمہ اللہ)

سونے کی بالیاں پہننے کا حکم

سوال: سونے کی بالیاں پہننے کا کیا حکم ہے؟

فتویٰ: اللہ تعالیٰ کے عمومی فرمان کی رو سے عورتوں کے لیے سونا پہننا جائز ہے۔ چاہے وہ

بالیوں کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۱۸)

"کیا جو زیورات میں پرورش پائے اور مباحثہ میں بھی صاف صاف بات نہ کر سکے (وہ اللہ کی اولاد بننے کے قابل ہے؟)۔"

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے زیور کو عورت کے وصف کے طور پر بیان فرمایا جو کہ سونے اور غیر سونے کے لیے عام ہے۔ اسی طرح امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور سونے کو ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

((اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ)) (مسند احمد)

ابن ماجہ کے الفاظ میں یہ اضافہ ہے:

((حِلٌّ لِاِنَاثِهِمْ))[1]

یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں' ابن ماجہ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ "میری امت کی عورتوں کے لیے جائز ہیں۔"

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا))[2]

"سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں پر حلال ہے جبکہ مردوں پر حرام۔"

ابن باز (رحمہ اللہ)

اونچی ایڑی والی جوتی پہننے کا حکم

سوال: اونچی ایڑی والی جوتی پہننے کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

فتویٰ: اونچی ایڑی کم از کم کراہت کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔ عورت

[1] مسند احمد' سنن ابی داؤد' سنن النسائی

[2] مسند احمد' سنن نسائی' سنن ترمذی' سنن ابی داؤد' مستدرک حاکم والطبرانی

درازقد معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ ایسی نہیں ہوتی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں عورت کے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ ڈاکٹروں کی رائے میں ایسی جوتی پہننا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔

مسجد میں جاتے وقت عورتوں کا دھونی لینا

سوال: رمضان المبارک میں مسجد جاتے وقت بعض عورتیں خوشبودار دھونی لیتی ہیں' ہم نے انہیں ایسا کرنے سے روکا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ برائے کرم تمام خواتین کو اس کے شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

فتویٰ: مسجد جاتے وقت یا مسجد کے اندر عورتوں کے لیے دھونی لینا ناجائز ہے۔ کیونکہ جب یہ عورتیں اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گی تو دوسروں کے لیے فتنے کا سبب بن سکتی ہیں۔ اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے عورتوں کو اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں جاتے وقت خوشبو لگانے سے منع فرمایا ہے:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ))

(ابو عوانہ ۲:۱۷)

"جس عورت نے دھونی لی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو"

نیز مسجد میں خوشبو استعمال کرنے کا بھی یہی حکم ہے' کیونکہ عورتیں مسجد سے بازار جائیں گی۔ مسجد کے علاوہ کہیں اور جانے کے لیے بھی خوشبو استعمال کرنے کا یہی حکم ہے۔"

واللہ ولی التوفیق — ابن باز (رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ جمیل ہے' جمال کو پسند کرتا ہے

سوال: میری ایک سہیلی ہے جو انتہائی پاکباز' دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا اور نیکی کے کاموں سے محبت کرنے والی ہے' مگر وہ ایک خاص عادت کے ساتھ معروف

ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اپنی تمام سہیلیوں سے منفرد انداز میں نظر آنا چاہتی ہے' مثلاً وہ ہمیشہ دوسری عورتوں سے مختلف لباس پہننا چاہتی ہے۔ (طبعًا باپردہ ہے) وہ نہیں چاہتی کہ اور کوئی اس جیسا لباس زیب تن کرے' حتی کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ فلاں عورت نے بھی اس جیسا لباس خریدا ہے تو وہ اسے اتار دے گی اور دوبارہ کبھی نہیں پہنے گی۔ بعینہ وہ بچوں کے لباس اور گھریلو سامان میں بھی دوسروں سے ممتاز نظر آنا چاہتی ہے' وہ یہ نہیں چاہتی کہ کسی انسان سے کوئی نعمت چھن جائے چاہے وہ اس کی چیز سے خوبصورت ہی کیوں نہ ہو' الغرض وہ صرف دوسروں سے ممتاز نظر آنا چاہتی ہے' کیا یہ حسد ہے یا تکبر؟ جب کہ وہ ان دونوں چیزوں کو ناپسند کرتی ہے۔

فتویٰ: ہم نہیں جانتے کہ اس خاتون کے دل میں ایسی کون سی بات ہے جو اسے اس حالت میں رکھنا چاہتی ہے۔ اگر اس کا سبب حسد ہے تو حسد کرنا حرام ہے' لیکن حسد کا مفہوم یہ ہے کہ ''محسود سے زوال نعمت کی تمنا کرنا اور اسے نقصان پہنچانے کے لیے کوشاں رہنا'' لیکن جیسا کہ آپ نے بتایا وہ ایسا نہیں کرتی۔ اور اگر اس کی وجہ تکبر اور اپنے اوصاف میں دوسروں کی شرکت کی ناپسندیدگی ہے تو یہ بھی حرام ہے' لیکن مذموم تکبر وہ ہے جس سے حق کی تردید اور لوگوں کی تحقیر مقصود ہو۔ جبکہ خوبصورت لباس سے محبت اس ضمن میں نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے' اگر اس کا یہ فعل دوسروں سے ممتاز نظر آنے اور کسی خاص عادت میں شہرت حاصل کرنے کے لیے ہے تو دیکھنا ہوگا کہ اس کا سبب کیا ہے؟ عین ممکن ہے کہ اس کا سبب کچھ ایسی اخلاقی اقدار ہوں جو بعض لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہیں اور اس کے کوئی ممنوع اسباب نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم

ابن باز (رحمہ اللہ)

گھر سے باہر چہرہ کھلا رکھنا اور ابرو باریک کرنا

سوال: اگر عورت خاوند کے ساتھ بیرون ملک سفر پر ہو تو کیا وہ چہرہ ننگا رکھ سکتی ہے؟ نیز کیا وہ خاوند کے سامنے خوبصورت نظر آنے کے لیے اپنے ابرو باریک کر سکتی ہے؟

فتویٰ: عورت ملک کے اندر یا باہر کسی بھی جگہ اجنبی لوگوں کے سامنے چہرہ ننگا نہیں کر سکتی۔ اگر عورت کے لیے کامل حجاب اور پردہ کرنا ممکن ہو تو وہ خاوند کو حرام کے ارتکاب سے محفوظ رکھنے کے لیے اس کے ساتھ بیرون ملک سفر کر سکتی ہے۔ ابرو کے بال کاٹنا' مونڈنا' انہیں کم کرنا یا اکھاڑنا' چاہے خاوند کی مرضی سے ہی ہو بہر حال ناجائز ہے۔ اس میں خوبصورتی نہیں بلکہ یہ تو احسن الخالقین کی خلقت میں تبدیلی ہے اس کے متعلق وعید موجود ہے جبکہ ایسا کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے جو کہ اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔

غیر مسلم عورت کے سامنے بال کھولنا

سوال: کیا مسلمان عورت غیر مسلم عورت کے سامنے بال کھول سکتی ہے' خاص طور پر اس وقت کہ وہ عورت غیر مسلم مردوں کے سامنے مسلمان عورت کے محاسن بیان کرتی ہو؟

فتویٰ: یہ مسئلہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی تفسیر میں اختلاف پر مبنی ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۲۳تا ۳۱)

"آپ ایمان والی عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ ہونے دیں' مگر ہاں جو اس میں سے کھلا رہتا ہے' اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر ہاں اپنے شوہر پر' اپنے باپ پر' اپنے شوہر کے باپ پر' اپنے بیٹوں پر' اپنے شوہر کے بیٹوں پر' اپنے بھائیوں پر' اپنے بھتیجوں پر' اپنے بھانجوں پر اور اپنی (میل جول والی) عورتوں پر۔"

علماء نے ﴿نِسَآئِهِنَّ﴾ کی ضمیر میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد بلا تخصیص عورتوں کی جنس ہے جب کہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک اس سے مراد وصف ہے' جس سے مراد صرف مؤمن عورتیں ہیں۔ پہلے قول کی رو سے مسلمان عورتوں کے لیے غیر مسلم عورت کے سامنے اپنا چہرہ اور بال کھولنا جائز ہے' جب کہ دوسرے قول کی رو سے یہ ناجائز ہے۔ ہمارا میلان پہلی رائے کی طرف ہے اور یہی رائے اقرب الی الصواب ہے' کیونکہ ایک عورت کا کسی دوسری عورت کے ساتھ رہنا اس کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں رکھتا' ہاں اگر اسے کسی فتنے کا ڈر ہو۔ مثلاً ایک عورت اپنے قریبی مردوں کے سامنے ایک عورت کی توصیف و تحسین کرتی ہو تو دریں حالات فتنہ سے بچاؤ ضروری ہے۔ ایسی حالت میں وہ اپنے جسم کا کوئی بھی حصہ مثلاً پاؤں یا بال وغیرہ کسی بھی مسلمان یا غیر مسلم عورت کے سامنے نہ کھولے۔ ابن عثیمین (رحمہ اللہ)

غیر محرم مردوں کے سامنے بے حجاب ہونا

سوال: میری ایک سہیلی کا کہنا ہے کہ میرے خاوند نے اپنے قریبی رشتہ دار کے سامنے مجھے بے حجاب رہنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس کے جواب میں اس نے بھی اپنی بیوی کو میرے خاوند کے پاس بیٹھنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

فتویٰ: خاوند کے رشتہ داروں کے پاس بے پردہ بیٹھنے کے بارے میں خاوند کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے' چاہے وہ اس کے سگے بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ لوگ اجنبی

ہیں۔ بے پردہ ہونا فتنے کا ایک سبب ہے۔ بعینہ آپ کے خاوند کے قریبی عزیز کی بیوی پر آپ کے خاوند کے سامنے بے پردہ آنے کی اجازت کے متعلق اطاعت کرنا ناجائز ہے۔ ابن جبیرین (ﷺ)

ناک میں نتھ پہننا

سوال: حصول زینت کے لیے ناک میں نتھ پہننے کا کیا حکم ہے؟

فتویٰ: عورت ہر وہ زیور پہن سکتی ہے جو عادتاً پہنا جاتا ہو۔ اس کے لیے اگر بدن میں سوراخ بھی کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً کانوں میں بالیاں وغیرہ پہننا۔ ممکن ہے ناک میں نتھ پہننا ایسے ہی جائز ہو جیسا کہ اونٹ کی ناک میں سوراخ کر کے نکیل ڈالنا۔ ویسے دونوں مثالیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ابن جبرین (ﷺ)

چہرہ ننگا کرنے کا حکم

سوال: کیا عورت اجنبی لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ ننگا کر سکتی ہے؟

فتویٰ: عورت اجنبی لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ ننگا نہیں کر سکتی' بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔ چہرہ ڈھانپے بغیر پردہ مکمل نہیں ہو سکتا' اس لیے کہ چہرہ اصلی زینت ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۔ ۝ ﴾ (النور : ۳۱/۲۴)

''عورتیں اپنی چادریں اپنے گریبانوں تک لٹکائیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو حکم دیا ہے کہ وہ سر کی چادر گریبان تک لٹکائے۔ جب چادر گریبان تک لٹکے گی تو چہرے اور گریبان دونوں کو چھپائے گی۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ ۝ ﴾ (النور : ۳۱/۲۴)

''اور نہ ظاہر کریں وہ اپنی زیبائش کو بجز اپنے خاوندوں کے......''

اس عورت پر خاوند اور محرم رشتہ داروں کے علاوہ زینت کا ظاہر کرنا حرام ہوا۔[1]

ابن جبرین (رحمہ اللہ)

مصنوعی بالوں کے ذریعہ خوبصورت بننے کا حکم

سوال: کیا عورت خاوند کے لیے باروکہ (مصنوعی بال) استعمال کر سکتی ہے اور کیا یہ عمل واصلہ اور مستوصلہ کی نہی کے تحت آتا ہے؟

فتویٰ: باروکہ یعنی مصنوعی بالوں کا استعمال حرام ہے۔ اگرچہ یہ وصل نہیں ہے لیکن اس میں شمار ضرور ہوتا ہے۔ مصنوعی بال عورت کے سر کے بالوں کو اصل سے زیادہ لمبا کر کے دکھاتے ہیں۔ اس بناء پر وصل کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جبکہ نبی ﷺ نے مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ہاں اگر عورت کے سر پر بال بالکل نہ ہوں تو وہ یہ عیب چھپانے کے لیے مصنوعی بال استعمال کر سکتی ہے۔ اس لیے کہ عیب کو چھپانا جائز ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے اس آدمی کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی جس کی ناک جنگ میں کٹ گئی تھی۔ مسئلے کی نوعیت اس سے بھی وسیع ہے۔ بناؤ سنگھار کے تمام مسائل اور اس سے متعلق دیگر تمام کاروائیاں' مثلاً: ناک چھوٹا کرانا وغیرہ بھی داخل ہیں۔ تحسین وتجمیل عیوب کے ازالہ کا نام نہیں۔ اگر عیب کا ازالہ مقصود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے' مثلاً: ٹیڑھی ناک سیدھی کی جا سکتی ہے۔ نشان دور کیا جا سکتا ہے اور اگر ایسا عمل ازالۂ عیوب کے لیے نہیں بلکہ کسی اور مقصد کے لیے ہو مثلاً: سرمہ بھرنا یا چہرے کے بال نوچنا وغیرہ تو یہ ممنوع ہیں۔ مصنوعی بالوں کا استعمال اگرچہ خاوند کی اجازت اور اس کی مرضی سے ہو تب بھی حرام ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں کسی کی اجازت یا رضا غیر مفید ہے۔

❀❀❀

---

[1] فتاویٰ برائے خواتین شائع کردہ دارالسلام لاہور باب پردہ لباس اور زینت و زیبائش

جہاں تمام مہہ جبین ڈراؤنے اور وحشت ناک بن جائیں گے

میری قابلِ احترام بہن!

اس تصویر کو بڑے غور سے دیکھ!

(یہاں تصویر ہے)
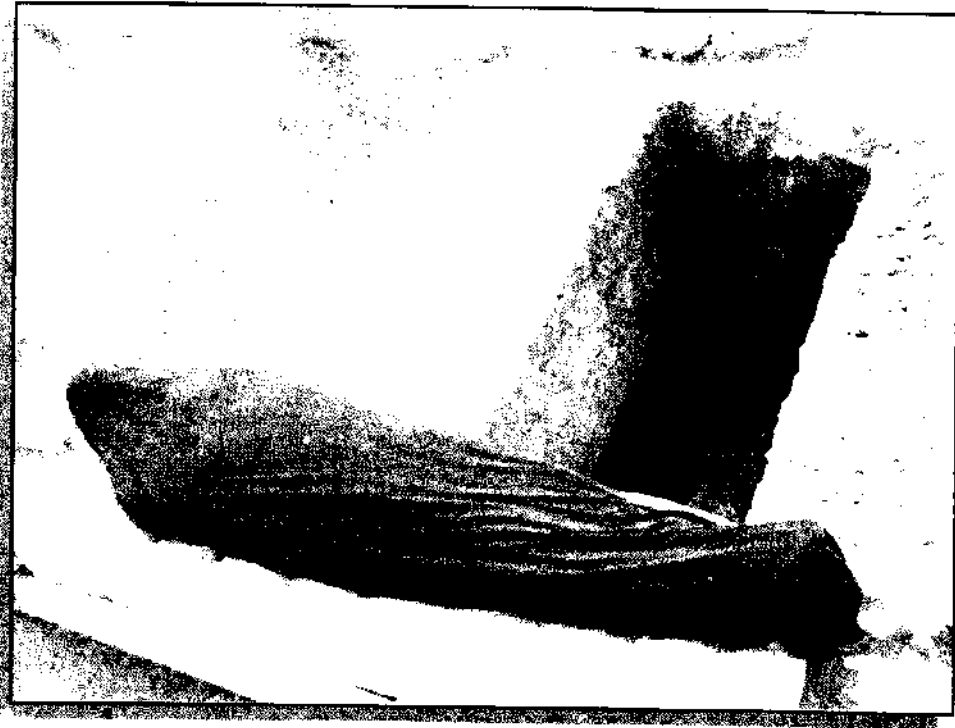
قبر: حسینوں، جمیلوں، مہہ جبینوں، نازنینوں اور حسن کی پریوں و شہزادیوں کا حسن جہاں ڈراؤنی خوفناک ہیبت ناک اور وحشت ناک شکل اختیار کر کے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔

یہ تنہائی کا گھر ہے...... کیڑے مکوڑوں کا گھر...... اور اس کا نام قبر ہے۔

کل کو تجھے بھی اس تیارہ شدہ گڑھے میں رکھا جائے گا...... بالکل اکیلی اور تن تنہا کو...... ہر قسم کی زینت سے خالی کر کے...... رنگوں کے بغیر...... میک اپ کے بغیر...... ملبوسات کے بغیر' صرف ایک سفید کم قیمت کپڑے میں...... تجھ سے فیشن کے جدید ترین طریقوں کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا اور نہ ہی نت نئے جدید و ماڈرن ملبوسات کے بارے میں...... تجھ سے تو صرف مندرجہ ذیل تین امور کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

1. تیرے رب کے بارے میں کیا تو نے اس کی ایسی پہچان کی جیسی کہ اس کی پہچان ہونی چاہیے تھی؟ کیا تو نے اس کی اس طرح عبادات کی جیسی کہ اس کی عبادت کرنی چاہیے تھی؟ یا تو کسی اور کی لونڈی اور بندی بن کے رہی......!!؟
2. تیرے دین کے بارے میں...... کیا تو نے اس کا دامن مضبوطی سے تھام کر رکھا؟ اس پر عمل پیرا ہوئی؟ یا تو نے اسلام وراثت میں ہی پایا تھا اس لیے تو بغیر سمجھے اور پرکھے ایسا ہی کہتی رہی جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟
3. تیرے نبی کے بارے میں...... کیا تو نے ان کو سچا مانا؟ کیا تو نے ان کی فرمانبرداری اختیار کی یا نافرمانی ہی کرتی رہی اور ان کے حکموں کے خلاف ہی چلتی رہی؟ اگر تیسری حالت رہی تو تیرے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہو گی۔

- اے کل قبر میں جا کر بسیرا کرنے والی......!
- دنیا کی کس چیز نے تجھے دھوکہ دے رکھا ہے......
- تیرے کپڑوں کی باریکی اور ملائمت کدھر گئی......
- اے افسوس! تو اس کھردری اور غیر ہموار مٹی پر کیسے گزارا کرے گی؟
- اپنے کس رخسار کو پہلے میلا کرے گی؟
- یہاں کتنے ہی نرم و نازک بدنوں والے اور بدنوں والیاں دفن ہیں......
- جو اس حالت میں پڑے ہیں کہ ان کے چہرے بوسیدہ ہو چکے ہیں...... اور ان

کے تن گردنوں سے دور پڑے ہوئے ہیں......

- آنکھوں کی سیاہی ان کے رخساروں پر بہہ چکی ہے......
- جن کے منہ خون اور پیپ سے بھر چکے ہیں......
- اللہ کی قسم! وہ چند دن ہی ایسے رہیں گے...... یہاں تک کہ ان کی ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی......
- وہ باغ و بہار کو چھوڑ چکے ہیں......
- فراخیوں کے بعد وہ تنگیوں میں جا چکے ہیں......
- قبر کے بعد پھر میدان حشر آنے والا ہے...... جہاں پر تیرے قدم روز قیامت کو اس وقت تک حرکت نہ کر سکیں گے جب تک تو چار سوالوں کے جواب نہ دے پائے گی۔

پہلا سوال

تیری عمر کے متعلق ہو گا۔ کن کاموں میں اسے پورا کیا؟ کیا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں یا باتیں سننے سنانے میں؟ اور کثرت کے ساتھ گھر سے نکلنے اور گھومنے گھمانے میں، فلموں اور ڈراموں کے دیکھنے دکھانے میں، گانوں کے سننے اور...... دنیادی لذتوں میں غرق رہنے میں۔

دوسرا سوال

تیری جوانی کے متعلق ہو گا۔ کن کاموں میں اسے فنا کیا؟ عالم شباب عمر کا وہ حصہ ہے جو قوت اور سمجھ داری کا زمانہ ہوتا ہے، اس لیے بالخصوص اس کے متعلق سوال ہو گا۔ اگر تو اب نوجوان ہے تو ممکن حد تک موقع تیرے پاس ہے۔ اور اگر تو جوانی کی حدود سے تجاوز کر گئی ہے تو اپنی باقی ماندہ عمر کو ہی غنیمت شمار کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو بہت وسیع ہے۔

تیسرا سوال

تیرے مال کے متعلق ہوگا۔ کہاں سے کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا؟ کیا طریقہ حلال سے کمایا یا پیشہ حرام ہے؟ کیا رضائے الٰہی کے کاموں میں خرچ کیا یا اس کے ناپسندیدہ کاموں میں؟ جو خاتون قیمتی اور مہنگے ترین لباس اور نقصان دہ سامان زینت کی خریداری میں بے تحاشا مال خرچ کر رہی ہے وہ کل قیامت کو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دے گی۔

چوتھا سوال

تیرے علم سے متعلق ہوگا کہ تو نے اس پر کتنا عمل کیا؟ کتنی ہی باتیں ایسی ہیں جو ہم سیکھ تو لیتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ خبردار! ہم نے بہت سی باتوں کو سیکھ لیا اور بہت سی چیزوں سے واقفیت حاصل کر لی۔ کیا اب ہم ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے یا یہی باتیں ہمارے خلاف حجت بنیں گی؟

أَيَا رُبَّ وَجْهٍ فِي التُّرَابِ رَقِيْقٍ
وَيَارُبَّ حَسَنٍ فِي التُّرَابِ عَتِيْقٍ

"ارے! غور کر لے کتنے ہی نرم ولطیف چہروں والے مٹی میں جا چکے ہیں،
ارے! یہ بھی سوچ لے کتنے ہی نفیس اور عمدہ حسن والے مٹی میں جا چکے ہیں،
یعنی مر کر قبروں میں پہنچ چکے ہیں۔"

فَقُلْ لِقَرِيْبِ الدَّارِ إِنَّكَ رَاحِلٌ
إِلٰى مَنْزِلٍ نَائِي الْمَحَلِّ سَحِيْقٍ

"اس قریب گھر والے کو یہ کہہ دے کہ تو بھی کوچ کرنے والا ہے اور اپنے اس مقام سے دور...... ایک "دور دراز گھر" کی طرف جانے والا ہے۔

وَمَا النَّاسُ إِلَّا هَالِكٌ وَابْنُ هَالِكٍ
وَذُوْ نَسَبٍ فِي الْهَالِكِيْنَ عَرِيْقٍ

"اور لوگ تو صرف ہلاک ہونے والے ہیں اور ہلاک ہونے والوں کے بیٹے ہیں اور قدیمی عظمت والا صاحب نسبت آدمی بھی انہی ہلاک شدگان میں شامل ہے۔"

اِذَا امْتَحَنَ الدُّنْيَا لَبِيْبٌ تَكَشَّفَتْ
لَهٗ عَنْ عَدُوٍّ فِيْ ثِيَابِ صَدِيْقٍ

"جب کوئی صاحب فراست اور دور اندیش آدمی اس دنیا کا بنظر غائر جائزہ لے گا تو اسے دوستی کے کپڑوں کے پیچھے دشمن بھی نظر آ جائیں گے۔"

یقیناً آپ ایک جاہل عورت کو یہاں جاہل عورت سے مراد ایسی خاتون نہیں جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو بلکہ ایسی خاتون مراد ہے جو اپنے حاصل علم سے استفادہ نہ کرتی ہو اگرچہ اعلیٰ ترین ڈگریاں بھی رکھتی ہو...... پائیں گے جو بکثرت

وَمَا النَّاسُ اِلَّا هَالِكٌ وَابْنُ هَالِكٍ
وَذُوْنَسَبٍ فِي الْهَالِكِيْنَ عَرِيْقٍ

"اور لوگ تو صرف ہلاک ہونے والے ہیں اور ہلاک ہونے والوں کے بیٹے۔ قدیمی عظمت والا صاحب نسب آدمی بھی انہی ہلاک شدگان میں شامل ہے۔"

اِذَا امْتَحَنَ الدُّنْيَا لَبِيْبٌ تَكَشَّفَتْ
لَهٗ عَنْ عَدُوٍّ فِيْ ثِيَابِ صَدِيْقٍ

"جب کوئی صاحب فراست اور دور اندیش آدمی اس دنیا کا بنظر غائر جائزہ لیتا رہے گا تو اسے دوستی کے لبادوں میں چھپے دشمن بھی نظر آ جائیں گے۔"

خاتمہ

اس بحث کے اختتام میں ہمارے لیے درج ذیل نتائج اخذ کرنا ممکن ہے:

نتیجہ اول : کہ عورت کو جائز حدود میں رہتے ہوئے زینت اختیار کرنے اور خوبصورت بن کر رہنے میں ملامت نہ کی جائے' اسے اپنے حسن و جمال کو ان رشتوں کے پاس کہ جنہیں اللہ نے حلال کیا ہے ظاہر کرنے کی اجازت دی[1] جائے اور یہ معاملہ ان ان حدود و قیود میں رہ کر ہو کہ جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مباح کر رکھا ہے۔

نتیجہ ثانی : عورت کی زینت اختیار کرنے کی کئی اقسام وانواع ہیں۔ ان میں سے ایک تو مباح بلکہ مستحب ہے جیسے کہ مہندی وغیرہ۔ اور دوسرا شرعی نصوص کی روشنی میں حرام ہے۔ جیسے کہ جسم کو گوندھوانا' دانت تیز کرنا' دانتوں میں فاصلہ بنانا' مصنوعی بال لگانا' چہرے سے بال نوچنا اور اسی طرح کے دوسرے کام۔

اور ان میں سے ایسے کام بھی ہیں' جن کی حرمت کے سلسلے میں کوئی واضح اور صاف نص موجود نہیں ہے' صرف علماء اور اطباء نے ان سے خبردار کیا ہے' عام شرعی دلائل ان کاموں سے بچنے اور انہیں ترک کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں کثرت سے

---

[1] یعنی ان رشتوں کا کہ جن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے اگر ان کے سامنے زینت ظاہر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورت ان رشتوں کے سامنے خاص طور پر بن سنور کر زیب و زینت کے سامان سے آراستہ ہو کر اپنا حسن ظاہر کرتی پھرے یا اپنے زینت کے مقام ظاہر کرے' وہ صرف اپنا چہرہ اور ہاتھ پاؤں ظاہر کر سکتی ہے۔ باقی ہر طرح سے پردہ ہو گا ہاں بعض اوقات مواقع آتے ہیں کہ محارم سے پردہ کرنا پہلوتہی اختیار کرنا اور دور رہنا ضروری اور واجب ہو جاتا ہے جبکہ محرم رشتوں سے بھی فتنے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب محرموں سے خطرے اور فتنے کا ڈر ہو تو نہ صرف یہ کہ ان کے سامنے زیب و زینت نہیں کی جائے گی بلکہ ان سے پردہ اور علیحدگی اختیار کرنا اور دور رہنا عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے ضروری ہو جائے گا۔

نقصانات پائے جاتے ہیں' جیسے کہ جدید سامان افزائش حسن میں سے اکثر کی حالت ایسی ہی ہے۔ حصول زینت کی ان اقسام کی حرمت کے لیے اگرچہ کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے پھر بھی ایک عقل مند خاتون کو ان کو چھوڑ دینا چاہیے اور ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر ایسی چیزوں کو اختیار کرنا چاہیے جن میں کوئی شبہ ہو اور نہ ہی کوئی ضرر اور نہ ہی اس میں اللہ کے دشمنوں کی کوئی مدد ہو۔ اگر کوئی عورت ماہر ڈاکٹروں اور خیر خواہ علماء کرام کی باتوں کی مخالفت پر ہی کمر بستہ اور ان چیزوں کے استعمال کرنے پر بضد اور مصر ہو تو اسے ان اشیاء کو مختصر دائرے اور کم حدود میں استعمال کرنا چاہیے۔ (یعنی نہایت ہلکے پھلکے انداز میں اور قلیل ترین مقدار میں استعمال کرنا چاہیے)

نتیجہ ثالث: عورت کے حسن و جمال کو اختیار کرنے کے کئی ایک درجات ہیں۔ ان سب میں سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ یہ خوبصورتی اپنے خاوند کے لیے اختیار کرے اور شریعت میں یہی مطلوب و مقصود ہے۔ بلکہ ضروری اور اہم بھی ہے۔ پھر دوسرے درجے میں اپنی عورتوں اور اپنے محرم رشتہ داروں کے لیے خوبصورتی کا ظاہر کرنا ہے لیکن ایسا بھی مختصر اور خاص حدود میں رہتے ہوئے ہی کر سکتی ہے' جیسے کہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔ لیکن غیر محرم اجنبی مردوں کے سامنے اظہار زینت کبیرہ گناہوں میں سے اور اللہ علام الغیوب کو غصہ دلانے والے اسباب میں سے ہے۔ اگر ایسی خاتون اس حرکت کو حلال سمجھ کر کرنے والی ہو تو اس کے بارے میں کفر کا خطرہ اور ملتِ اسلام سے باہر نکل جانے کا اندیشہ بھی ہے۔

بالکل اختصار سے اس بحث میں پائے جانے والے یہی اہم نقاط ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی طرف سے آنے والی آراء اور تبصروں کے لیے میں شرح صدر اور کھلے دل کے ساتھ منتظر ہوں۔ اللہ ہی توفیق مرحمت فرمانے والے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ

محمد المسند

المملكة العربية السعوديه

❀❀❀

دارالابلاغ کی دیگر کتب

بچوں کی تربیت کیسے کریں؟.................. **مصنف** : سراج الدین ندوی

نظرثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش............ **قیمت** :۱۴۰روپے

قرآن وحدیث طب وحکمت اور جدید سائنس کی روشنی میں اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کے خواہش مند والدین کے لیے ایک نادر ونایاب تحفہ۔

....

سپنوں کا شہزادہ...... **مصنف** : محمد طاہر نقاش....... **قیمت** : ۱۲۰روپے

ٹیلی فون کے ذریعہ گمراہ ہونے والی مسلم دوشیزاؤں کی عبرتناک داستانیں اور جدید الحادی تہذیب سے متاثر ہو کر ٹیلی فون کا غیر شرعی استعمال کرنے والوں کا خوفناک انجام۔ آج ٹیلی فون ہر گھر کی ضرورت ہے اور ٹیلی فون کے غلط استعمال کا فتنہ ہر گھر کو ڈسنے کو منہ کھولے کھڑا ہے۔ اس لیے مسلم بچیوں اور گھروں کو اس فتنے سے بچانے کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل راہنمائی فراہم کی گئی ہے۔

....

تحفہ برائے خواتین.............. **مصنف** : ڈاکٹر صالح بن فوزان

نظرثانی واضافہ : روبینہ نقاش.................. **قیمت** : ۸۰روپے

ان خواتینِ اسلام کے لیے ایک بہترین تحفہ جو اپنی عبادات میں ہونے والی کسی بھی کی کوتاہی سے بچ کر اپنی عبادات کو مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق بنانا چاہتی ہیں اور اس کتاب میں خواتین کو میک اپ کے مسائل سے لے کر جنازے کے مسائل تک کی مکمل رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ اور خاتونِ اسلام کے وہ تمام مسائل جو مردوں سے ہٹ کر صرف خواتین سے مخصوص ہیں' کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔

....

گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات.... **مصنف** :امام ابن قیم الجوزیہؒ

مترجم : ابو یحییٰ محمد زکریا زاھد.............. **قیمت** : ۴۰روپے

گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے افراد کو پہچان کروائی گئی ہے کہ گناہوں کی نشانیاں کیا ہیں اور ان کے دنیاوی اور اُخروی نقصانات کیا ہیں؟ اور آپ نے ان گناہوں سے کیسے بچنا ہے!

....

مجالس خواتین................ **مصنف** : محمد امین بن مرزا عالم......

ترجمہ : حافظ خبیب احمد سلیم... نظرثانی واضافہ : روبینہ نقاش... قیمت : ۳۶روپے

خواتین کی موزوں اور غیر موزوں مجالس جو وہ روزمرہ زندگی میں برپا کرتی ہیں' کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کہ ان کو کس قسم کی مجلسیں اختیار کرنی چاہئیں اور کس قسم کی مجلسوں سے اپنے دامن کو بچا کے رکھنا چاہیے۔

دعائیں التجائیں.............. مؤلف : مولانا محمد داؤد راز دھلویؒ

نظر ثانی : فضیلۃ الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی ... قیمت: ۱۲۰ روپے

ہر طرف سے لاچار، بے بس، بے کس مقہور و مجبور اور پریشانیوں، تکالیف، مصائب کی آندھیوں دکھوں کے پہاڑ، مسائل کے انبار، غم اور خوف و ہراس کے جھکڑوں میں گھرے ہوئے پریشان انسانوں کا اپنے رب کو منانے کے لیے ایک منفرد لائحہ عمل، تاکہ وہ اپنے دکھوں کو راحتوں میں بدل سکیں۔ زندگی کے ہر موقع پر پیش آنے والی پریشانی کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں۔ بنام "رب کے حضور بندوں کی "دعائیں التجائیں" صحیح احادیث کا مہکتا ہوا دلبہار گلدستہ

....

گناہ چھوڑنے کے انعامات......... مصنف : ابراھیم بن عبداللہ الحازمی

ترجمہ: حافظ محمد عباس انجم گوندلوی نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش.. قیمت : ۱۰۰ روپے

آج شیطان کے پرفریب ہتھکنڈوں میں پھنس کر انسانیت گناہوں کی دلدل میں دھنس چکی ہے اور انہیں گناہوں سے بچنے اور ان کو چھوڑنے کا خیال تک نہیں آتا، کیونکہ اس کے چاروں طرف عالم کفر نے میڈیا وار کے ذریعہ گناہوں کے جال لگا رکھے ہیں۔ ایسے حالات میں جو شخص محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے گناہ ترک کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو کن کن انعامات واکرامات سے مالا مال کر دیتا ہے۔ قرآن وسنت کی عطر بیز مہکار لیے ہوئے یہ کتاب اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ رسول اللہ نے اس بات کی گارنٹی دی ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لیے کوئی چیز (گناہ) چھوڑ دیتا ہے اللہ اس کو اس سے بہتر عطاء کرتا ہے۔

....

ادائیں محبوبؐ کی.................. تالیف : محمد بن جمیل زینو....

ترجمہ: حافظ محمد عباس انجم گوندلوی .... نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش ..... قیمت : ۸۰ روپے

ایک ایسے محبوب دلگیر کی پیاری، من موہنی، پیار بھری اداؤں کا مشکبار، دلآویز، جاں پرسوز، تذکرہ...... کہ جس کی اداؤں کو اپنانا ہر مسلمان اپنے لیے باعث نجات وکامیابی اور دونوں جہانوں میں باعث فخر سمجھتا ہے۔ ایسی پیاری اور راحت جان ادائیں کہ جن کو ہر آدمی جانتے ہی اپنا لینے میں جلدی کرے۔

....

محبتیں الفتیں......................... تالیف : سراج الدین احمد ندوی

نظر ثانی واضافہ : محمد طاہر نقاش .... قیمت : ۱۲۰ روپے

نفرتوں بھری اس دنیا میں محبتیں پیدا کرنے کا لائحہ عمل ایک ایسا نصاب کہ جس کو اختیار کر کے چودہ سو سال قبل رسول اللہ نے صحابہ کے درمیان ایسی محبتیں پیدا کر دی تھیں کہ جو ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ کا مصداق بن کر پوری دنیا کو جہاد کے ذریعہ فتح کرنے اور اسلام کو پھیلانے کا باعث بنیں۔ آج بھی اس نصاب کو اپنا کر باہمی محبتیں پیدا کرنے کے لیے یہ کتاب بہترین راہنمائی فراہم کرتی ہے، کہ افراد کی کس انداز سے تربیت کی جائے جو باہمی محبتوں کے پروان چڑھانے کا باعث بنے۔

(دارالابلاغ لاہور۔ فون: 0300-4453358)

خوبصورت بننا اور نظر آنا جہاں عورت کی سرشت میں شامل ہے وہاں اس کا حق بھی ہے کہ وہ صاف ستھری خوبصورت وصحت مندر ہے۔ آج کل اسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کیا طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔ عورتیں خوبصورت بننے کیلئے کیا کیا پاپڑ بیلتی نظر آتی ہیں۔ کہاں کہاں ماری ماری پھرتی ہیں۔ اور مصنوعی حسن حاصل کرنے کیلئے اپنے حقیقی حسن کو کس طرح تباہ و برباد کر رہی ہیں۔ ان کو یہ علم ہی نہیں کہ حقیقی حسن کیا ہے، کیسے حاصل ہوتا ہے اور اس کے حصول کیلئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ وہ مختلف یہودی و صلیبی اور ہندو کمپنیوں کے تیار کردہ مہلک رنگوں اور کیمیکلز کو خریدتی ہیں، اپنے جسم پر لگا کر وقتی طور پر صرف چند لمحات کے لیے خوبصورت بننے کے دھوکے کا شکار ہو جاتی ہیں ...... لیکن جب گھنٹہ آدھ گھنٹہ بعد یہ کیمیکلز اتر جاتے ہیں تو وہ کس قدر بیزار شکل بن چکی ہوتی ہیں، اس بات کو خواتین خود ہی بہتر جانتی ہیں، خاص طور پر وہ جوان کو استعمال کرتی ہیں۔ بعض تو ان کیمیکلز کے استعمال سے مہلک بیماریوں کا بھی شکار ہو جاتی ہیں...... لیکن ایک بہت بڑی ہلاکت کہ جو جان کے تلف ہو جانے سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس کا ان کو علم ہی نہیں ہوتا۔ یہی ہلاکت اس کتاب میں بیان کی گئی ہے۔ اور حقیقی حسن وخوبصورتی کے سربستہ رازوں سے پردہ ہٹایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مصنوعی وقتی حسن کی بجائے حقیقی دیرپا اور ہمیشہ رہنے والی خوبصورتی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ قرآن وسنت کے تحت ہے اور اس کی روشنی میں حقیقی خوبصورتی حاصل کرنے کا لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب خواتین اسلام کیلئے ایک انمول تحفہ ہے۔

محمد طاہر نقاش

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

0300-4466795